

گناہوں سے نجات

جلد سے جلد پالیجئے

(مؤلف)

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

(خلیفہ ومجاز)

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

گناہوں سے نجات
جلد سے جلد پالیجئے

(مؤلف)

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

(خلیفہ ومجاز)

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حاذق الامت حضرت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

مخلص اور طالب حق کو طباعت کی اجازت ہے

اگر کوئی نیکی کا طالب اردو کے علاوہ دوسری زبانوں میں اس کتاب کو منتقل کرنا چاہے تو اجازت ہے۔

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔گناہوں سے نجات جلد سے جلد پا لیجئے
مؤلف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی
کمپیوٹر و کتابت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبد اللہ علاء الدین قاسمی
صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔184
تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ملنے کے پتے

☆ خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)
☆ قاری عبد العلام صاحب نزد مدینہ مسجد پورانی سیماپوری (نئی دہلی)
☆ حضرت مولانا ریاض صاحب قاسمی پورانی سیماپوری (نئی دہلی)
☆ قاری مطیع الرحمان صاحب نزد مدینہ مسجد اتوار بازار اگر نگر مبارک پور (نئی دہلی)

KHANQUAH E ASHRAFIA
Maktaba Rahmat E Alam
Pali,Ghanshyampur
Dist Darbhanga,Bihar
Contact:
7654132008/ 7428151390
9674661519

فہرست مضامین

☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآیِٔ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ۚ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ۔ (سورہ نحل آیت:۹۰)

رذائل ومعاصی اور وہ تمام اخلاق ذمیمہ اور بری عادتیں جن سے اللہ نے اجتناب واحتراز کرنے کا حکم دیا ہے اور جن کے کرنے سے بندہ اللہ کی نگاہ میں مجرم اور گنہگار ہو جاتا ہے، عالم کائنات میں ہر عقلمند ان کو برا جانتا ہے کہ ان کے ارتکاب کی وجہ سے انسانوں کو روحانی اور مادی نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، اور یہ بھی ہر شخص پر عیاں ہے کہ گناہوں کی وجہ سے معاشرہ اور سوسائٹی تباہی کے دہانے پر پہنچ جاتی ہے، بلکہ اگر کوئی قوم اس میں زیادہ مبتلا ہو جاتی ہے تو پھر اس کی تباہی قطعی ہو جاتی ہے، دین ودنیا دونوں تباہ ہو کر سعادت واقبال کے دروازے بند ہونے لگتے ہیں، اسی وجہ سے عقل وشریعت دونوں کی نگاہوں میں یہ معاصی برے ہیں۔

آیت مذکورہ کے متعلق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ، قرآن پاک میں خیر وشر کی سب سے جامع آیت یہی ہے، تفسیر ابن جریر طبری نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جن اخلاق حسنہ پر عمل کیا جاتا تھا اور وہ پسند کئے جاتے تھے ان میں کوئی خلق ایسا نہیں ہے جس کا خدا نے اس آیت میں حکم نہ دیا ہو، اور کوئی بداخلاقی ایسی نہیں ہے جس کی اس آیت میں ممانعت نہ کی ہو۔

یہ بات واقعۃً صحیح اور سچ ہے کہ اس آیت میں تمام محاسن و معاصی کا مجملاً احاطہ کر دیا گیا ہے، آیت پاک کے دوسرے جز فحشاء یا فاحشہ کا اطلاق چھوٹے بڑے تمام قسم کے معاصی پر ہوتا ہے، خواہ ظاہری ہوں یا باطنی، اور منکر میں قولی و عملی تمام بری چیزیں اور اعمال آ گئے اور بغی کے ذریعہ ہر قسم کے چھوٹے بڑے ظلم کو بیان کر دیا گیا، اس طرح فحشاء منکر اور بغی میں تمام رذائل و معاصی اور چھوٹے بڑے گناہ داخل ہو گئے۔

آج ہمارے معاشرے میں اندھیری رات کی طرح فتنے اور برائیاں پیدا ہوتی جا رہی ہیں، آدمی کے سارے اخلاق ذمیمہ کی جڑ جو جھوٹ ہے اس میں ہر کہہ ومہہ مبتلا ہے، سینکڑے میں پانچ آدمی اس لعنت سے محفوظ ہیں ورنہ سب اس میں گھٹنے گھٹنے اور گلے گلے مبتلا ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی طرف لے جاتا ہے، قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْن۔ اللہ کی لعنت ہے جھوٹوں پر۔ ساری کائنات اللہ کی رحمت کی چھاؤں میں ہے اور جھوٹا شخص خدا کی رحمت کے سایہ سے باہر ہے۔

مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ اچھے اچھے لوگ بھی ''بے ضرر'' جھوٹ کو بُرا نہیں جانتے، بہت سے لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ بچوں کو بہلانے کیلئے جھوٹے وعدے کر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ ان وعدوں کو بھول جائیں گے، اسلام نے اس جھوٹ کی بھی اجازت نہیں دی ہے، ایک کم سن صحابی حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میری ماں نے مجھے بلایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے، تو ماں نے میرے بلانے کیلئے کہا کہ ''یہاں آ تجھے کچھ دوں گی'' حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم کہتی ہو مگر تم اس کو کچھ دینا نہیں

چاہتی ہو، ماں نے کہا اس کو کھجور دے دوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں اگر تم اس کو اس وقت کچھ نہ دیتیں تو یہ جھوٹ بھی تمہارا لکھا جاتا۔ (ابوداؤد کتاب الادب، باب التشدید فی الکذب، ص/۶۸۱)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس تعلیم کا مقصد تو یہی ہے کہ مسلمان کسی حال میں بھی اپنے لب پر جھوٹ نہ لائے، دوسری بات جو اہم ہے وہ یہ ہے کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے والدین کو بہت بڑی تنبیہ بھی فرمادی کہ اگر تم جھوٹ بولو گے تو تمہارا بچہ بھی جھوٹ بولے گا، اسلئے تم بچوں سے بھی جھوٹ نہ بولو۔

غرض جھوٹ خواہ جس موقع پر اور جس مجلس میں بھی بولا یا جائے وہ نقصان دہ ہے، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذاق میں بھی جھوٹ بولنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ اس سے آدمی کا اعتبار بھی ساقط ہوجاتا ہے، اور خدا کے یہاں گنہگار بندوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

جھوٹ کی ایک قسم وعدہ خلافی بھی ہے بعض لوگ اس کو گناہ نہیں سمجھتے، حالانکہ یہ بہت بڑی برائی ہے، جھوٹ ان منافقین کی صفات میں سے ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے گناہِ کبیرہ وصغیرہ وغیرہ کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے، آپ ان کو پڑھیں اور اپنے علم ومعرفت کے اضافہ کا سامان کریں اور راہ تقویٰ کو پانے کیلئے ان سب سے توبہ اور نجات پانے کی مکمل سعی وکوشش کریں۔

خانگی، قومی، ملی، معاشی، اقتصادی اور عصر حاضر کے ہمارے تمام مسائل کے حل کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے معصیت وبددینی کی لمبی چادر جو ہم نے اوڑھ رکھی ہے اس کو شق کردیں اور اس کو اپنے بدن سے دور پھینکیں۔

یہ عقل کے خلاف بھی ہے، رات اور دن کہیں ایک ہوسکتے ہیں؟ گناہوں کی ظلمت میں

ڈوبا ہوا انسان نیکی کی روشنی کو اسی وقت پا سکتا ہے جب گناہوں کی رات اپنی سحر کو پہنچ جائے اور عنقریب ہدایت کا آفتاب اپنی نورانی کرنیں بکھیر کر روشنیوں کا پیغام دینے لگے۔

مگر جب انسان کا دل اندھا ہو جائے تو اس کے لیے دن کیا اور رات کیا سب برابر ہے۔

آج مسلمانوں کا بیشتر طبقہ دل کے اندھے پن کے مرض میں مبتلا ہے، ہدایت وضلالت کے امتیاز سے یکسر محروم ہے، اسی لئے قرآن پاک نے کہا: اے اہل ایمان اگر تم گناہوں سے اجتناب کرو گے تو تم کو حق و باطل کے درمیان امتیاز کرنے کا ایک آلۂ نور عطا کر دیں گے اور تمہارے سارے گناہوں کو ہم معاف فرما دیں گے۔

کسی مکان کو جو کچرے سے اٹا ہوا ہو اچھی طرح صاف کر دیا جائے تو اس کو پاک صاف اور اچھا کہا جائے گا اور وہ مکان قابل قدر ہو جائے گا، اور اگر اس کو صاف کرنے کی کوشش نہیں کی گئی تو ظاہر ہے اس کی کوئی حیثیت و اہمیت نہیں اور نہ ہی وہ انتفاع کے قابل ہے، اور جو چیز انتفاع کے لائق نہیں وہ قابل اعتناء بھی نہیں اور نہ ہی قابل ترجیح ہے، بس آج ہمارا حال یہی ہے، ہم لوگوں نے خود کو اپنی بد عملیوں اور بد اخلاقیوں کی وجہ سے مثل کوڑا خانہ کے بنا لیا ہے، اسی لئے ہماری کوئی قدر و عزت نہیں اور ہم ہر جگہ نظر انداز کئے جا رہے ہیں، گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے، جب ہم خود کو گناہ اور معصیت کی آلودگیوں سے پاک صاف کر لیں گے تو ضرور قابل قدر بھی ہونگے اور قابل قبول بھی، اللہ ہم سب مسلمانوں کو خدا کے احکام اور شریعت الہیہ کے قوانین پر پورا پورا عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

مجھے امید ہے اگر کوئی طالب ہدایت اس کتاب کو عمل کی نیت سے پڑھے تو ضرور معصیتوں سے نجات اور بد اخلاقیوں سے چھٹکارا پا کر سوسائٹی کے لئے ایک نعمت اور قابل قدر ہو سکتا ہے، ورنہ

تو گناہوں کی صورت اور برائیوں کی تصویر بن کر کسی گناہ کو مٹایا نہیں جا سکتا، اندھیرا اندھیرے کو دور نہیں کرتا بلکہ اندھیرے کو دور کرنے کے لیے روشنی ضروری ہے، اور گناہ سارے کے سارے اندھیرے اور ظلمتیں ہیں، اور نیکیاں اور اچھائیاں سب روشنی ہیں اور روشنی کو سب پسند کرتے ہیں، جبکہ اندھیرے میں رہنا کوئی نہیں پسند کرتا۔

اس کتاب کو گناہوں سے توبہ اور نجات پانے کیلئے ایک بہترین راہبر اور ہدایت نامہ کے طور پر دیکھیں اور عملی طور پر بھی حتی الامکان اس سے فائدہ اٹھائیں، اللہ تعالیٰ کاتب اور مؤلف کی محنتوں کو قبول فرما کر ذریعۂ سعادت و نجات بنائے۔ (آمین)

(حضرت مولانا)

محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خانقاہ اشرفیہ و مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

۲۶ صفر المظفر، بروز شنبہ ۱۴۴۵ھ

۲۴ ستمبر ۲۰۲۲ء

اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ

ارشاد۔ عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

۱۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: ا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دھیان کرو اور ان پر شکر ادا کرتے رہو۔

۲۔ اہل محبت کی صحبت اختیار کرو اور ان کے حالات و اشعار اور کتابوں کو پڑھتے رہو۔

۳۔ زندگی کے سب کاموں میں اتباع سنت کا اہتمام کرو۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا مصرف یہ ہے کہ اللہ کی اطاعت کرو اور مخلوق خدا سے محبت کرو۔ (یادگار باتیں)

رحمت الٰہی

ارشاد۔ مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ: چالیس سال تک رحمت باری تعالیٰ کے موضوع پر وعظ فرماتے رہے اس کے بعد خیال آیا کہ کبھی لوگ رحمت باری تعالیٰ کو سن کر اعمال صالحہ کرنے سے نہ رک جائیں چنانچہ ایک روز شیخ نے خوف خدا باری تعالیٰ کے موضوع پر وعظ فرمایا جس کا لوگوں پر اتنا اثر ہوا کہ جلسہ میں سے چار پانچ آدمی فوت ہو گئے شیخ پر عتاب ہوا کہ کیا میری رحمت چالیس سال میں ختم ہو گئی؟ (یادگار باتیں)

اللہ تعالیٰ کی محبت گناہ چھڑا دیتی ہے

فرمایا: حضرت مولانا گنگوہی کے پاس ایک شخص آیا اور بیعت کی درخواست کی مولانا نے اس کو بیعت کر لیا اور تمام گناہوں سے یعنی کفر و شرک وغیرہ سے توبہ کرا دی جب مولانا بیعت کر

چکے تو کہنے لگا کہ مولوی جی اور تم نے افیم (افیون) سے تو توبہ کرائی نہیں مولانا نے فرمایا کہ بھائی مجھے کیا خبر تھی کہ تو افیون کھاتا ہے؟ اچھا جس قدر افیون تو روزانہ کھاتا ہے اس کی گولی بنا کر میرے ہاتھ پر رکھ، چنانچہ اس نے گولی بنا کر مولانا کے ہاتھ پر رکھ دی، مولانا نے اس کو دیکھا اور اس میں سے تھوڑا سا حصہ لے کر کہا اس قدر کھالیا کر مقصود یہ تھا کہ بتدریج چھٹا دی جائے گی، مگر جب قلب میں محبت خدا آتی ہے تو افیون کیا سلطنت بھی چھوٹ جاتی ہے، اس نے کہا کہ مولوی صاحب کیا کھاؤں گا اور یہ کہہ کر افیون کی ڈبیہ جیب سے نکالی اور بہت دور پھینک دی، گھر پہنچ کر افیون کا تقاضا ہوا مگر اس نے نہیں کھائی، آخر دست آ گئے، مولانا کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھے دست لگ رہے ہیں مگر میں توبہ کو نہیں توڑوں گا۔

چند روز میں دست بند ہو گئے، جب بالکل تندرست ہو گیا، تو مولانا کے پاس آیا، آکر سلام کیا مولانا نے پوچھا کہ بھائی کون ہو؟ کہنے لگا جی میں ہوں افیون والا اور ایک روپیہ نکال کر مولانا کو دیا اور کہا کہ مولوی صاحب یہ افیون کے روپئے ہیں مولانا نے فرمایا کہ بھائی افیون کے روپئے کیسے؟ کہنے لگا کہ میں ایک روپیہ مہینہ کی افیون کھاتا تھا جب میں نے چھوڑ دی تو نفس بہت خوش ہوا کہ ایک روپیہ ماہوار بچے، میں نے نفس سے کہا کہ میں ایک روپیہ تجھے ہرگز نہ دوں گا، میں اپنے پیر کو دوں گا دیکھئے اس شخص نے دین کو کتنا خالص کیا وہ ایک روپیہ بھی اپنے پاس نہیں رکھے نیز یہ ایک جملہ معترضہ تھا مقصود یہ ہے کہ ہمت وہ چیز ہے کہ وہ سب کچھ کرا دیتی ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

عظمت خداوندی

حدیث قدسی میں ارشاد ہے کہ اے بندے تو اگر بقدر قراب الارض گناہوں کا بار لے کر

میرے پاس آئے گا جس میں زمین آسمان چھپ جائیں تو میں اتنی ہی بڑی مغفرت لے کر تجھ سے ملاقات کروں گا بشرطیکہ میری عظمت تیرے دل میں ہو۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

خدا تعالیٰ سے مانگنے والا کبھی محروم نہیں ہوتا

کاش کہ ہم لوگ خدا کے آگے ہاتھ پھیلانے کے عادی بن جائیں امت نے مانگنا چھوڑ دیا ہے ایک بچہ کو جب یہ اعتماد ہے کہ ہمارا سرپر ماں باپ ہیں، کچھ ہو تو ماں باپ۔ ہمارا بھی بس یہی اعتماد ہو کہ ہمارے اللہ تعالیٰ ہیں جب کچھ ہو گا خدا سے کہہ کر منوالیں گے۔

محبت الٰہی کے کرشمے

محبت خداوندی مستلزم ہے محبت عباداللہ کو، جس کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی وہ عزیز واقربا سے بھی محبت کرے گا اور جس کو شہوات سے محبت ہوگی وہ اس سے دور ہوگا اور جس کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبت ہوگی وہ صلہ رحمی بھی زیادہ کرے گا اور برابر حقوق بھی ادا کرے گا خواہ وہ پڑوسیوں کے حقوق ہوں یا اسلامی حقوق ہوں۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

رحمت خداوندی

حدیث صحیح میں ہے کہ بعض لوگوں نے عمر بھر تہجد نہیں پڑھا ہوگا مگر حشر میں ان کے لئے ارشاد ہوگا کہ ان کے نامہ اعمال میں لکھ دو کہ یہ عمر بھر تہجد گزار رہے ہیں، کیونکہ ہر رات کو ان کی نیت یہی ہوتی تھی کہ آج ضرور تہجد پڑھیں گے مگر آنکھ نہ کھلتی تھی تو اس میں ان کا قصور نہیں اس لئے تہجد گزار سمجھا جائے نیة المرء خیر من عملہ' پھر بھی ہماری جو لغزشیں ہیں وہ خاصہ بشریت ہیں سو وہ توبہ کے بعد ان کی رافت ورحمت کے سپرد ہیں ان سے زیادہ کون ہے اپنے بندوں پر

ترس کھانے والا' ان اللہ بالناس لرؤوف الرحیم، آپ کی مجبوری اور دل کی نیت کو جاننے والے ہیں وہاں قلوب ہی دیکھے جائیں گے کہ اس میں کیا لے کر آئے ہیں۔ (مجالس حکیم الامتؒ)

اللہ تعالیٰ کی محبت

اللہ تعالیٰ کی محبت جب انسان کے دل و دماغ میں رچ بس جاتی ہے تو انسان دلیر و بہادر ہو جاتا ہے دنیا والوں سے اسے کوئی خوف نہیں رہتا یہاں تک کہ وحشی درندوں سے بھی نہیں ڈرتا کیونکہ اللہ سے محبت کرنے والوں کا ہر چیز سے خوف اٹھ جاتا ہے بلکہ ہر چیز احترام کرتی ہے اور کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔

انسان سخی ہو جاتا ہے اس کے دل میں مخلوق کے لئے ہمدردی پیدا ہو جاتی ہے اور اس طرح بخیلی کنجوسی اور خودغرضی ختم ہو جاتی ہے۔ خودغرضی ختم ہو جاتی ہے تو انصاف پیدا ہو جاتا ہے جب انصاف پیدا ہو جاتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت واحترام پیدا ہو جاتا ہے۔

انسان کے دل سے دنیا کی چیزوں کی وقعت ختم ہو جاتی ہے جب وقعت ختم ہو جاتی ہے تو سادگی پیدا ہو جاتی ہے جب سادگی پیدا ہو جاتی ہے تو حرص وہوس ختم ہو جاتی ہے جب حرص وہوس ختم ہو جاتی ہے تو قناعت پیدا ہو جاتی ہے اور جب قناعت پیدا ہو جاتی ہے تو انسان غنی ہو جاتا ہے اور دنیا کے غموں سے نجات مل جاتی ہے۔

اللہ کی عظمت وشان کبریائی جب دل و دماغ پر چھا جاتی ہے تو اس کا اپنا کبر وتکبر ختم ہو جاتا ہے اور عاجزی پیدا ہو جاتی ہے۔

جس انسان کے دل میں اللہ کی محبت ہوتی ہے تو اسے اللہ کی مخلوق سے بھی پیار ہو جاتا ہے

اور جب مخلوق سے پیار ہو جاتا ہے تو غیبت نفرت، بغض وحسد اور عناد و دشمنی ختم ہو کر تواضع پیدا ہو جاتی ہے اور مخلوق کی خدمت کر کے اسے خوشی حاصل ہوتی ہے۔

جب کوئی بندہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس بندے سے محبت فرماتے ہیں اور جس بندے سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں اور جس کو دین کی سمجھ مل جاتی ہے اس کو دین پر چلنا آسان ہو جاتا ہے، اور جو دین پر چلنے لگتا ہے تو جہنم سے دور ہوتا جاتا ہے اور جنت سے قریب ہوتا جاتا ہے۔

جب اللہ سے محبت ہو جاتی ہے تو دنیا کے مال و دولت اور جاہ وحشم سب ہیچ ہو جاتے ہیں نہ کسی چیز کے جانے کا غم ہوتا ہے، نہ آنے کی خوشی، ہر چیز کو بندہ اللہ کی امانت سمجھتا ہے اور اس وجہ سے چوری دغا بازی فریب اور ظلم وتشدد سے کوئی چیز حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا کوئی چیز چلی جائے تو صبر کر لیتا ہے اور اگر مل جائے تو شکر بجالاتا ہے، یعنی صبر وشکر کی خوبی پیدا ہو جاتی ہے، اس محبت کے حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت اور اس کی چیزوں کی محبت دل سے نکال دو اور صرف اللہ کی محبت دل میں بسا لو پھر دیکھو تم میں کیا کچھ خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی محبت انسان کو انسان بنا دیتی ہے ولی بنا دیتی ہے اور سب سے بڑھ کر صحیح معنوں میں اشرف المخلوقات بنا دیتی ہے۔

میں چھوڑ کر کاروبار سارے کروں گا ہر وقت کام تیرا
جماؤں گا دل میں یاد تیری رٹوں گا دن رات نام تیرا (کشکول مجذوب شمارہ ۷۵)

محبت الٰہیہ بنیادی چیز ہے

محبت ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے بھی محبت ہو تو اس میں بھی

خودغرضی یا نفسانی خواہش مطلوب نہ ہو بلکہ اس میں بھی حق تعالیٰ جل شانہ کی محبت کا ظہور ہونا چاہئے، اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت بنیادی چیز ہے تمام نیکیوں کے کرنے اور سب گناہوں سے بچنے میں اسی محبت کو دخل ہے جس کو جتنی زیادہ حق تعالیٰ جل شانہ سے محبت ہوگی اس کے لئے سلوک اور دین کے راستے اور آخرت کی تمام منزلیں آسان ہوتی چلی جائیں گی یہی وہ محبت ہے جو دار فانی (دنیا) اور دار باقی (آخرت) میں عافیت اور سکون کا باعث ہے کسی کی نماز محبت سے پڑھی جاتی ہے اور کسی کی بوجھ سمجھ کر اور کوئی گناہ سے بڑے شوق سے بچتا ہے اور کوئی بڑی مصیبت سے محبت والے کے اعمال وافعال وحرکات سب محبوب کی مرضی کے مطابق ہوتے ہیں آیئے ہم چند اللہ والوں کے واقعات یاد کرلیں تاکہ ہمیں بھی دلی محبت کا شوق پیدا ہو۔ (دین ودانش جلد ۴)

تھوڑی سی محبت کا یہ حال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کسی نے کہا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کا ایک ذرہ بذریعہ دعا دلوا دیں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس کو برداشت نہیں کرسکو گے اس نے دوبارہ کہا کہ آدھا ذرہ دلوا دو جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا ہے چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کچھ عرصے کے بعد اس شخص کو ملنے گئے تاکہ اس کا حال دریافت کریں اس کے پاس پہنچے تو وہ پیارا اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست بیٹھا ہوا تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو کافی ہلایا مگر اس نے ایک نہ سنی وہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی محبت میں مست رہا نبی کو بھی نہ پہچان سکا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمایا اے عیسیٰ اگر آپ اس کے سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخن تک ٹکڑے بھی کردیں تو پھر بھی آپ کی طرف توجہ نہیں کرے گا یہ آدھے ذرے والے کی محبت کا حال ہے۔ (دین ودانش جلد ۴)

حق تعالیٰ کی محبت کا دوسرا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک شخص نے کہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی محبت دلوا دیں چنانچہ بذریعہ موسیٰ علیہ السلام ان کو اللہ تعالیٰ کی محبت مل گئی چند دنوں کے بعد اس کی بکری مر گئی پھر ایک دن اس کے بیل مر گئے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میں کمزور آدمی ہوں اللہ پاک سے کہہ دیں کہ میں آپ سے دوستی نہیں کر سکتا، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کر دیا اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا جس کو ہم ایک دفعہ اپنا دوست بنالیں پھر ہم اسکو چھوڑتے نہیں اس سے اندازہ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کو اپنے بندوں کے ساتھ بے انتہا محبت ہے اور ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بھی ہر دم اپنے خالق اور مالک سے محبت کا ثبوت ظاہر کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنا دوست بنالیں، آمین۔ (دین و دانش جلد ۳)

محبت کا تیسرا واقعہ

کسی نے بارش کے لیے ایک بزرگ سے دعا کروائی تو ان بزرگ نے جواب دیا کہ آج کل اللہ تعالیٰ جل شانہ مجھ سے ناراض ہیں چنانچہ تم ایسا کرو کہ رومال گیلا کر کے صحن میں لٹکا دو وہ ناراض تو ہیں ہی وہ رومال کو خشک نہ ہونے دیں گے چنانچہ رومال ڈالتے ہی بارش شروع ہو گئی یہ بھی اللہ والوں کے راز و نیاز کی باتیں ہوتی ہیں، جو آئے دن محبت بڑھاتی رہتی ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنی محبت کاملہ نصیب فرمائے۔ (دین و دانش جلد ۴)

اللہ تعالیٰ کی رحمت بہانے ڈھونڈتی ہے

حضرت ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتیں بہانے ڈھونڈتی ہیں جب ہمیں یہ حکم دیا کہ ان کی مشابہت اختیار کر لو تو اس کے معنی یہ ہیں

کہ ان پر جو رحمتیں نازل فرمانا منظور ہے اس کا کچھ حصہ تمہیں بھی عطا فرمانا چاہتے ہیں تاکہ جس وقت عرفات کے میدان میں ان اللہ کے بندوں پر رحمت کی بارشیں برسیں اس کی بدلی کا کوئی ٹکڑا ہم پر بھی رحمت برسا دے تو یہ شباہت پیدا کرنا بھی بڑی نعمت ہے اور حضرت مجذوب صاحب کا یہ شعر بکثرت پڑھا کرتے تھے۔

تیرے محبوب کی یارب شباہت لیکر آیا ہوں
حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لیکر آیا ہوں

کیا بعید ہے کہ اللہ اس صورت کی برکت سے حقیقت میں تبدیل فرمادے اور اس رحمت کی جو گھٹائیں وہاں برسیں گی ان شاء اللہ ہم اور آپ اس سے محروم نہیں رہیں گے۔ (اصلاحی خطبات ج ۲ ص ۱۲۵)

محبت خداوندی پانے کا طریقہ

حضرت حکیم اختر صاحبؒ نے فرمایا: ہمارے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب ہم اللہ تعالی کی عبادت کرتے ہیں اور اس سے محبت کی دعائیں مانگتے ہیں کہ اے اللہ! ہمیں اپنی محبت عطا فرما! اس وقت مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالی یوں فرمارہے ہیں کہ تم مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو؟ حالانکہ تم نے مجھے دیکھا تو ہے نہیں کہ براہ راست تم مجھ سے محبت کرسکو اور مجھ سے اس طرح کا تعلق قائم کرسکو جیسے کسی چیز کو دیکھتے ہوئے کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر تمہیں مجھ سے تعلق قائم کرنا ہے تو میں نے دنیا میں اپنی محبت کا مظہر ان بندوں کو بنایا ہے لہذا تم میرے بندوں سے محبت کرو اور میرے بندوں پر رحم کھاؤ اور ان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اس سے میری محبت پیدا ہوگی اور مجھ سے محبت کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے، لہذا

یہ سمجھنا کہ ہم تو اللہ تعالی سے محبت کرتے ہیں یہ بندے کیا چیز ہیں؟ مخلوق کیا چیز ہیں؟ یہ تو حقیر ہیں اور پھر ان مخلوق کی طرف حقارت کی نگاہ ڈالنا، ان کو برا سمجھنا اور ان کو کمتر جاننا یہ اس بات کی علامت ہے کہ آپ کو اللہ تعالی سے جو محبت ہے وہ جھوٹی محبت ہے اس لئے کہ۔ جس کو اللہ تعالی کی ذات سے محبت ہوگی اس کو اللہ کی مخلوق سے ضرور محبت ہوگی، اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے کسی بھائی کے کام میں اور اس کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہوا ہو تو اللہ تعالی اس کے کام بنانے میں لگے رہتے ہیں اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کی بے چینی کو دور کرے اللہ تعالی قیامت کے روز اس کی بے چینی کو دور فرمائیں گے۔ (اصلاحی خطبات جلد ۸ ۲۲۳)

امید رکھنے والا گنہگار اللہ سے زیادہ قریب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بدکار آدمی جو خدا کی رحمت کی امید رکھتا ہے بہ نسبت اس شخص کے جو عبادت کرتا اور خدا کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے خدا سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ (رواہ اقلیم والشیر ازی فی الالقاب)

دل کی سوئی اللہ تعالی کی طرف

حضرت علامہ تقی عثمانی صاحب نے ارشاد فرمایا: والد ماجد مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوب دیکھا جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام لکھا تھا کہ حضرت میں اپنے دل کی یہ کیفیت محسوس کرتا ہوں کہ جس طرح قطب نما کی سوئی ہمیشہ شمال کی طرف رہتی ہے۔ اسی طرح اب میرے دل کی یہ کیفیت ہوگئی ہے کہ چاہے کہیں پر بھی کام کر رہا ہوں چاہے مدرسے میں ہوں یا گھر میں، دکان پر ہوں یا بازار میں ہوں، لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل کی سوئی تھانہ

بھون کی طرف ہے اب ہم لوگ اس کیفیت کو اس وقت تک کیا سمجھ سکتے ہیں جب تک اللہ تبارک وتعالی اپنے فضل سے ہم لوگوں کو عطا نہ فرما دے لیکن کوشش اور مشق سے یہ چیز حاصل ہو جاتی ہے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے انسان اللہ تعالی کا ذکر کرتا رہے اللہ تعالی کے سامنے حاضری کا احساس ہوتا رہے تو پھر آہستہ آہستہ یہ کیفیت حاصل ہو جاتی ہے کہ زبان سے دل لگی کی باتیں ہو رہی ہیں مگر دل کی سوئی اللہ تبارک وتعالی کی طرف لگی ہوئی ہے، اللہ تعالی یہ کیفیت عطا فرمادے آمین۔ (اصلاحی خطبات جلد ۲ ۱۳۳)

کاموں کے اچھے و بُرے ہونے کا معیار

فی نفسہ نہ کوئی چیز بری ہے نہ اچھی ہے وہ اپنے حسن و قبح میں اپنے مضاف الیہ یعنی مراد پر موقوف ہے اگر اچھے کام کا قصد کیا جائے تو وہ ارادہ عمدہ ہے اور برے کام کا قصد کیا جائے تو وہ ارادہ برا ہے کسی عمل پر جزا وسزا بدوں ارادہ کے مرتب نہیں ہوتی اور ارادہ پر بدوں عمل کے بھی گناہ وثواب لکھا جاتا ہے لیکن اگر بدوں ارادہ کے کوئی گناہ بھول چوک سے ہو گیا تو وہ معاف ہے جس کے لئے حق تعالی نے یہ دعا فرمائی، ربنا لاتؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ (خلاصہ وعظ: المراد)

گناہ بے لذت ہے

شوق لقاء میں موت کی تمنا جائز ہے اس لئے اہل اللہ موت کی تمنا کرتے ہیں مگر ہم کو اس کے نام سے بخار چڑھ جاتا ہے ہم موت کو اتنا بھولے ہوئے ہیں کہ دوسرے کو مرتا دیکھ کر بھی اتنا خیال نہیں آتا کہ یہ منزل ہمارے بھی سامنے ہے بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ بس موت اسی کے واسطے تھی حد سے بڑھا ہوا غم گناہ بے لذت ہے آخرت پر نظر ہونے سے دنیا کا غم نہ ہونا چاہیے

مسلمان کا بعد موت احترام اور اس کا اپنوں سے ملنا اور قبر گڑھے کا نام نہیں لوگوں کو موت سے وحشت ہوتی ہے اور بعض اہل اللہ موت کے شائق ہوتے ہیں۔ (خلاصہ وعظ: الفانی)

گناہ کے غم میں مبتلا ہونا

گناہوں کے غم میں مبتلا ہو جانا بعض اوقات بجائے نافع ہونے کے ضار ہو جاتا ہے اس میں مبالغہ نہ کرے ہاں ضروری توبہ کر کے کام میں لگ جاوے ایک یہ فائدہ بھی ماخوذ ہوا کہ ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہو جاتا ہے اس لئے جو گناہ چھوٹ جائے چھوڑ دو اس سے کچھ گناہوں کا سلسلہ تو کم ہوگا اس کا انتظار نہ کرو کہ سب چھوٹیں تو چھوڑوں۔ (خلاصہ وعظ: الجناح)

گناہ کیوں ہوتا ہے

گناہ بے لذت ہوتا ہے، گناہ ہوتا ہے نفس کے تقاضے سے نفس کا تقاضا ہوتا ہے ان چیزوں کے غالب عن النظر ہونے سے جو اس تقاضے کو مغلوب کر سکیں جیسے خدا تعالیٰ کی یاد، جنت کی یاد، دوزخ کی یاد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی اور حقوق کی یاد پس ان چیزوں کا استحضار تقاضے کو مغلوب کر دے گا اور تقاضے کے مغلوب ہونے سے گناہ سے محفوظ رہے گا فعل انسانی ارادہ پر موقوف ہے۔ (خلاصہ وعظ: الکاف)

گناہ چھوڑنے کا علاج

جو شخص مجاہدہ نہ کر سکے اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے ترک معاصی کا علاج مقرر فرمایا ہے جو نہایت سہل ہے کہ جب بھی گناہ ہو فوراً توبہ کر لیا کرے۔ (خلاصہ وعظ بتیسیر الاصلاح)

مصیبتوں کی وجہ گناہ ہیں

اکثر مصیبتیں گناہوں کے سبب آتی ہیں ایسے وقت میں توبہ واستغفار سے کام لینا اور اعمال کی اصلاح کا خیال کرنا چاہیئے ہر صحابی کا ہر امتی سے باعتبار علم کے اعمق ہونا ضروری نہیں۔ (شرح اردو جلالین)

اللہ کے ذکر سے گناہوں سے بچاؤ

اللہ کے ذکر سے ہر وقت زبان تر رکھنی چاہئے دل حاضر ہو یا نہ ہو اس لئے ذکر کے ذریعہ انسان کو نیکی بھی حاصل ہوتی ہے اور سب سے زیادہ گناہ میں مبتلا ہونے والا عضو زبان بھی گناہوں سے محفوظ رہتی ہے۔ (خلاصہ وعظ: رطوبت اللسان)

زبان کے گناہ بہت ہیں

نا اتفاقی کی جڑ زبان کی بدلگامی ہے اپنے عیوب پر نظر اور ان کے معالجہ کی فکر کی جائے، معالج سے مرض کو نہ چھپایا جائے کیونکہ بغیر اظہار مرض علاج ممکن نہیں الا یہ کہ معالج خود تشخیص کرلے اعضائے ظاہری میں زبان کے گناہ بہت ہیں ہمت کر کے ان سے بچئے اور ان تدابیر سے کام لیجئے خصوصاً غیبت سے بچئے، اگر اس کام میں کامیاب ہوجائیں تو سمجھئے کہ زبان کے بہت سے گناہ چھوٹ گئے اور جب زبان کی اصلاح ہوگئی تو سمجھ لیجئے کہ ظاہر کے بڑے حصے کی اصلاح ہوگئی۔ (خلاصہ وعظ: نسیان النفس)

دوسروں سے عبرت پکڑو

امم سابقہ کے قصے عبرت پکڑنے کے لئے نقل کئے جاتے ہیں اکثر مصائب گناہوں کے سبب آتے ہیں نہ کہ اسباب طبعیہ سے۔ رنج وغم پیش آوے تو فوراً استغفار کرلو مردے کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنا چاہیے دوسروں کی مصیبت دیکھ کر اس گناہ سے بچو جس کے سبب اس پر وہ مصیبت آئی۔ (خلاصہ وعظ: اتعاظ بالمر)

ہر گناہ کا استغفار علیحدہ ہے

توبہ استغفار صرف زبان سے استغفر اللہ کہہ لینے کا نام نہیں بلکہ ہر گناہ کے استغفار کا

طریقہ جدا ہے حقوق العباد کے گناہوں کا استغفار یہ ہے کہ ان کو ادا کرو، اگر روزے نماز ذمہ ہیں ان کی قضا کرو، اگر گناہ کئے ہیں تو ان کی توبہ کا طریقہ استغفار میں ندامت بڑھنا اور معاصی کا ترک کرنا ہے، استغفار کے بعد حق تعالیٰ کی طرف طاعت کے ساتھ رجوع ہو جاؤ ایسا کرنے سے ظاہری بارش میں کچھ دیر بھی ہوئی تو باطنی بارش یعنی قلب پر رحمت کی بارش تو ضرور شروع ہو جائے گی اور قوت قلب عطا ہوگی جس کے بعد مصیبت بھی راحت ہو جاتی ہے۔ (خلاصہ وعظ: الاستغفار)

گناہوں سے بچنے کا عمدہ نسخہ

اللہ تعالیٰ وسیع الرحمۃ اور بڑے قدر دان ہیں سب مسلمان اپنے گناہوں کو توبہ واستغفار کر کے بخشواتے رہیں پھر محبت بڑھے گی اور محبت کا اثر یہ ہوگا کہ پھر گناہ ہی نہ ہوں گے غرض توبہ گناہوں سے بچنے کا سب سے عمدہ اور آسان طریقہ ہے۔ (خلاصہ وعظ: آثار الجواب فی اسرار التوبہ)

گناہ کا اصل سبب موت کا بھلانا ہے

غفلت کا اصلی سبب موت کا بھلا دینا ہے سختی فی نفسہ کوئی بری چیز نہیں، لیکن شفقت دلسوزی کے ساتھ ہونی چاہیے، ہم ہر وقت خطاوار ہیں پھر بھی اقرار جرم نہیں کرتے، گناہ پر دلیری کرنا اور رحمت خداوندی کو ذریعہ نجات سمجھنا غلطی ہے، مرنا فی نفسہ کوئی خوف کی چیز نہیں مگر یہ عدم خوف اس وقت حاصل ہوگا جب اعمال نیک ہوں گے کیونکہ اعمال نیک کی خاصیت رغبت موت ہے اعمال سیئہ کا خاصہ نفرت ووحشت ہے۔ (خلاصہ وعظ: شوق اللقاء)

زبان کے گناہ

زبان کے گناہوں سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو بات کہو، سوچ کر کہو جواز اور عدم جواز

میں حق کا راستہ عوام کیلئے علماء کا اتباع ہے جو واجب ہے، ان سے منازعت جائز نہیں، اسی طرح مرید پر شیخ کی اتباع لازم ہے، بشرطیکہ خلاف شریعت نہ کرے، نبوت ختم ہو چکی ہے مگر سبیل حق منقطع نہیں ہوا اس کو علماء سے معلوم کرو اور یہ رحمت ہے کہ نبوت ختم ہوگئی ورنہ انکار نبوت سے کفر لازم آجاتا ہے، جب کہ علماء اور مجتہدین کی مخالفت و منازعت سے صرف گناہ لازم آتا ہے۔ (خلاصہ وعظ: مظاہر الاقوال)

گناہوں کی وجہ سے ناامید نہ ہو جاؤ

معاصی کے ارتکاب سے ناامید نہ ہونا چاہئے اور توبہ و استغفار کے بعد کام شروع کر دینا چاہئے اپنے گناہوں کی تلافی سے مایوس ہونا اور گھبرانا شیطانی کید ہے جو خدا کی رحمت سے ناامید کرتا ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

علاج گناہ

معاصی کا علاج صرف ہمت اور استغفار ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ سے حفاظت

اگر معاصی سے احتیاط کی توفیق میسر ہو تو کسی حال کی فکر نہ کرے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

ارتکاب گناہ پر فوراً توبہ کرنا

غفلت نہ کرنا، گناہوں سے بچنا اور پھر اس گناہ کی فکر میں نہ پڑنا یہ سلوک کا حقیقی مقصود ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ چھوڑنا

معصیت کا چھوٹ جانا ہزاروں ذکر و شغل سے افضل ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گنہگاروں سے معاملہ

فجار و فساق سے نفرت کے ساتھ حسن ظن جمع ہو سکتا ہے، جیسے کوئی حسین آدمی اپنے منہ پر سیاہی مل لے تو اس کو اچھا اور سیاہی کو برا کہا جاتا ہے اور برتاؤ میں مبتدی کو مناسب ہے کہ ان لوگوں سے نرم برتاؤ کرے مقام تحقیق پر پہنچنے کے بعد ہر ایک کا حق ادا کر سکتا ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

ولی سے گناہ ہو سکتا ہے

ولی کا معصوم ہونا شرط نہیں یعنی اگر وہ اس گناہ سے فوراً توبہ واستغفار صمیم قلب سے کرے تو نسبت ولایت محفوظ رہے گی اور اگر اس گناہ پر اصرار یا عقیدتاً اس کی پیروی کی جاتی رہی تو ولی اللہ نہ رہا بلکہ وہ ولی الشیطان ہے اس سے بدعقیدہ ہو جاوے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ چھوڑنے سے موت آسان

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ حدیث میں ہے کہ گناہ کم کر یعنی مت کر تجھ پر موت آسان ہو جاوے گی اور قرض کم کر یعنی مت کر تو آزادی کی زندگی بسر کرے گا یعنی کسی کے سامنے تذلل نہ اختیار کرنا پڑے گا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہوں کی کثرت کا اثر

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ کثرت گناہ سے دل کا حس خراب ہو جاتا ہے تو گناہ کی پریشانی اور ظلمت کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گنہگار سے ملنے کا حق

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ اپنے گنہگار بھائیوں سے ملو مگر ان کو سمجھاؤ یعنی ملنے کا حق بھی ادا کرو، تو ملو۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ سے بچنے کا طریقہ

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ معصیت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اول ہمت خود کرے اور اس کے ساتھ خدا تعالی سے ہمت طلب کرے اور خاصان خدا سے بھی دعا کرائے ان شاءاللہ گناہوں سے بچنے کی ضرور ہمت ہوگی صاحبو کامیابی کی گاڑی کے دو پہیئے ہیں ایک اپنی ہمت دوسرے بزرگوں کی دعا ان دونوں پہیوں سے گاڑی کو چلاؤ ایک پیہ کافی نہیں۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ کی ایک بڑی خرابی

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ جس قدر نافرمانی ہوتی جاتی ہے حق تعالی سبحانہ سے بندہ کا تعلق گھٹتا چلا جاتا ہے اور اس دوسرے ضرر کا مقتضا یہ ہے کہ اگر گناہوں پر عقوبت اور سزا کا اندیشہ نہ بھی ہوتا تب بھی گناہ نہ کرنا چاہئے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ اور شیطان کا دھوکہ

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ درحقیقت شیطان کا ایک دھوکہ ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضا کم ہو جائے گا، کیونکہ ارتکاب معصیت سے فی الحال کچھ دیر کو تقاضا کم ہو جائیگا مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے لئے مادہ معصیت قوی ہو جائے گا اور ازالہ قدرت سے باہر ہو جائے گا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ اور توبہ کی طاقت

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ اگر ساری زمین گناہوں سے بھر جاوے تو توبہ سب کو مٹا دیتی ہے دیکھئے بارود ذرا سی ہوتی ہے مگر بڑے بڑے پہاڑوں کو اڑا دیتی ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

اللہ تعالیٰ کی بخشش کے سامنے کوئی گناہ بڑا نہیں

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ بندہ اگر اس وجہ سے توبہ نہ کرے کہ میرے گناہ اس قدر ہیں یا اس درجہ کے ہیں کہ توبہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا یہ بھی حماقت اور شیطان کا جال ہے، کیونکہ گو یہ صورۃً شرمندگی ہے لیکن حقیقت میں یہ کبر ہے کہ اپنے کو اتنا بڑا سمجھتا ہے کہ گویا اس نے حق تعالیٰ کا کچھ ایسا نقصان کر دیا ہے کہ اب اس کو وہ معاف نہیں کر سکتے یاد رکھو یہ برتاؤ بالکل مساوات کا سا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ کے سامنے تمہاری اور تمہارے افعال کی ہستی ہی کیا ہے، سارا عالم بھی نافرمان ہو جاوے تو ان کا ذرہ برابر بھی کچھ نقصان نہیں ہو سکتا نہ ان کو عفو و کرم سے مانع ہو سکتا ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ سے توبہ ضرور کرے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ اگر بندوں کو رحمت حق کا مشاہدہ ہونے لگے تو گناہوں کو بڑا سمجھنے پر شرمندگی ہوگی، نا امیدی تو بھلا کیا ہوتی مگر اس شرمندگی کے مقتضا پر کہ توبہ نہ کرے عمل نہ کرنا چاہئے، کیونکہ گناہ اگرچہ رحمت حق کے مقابلہ میں چھوٹے ہیں مگر تمہارے لئے تو بڑے ہی ہیں، تولہ بھر سنکھیا اگرچہ من بھر تریاق کے سامنے چھوٹا ہے مگر معدہ کے مقابلہ میں بڑا ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

مومن گناہ سے ڈرتا ہے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ مومن اپنے گناہوں سے ڈرتا ہے گوادنی ہی گناہ ہو بر خلاف فاجر کے کہ گناہ کو مثل مکھی کے سمجھتا ہے کہ آئی اور اڑا دیا تو معلوم ہوا کہ گناہ کو سخت سمجھ کر توبہ کرنا علامت ایمان کی ہے اور اس کو ہلکا سمجھنا علامت بے ایمانی کی ہے اور اوپر جو آیا ہے کہ گناہ کو بڑا نہ سمجھے اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا بڑا نہ سمجھے کہ توبہ سے مانع ہو جاوے اور یہاں بڑا سمجھنے کا مطلب یہ ہے کہ اتنا چھوٹا نہ سمجھے کہ توبہ کی ضرورت نہ سمجھے، غرض اصل چیز توبہ ہے جو اعتقاد توبہ سے مانع ہو وہ مذموم ہے خواہ بڑے ہونے کا اعتقاد ہو خواہ چھوٹا ہونے کا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

فضول کام گناہ تک پہنچاتا ہے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اپنے فضول کاموں میں غور کرے تو اس کو معلوم ہوگا کہ لغو اور فضول کاموں سے ضرور بطور افضاء کے گناہ تک وصول ہو گیا مثلاً مجھے یہ واقعہ پیش آتا ہے کہ بعض دفعہ کوئی شخص آ کر بلا ضرورت پوچھتا ہے کہ آپ فلاں جگہ کب جاویں گے اس سوال سے مجھ پر گرانی ہوتی ہے اور مسلمان کے قلب پر گرانی ڈالنا خود معصیت ہے، اگر سوال کرنے والا مخلص ہو جب بھی مجھے گرانی ہوتی ہے کہ اس کو ہمارے ذاتی افعال کی تفتیش کا کیا حق ہے؟ غرضیکہ کوئی لغو اور فضول کام ایسا نہیں جس کی سرحد معصیت سے نہ ملی ہو پس لغو اور فضول کی ابتداء تو مباح ہے مگر انتہا معصیت ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

سر ہو کر دعا مانگنا حق تعالیٰ کو پسند ہے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ حق تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ بندہ سر ہو کر اس سے مانگے چنانچہ حدیث میں ہے: **ان اللہ یحب الملحین فی الدعاء**۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہوں کی سوزش کا احساس نہ ہونے کا راز

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ فالج غفلت کی وجہ سے جسم سن ہو رہا ہے یا غفلت کا کلوروفارم سونگھ رہا ہے اس لئے گناہوں کی سوزش کا احساس نہیں ہوتا مگر ایک دن فالج اور یہ بے ہوشی اترے گی اور اس وقت گناہوں کی سوزش کا احساس ہوگا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہوں سے دل کمزور ہو جاتا ہے

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ گناہوں کی آگ خدائی آگ ہے جس کی خاصیت یہ ہے۔ نار الله الموقدة التي تطلع على الافئدة اس کا اصل محل قلب ہے اور دعوی سے کہا جاتا ہے کہ گنہگار کا دل بے چین ہوتا ہے اس کو راحت و چین نصیب نہیں ہوتا گناہ سے دل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے جس کا تجزیہ نزول حوادث کے وقت ہوتا ہے کہ متقی اس وقت مستقل مزاج رہتا ہے اور دیگر لوگ حواس باختہ ہو جاتے ہیں۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

نفس کا مقابلہ کرو

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ صاحبو! نور اسی میں ہے کہ تم کو گناہ کا تقاضا ہو اور تم تقاضے کا مقابلہ کرو اس تقاضے ہی سے تو تقوی کا حمام روشن اور تقوی کا کمال ظاہر ہوتا ہے مقاومت تقاضا سے یہ تقاضا زائل تو نہ ہوگا مگر ضعیف ضرور ہو جائے گا جس کے بعد پھر مقاومت سہل ہو جاوگی اور یہ بڑا نفع ہے کہ دشمن ضعیف ہو جاوے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہوں کا پورا نقصان ہمیں معلوم نہیں

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ ہماری قوت عملیہ اس لئے کمزور ہے کہ قوت علمیہ کمزور

ہے اگر ہم کو گناہوں کا ضرر پورا پورا معلوم ہوتا تو ترک صلوۃ پر ہم کو جرات نہ ہوتی جیسے سنکھیا کے ضرر کا ہم کو علم ہے تو بھی تجربہ اور امتحان کیلئے کسی نے کھایا ہوگا؟ اس طرح اوپر سے گرنے کا ضرر سب کو معلوم ہے تو امتحان کے واسطے بھی اوپر سے نہ گرا ہوگا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

مسلمان کو گناہ میں لذت نہیں مل سکتی

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ مسلمان کو گناہ کرتے ہوئے خدا تعالی کا خوف ضرور ہوتا ہے کہ اس سے اللہ تعالی ناراض ہوں گے اور آخرت میں عذاب ہوگا یہ خیال ساری لذت کو مکدر کر دیتا ہے اس لئے مسلمان کو گناہ میں پوری لذت نہیں مل سکتی۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ کرنے سے عادت اور پختہ ہوگی

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ فلسفی مسئلہ ہے کہ کسی قوت سے جتنا کام لیا جاتا ہے اتنا ہی وہ قوت زور پکڑتی ہے اور راسخ ہو جاتی ہے پس نگاہ بد کرنے سے نگاہ بد کو سکون نہ ہوگا بلکہ اس کی جڑ مضبوط ہوگی اور ایک بار گھور لینے سے جو سکون ہو جاتا ہے اس سے دھوکہ نہ کھایا جاوے کیونکہ یہ عارضی سکون ہے جیسے تمباکو کھانے والے کو ایک بار کھا لینے سے کچھ دیر کو سکون ہو جاتا ہے لیکن طلب زیادہ ہو جاتی ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے اور اس کا علاج

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ حد سے زیادہ غم کرنا گناہ ہے اور گناہ بھی بے لذت اور علاج کرنا واجب ہوگا۔ اصل علاج یہ ہوا کہ آخرت کی مرغوبات پر نظر کر کے دنیا کی مرغوبات کی طرف زیادہ توجہ نہ کرو تو غم غلط ہو جاوے گا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

مسلمان سے ایک سال تک نہ بولنے کا گناہ

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ حدیث میں ہے کہ اگر مسلمان سے ایک سال تک نہ بولا جاوے تو قتل کا گناہ ہوتا ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہ کی وجہ سے دوسرے احکام شرعیہ میں کوتاہی نہ کرے

خدا سے اس مشکل کے آسان کر دینے کی دعا کرتا رہے اور تدابیر میں مشغول رہے مگر تدبیر کو کارگر نہ سمجھے اور دعا کا حکم اس لئے ہے کہ تدبیر میں بغیر دعا کے برکت نہیں ہوتی، استغفار کرتے رہو یعنی اپنے گناہوں سے معافی چاہو اگر مصیبت ہمارے کسی بھائی مسلمان پر نازل ہو تو اس کو اپنے اوپر نازل سمجھا جاوے اس کے لئے ویسی ہی تدبیر کی جائے جیسا کہ اگر اپنے اوپر مصیبت نازل ہوتی تو اس وقت خود کرتے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہوں کی کلفت کا احساس

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ ایک بزرگ کسی کے یہاں تشریف لے گئے، دروازہ پر پہنچ کر پکارا اندر سے جواب آیا کہ نہیں ہیں، پوچھا کہاں ہیں؟ جواب ملا خبر نہیں، تو بزرگ صرف اتنی بات پر تیس برس تک روتے رہے کہ میں نے ایسا فضول سوال کیوں کیا کہ کہاں ہیں میرے نامہ اعمال میں ایک فضول بات درج ہوگئی حالانکہ مومن کی شان یہ ہے کہ: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ، اب اندازہ کیجئے کہ جس کو ایک لغو بات سے اس قدر تکلیف ہوگی اس کو گناہ کی کلفت کا کس قدر احساس ہوگا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

وصول الی اللہ کا نسخہ

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ میں نے بہت دفعہ طلباء سے اور عام طور سے لوگوں سے

کہا ہے کہ دو باتوں پر پختہ ہو جاؤ میں ذمہ لیتا ہوں وصول الی اللہ کا ایک گناہوں سے بچنا دوسرے کم بولنا اور تھوڑی خلوت ذکروفکر کے لئے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

نظر سے بچنے کا علاج

ایک بار حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ آنکھوں کو نیچے رکھو اور اس گناہ کے کفارہ کے لئے پچاس نفلیں روزانہ پڑھا کرو اور مجھ کو برابر حالات سے اطلاع دیتے رہا کرو۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

سنگدلی کی علامت

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ قساوت یہ ہے کہ گناہ سے نفرت نہ ہو اور طاعت سے رغبت نہ ہو۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

کثرت کلام کا گناہ اور علاج

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ جب زبان کو ذرا بھی وسعت دی جاتی ہے تو گناہ میں ضرور مبتلا ہو جاتی ہے، اس کی ایک تدبیر جو تدبیر ہونے کے ساتھ تدارک بھی ہے، یہ ہے کہ جب دو چار آدمی جمع ہو کر باتیں کریں تو باتیں ختم کرنے سے پہلے کچھ ذکر اللہ اور ذکر الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کرلیا کرو اس کی ضرورت حدیث سے بھی ثابت ہے چنانچہ ارشاد ہے:

ماجلس قوم مجلسا لم یذکر و اللہ فیہ و لم یصلوا علی نبی صلی اللہ علیہ وسلم الا کانت علیھم ترۃ، یعنی جس مجلس میں لوگ باتیں کرتے ہیں اور جس مجلس میں حق تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نہیں بھیجتے وہ مجلس ان کے لئے قیامت کے دن حسرت کا باعث ہوگی اور بھی کچھ نہ ہو تو ختم کرتے وقت یہی کہہ لیا کریں۔

سُبۡحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الۡعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُونَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِینَ۔

یہ لفظ جامع ہے ذکر اللہ اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کو علماء نے لکھا بھی ہے کہ یہ کفارہ مجلس ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

آسمان پر پہلا گناہ

حدیث میں ہے کہ رائی برابر بڑائی بھی جس کے قلب میں ہوگی وہ جنت میں نہ جائے گا (یعنی ابتدائی طور پر) اور اس مرض سے بہت کم لوگ خالی ہیں کم و بیش سب میں ہوتا ہے، اس مرض نے شیطان کو جس نے آٹھ لاکھ برس تک عبادت کی تھی ایک پل بھر میں مردود بنادیا اور اس راز کی وجہ سے حکماء امت نے کہا ہے کہ نرے وظیفے سے کچھ نہیں ہوتا جب تک کہ کسی کے پاس نہ رہے کہ وہ اس کے تکبر کا علاج کرے، ہم نے دیکھا ہے کہ جو لوگ محض کتابیں دیکھ کر کچھ کرتے ہیں ان کے اخلاق درست نہیں ہوتے، غرض شیطان نے تکبر ہی کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کردیا اور اس کے سبب ملعون ہوگیا، محققین نے کہا ہے کہ آسمان پر سب سے پہلا گناہ یہ ہوا اور کوئی گناہ نہ ہوا۔ تو یہ تکبر ایسی بری چیز ہے جس قدر بھی کم ہو زیادہ ہے۔ (تادیب المیہ)

گناہ کرنے سے اس کا تقاضا کم نہیں ہوتا

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: کہ درحقیقت یہ شیطان کا ایک دھوکا ہے کہ گناہ کر لینے سے تقاضہ کم ہو جائے گا کیونکہ ارتکاب معصیت سے فی الحال کچھ دیر کو تقاضہ کم ہو جائے گا مگر اس کا اثر یہ ہوگا کہ آئندہ کے لئے مادر معصیت قوی ہو جائے گا اور ازالہ قدرت سے باہر ہو جائے گا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

حقیقی لذت نیکی میں ہے گناہ میں نہیں

گناہ میں جو لذت ہے اس کی مثال کھجلی جیسی ہے، کہ خود اس میں کوئی لذت نہیں محض مرض کی وجہ سے لذت معلوم ہوتی ہے، پھر فوراً ہی سوزش پیدا ہوتی ہے، سو یہ دراصل مرض ہے، جیسا کہ سانپ کے کاٹے ہوئے کو کڑوا بھی میٹھا معلوم ہونے لگتا ہے، سو کسی عاقل کو ایسی لذت علاج سے مانع نہیں ہوتی، البتہ حقیقی لذت طاعت میں ہے، چونکہ ان لوگوں نے ابھی اعمال آخرت اور پرہیزگاری اور طاعت کی لذت چکھی نہیں اس لئے گناہ اور نفسانی لذات ان کو مرغوب معلوم ہوتے ہیں، آخرت اور پرہیزگاری کی لذت حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھئے کہ کس طرح اس کے پیچھے سلطنت کی لذت ترک کردی، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اس لذت کے پیچھے لباس شاہانہ ترک کر کے غریبانہ کپڑوں پر کفایت کی۔ (استخفاف المعاصی)

بد دین کی صحبت کا اثر

بد دین کی صحبت کا اول اثر یہ ہوتا ہے کہ منکر پر تغیر نہیں ہوتا (یعنی گناہ دیکھ کر خفگی نہیں ہوتی۔ (اعتبار خلیل)

وصول الی اللہ کی سیڑھی

وصول الی اللہ کا ایک گناہوں سے بچنا دوسرے کم بولنا اور تھوڑی خلوت (تنہائی) ذکر وفکر کے لئے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

ارتکاب گناہ میں تاویل

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: ایک مولوی صاحب مجھ کو ملے کہ وہ گناہ میں مبتلا تھے، خیر

گناہ تو انسان ہی سے ہوتا ہے، لیکن زیادہ افسوسناک یہ امر تھا کہ انہوں نے مجھ سے بھی پوچھا کہ اگر نیت بخیر ہے تو کیا حرج ہے؟ میں نے کہا توبہ کرو! توبہ کرو! اور میں نے ان کو سمجھایا کہ اس کا حاصل تو یہ ہوا کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے گناہ کیا جاتا ہے، فقہاء نے کہا ہے کہ اگر حرام چیز پر بسم اللہ کہے تو کافر ہوجاتا ہے، اس لیے کہ اس نے شریعت کا مقابلہ کیا۔ مسئلہ مذکورہ میں میں یہ تو نہیں کہوں گا کہ کفر ہے لیکن ہاں اشد درجہ کا گناہ قریب بہ کفر اور بڑی شدید غلطی ہے جب ان کی سمجھ میں آ گیا اور توبہ کی اس روز سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس غلطی میں مبتلا ہیں اور کاوش کی جائے گی تو ممکن ہے کہ اس غلطی میں ابتلاء اکثر لوگوں کو ہو۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

کسی عمل کو حقیر نہ سمجھو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ کسی نیک عمل کو حقیر نہ سمجھنا ہر نیک عمل میں خاصیت مغفرت کی ہے، اسی طرح ہر گناہ میں خاصیت عذاب کی ہے چھوٹا ہو یا بڑا۔ (اصلاح دل)

گناہ سے پہلے طبیعت میں رکاوٹ

جب تک ایک گناہ نہ کرے تو طبیعت میں اس سے ایک رکاوٹ ہوتی ہے جب کر لیا تو وہ بھی نہ رہی تو آئندہ گناہ کا وقوع اور بھی زیادہ ہوگا کم نہ ہوگا اور بالفرض اگر توبہ بھی کر لی تو اکثر احوال میں وہ توبہ کامل نہ ہوگی، محض صورت توبہ کی ہوگی اور گناہ کے ترک کے لئے کافی نہ ہوگی۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہوں پر نکیر نہ کرنے کا وبال

ایک گاؤں کی نسبت جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اس کو الٹ دو، جبرئیل علیہ السلام نے عرض

کیا کہ اس گاؤں میں ایک شخص ہے کہ اس نے کبھی نافرمانی نہیں کی، فرمایا کہ مع اس کے الٹ دو اس لیے کہ ہماری نافرمانی دیکھتا تھا اور کبھی اس کو غیرت تک نہ ہوئی۔ (وعظ اعتبار خلیل دعوات نمبر ۶ ص ۲۱۹۷)

گزشتہ گناہ معاف

حضرت مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب کی حکایت یاد آئی: حدیث پڑھی گئی تھی کہ جو شخص تازہ وضو سے دو رکعت نماز پڑھے اور ان رکعتوں میں حدیث النفس نہ کرے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، ایک طالب علم نے کہا کہ حضرت ایسا ہو سکتا ہے کہ نماز میں خیال نہ آئے مولانا نے فرمایا کہ کبھی کر کے بھی دیکھا تھا یا ویسے ہی شبہ کرتے ہو۔ (وعظ تذکیر لآخرص ۵۱۱۴)

عورتوں کی گناہ میں اثر انگیزی

عورتیں خود تو کمانے کے قابل نہیں ہیں مگر کمانے والوں کو گناہوں میں زیادہ تر یہی مبتلا کرتی ہیں ان کے منہ میں یہ زبان ایسی ہے کہ مردوں سے سب کچھ کرا لیتی ہے اور کہنے کا طریقہ ان کو ایسا آتا ہے کہ مردوں کے دل میں بات گھستی چلی جاتی ہے، میں سچ کہتا ہوں کہ زیادہ تر عورتوں کی فرمائشیں ہی مردوں کو حرام آمدنی اور رشوت ستانی وغیرہ پر مجبور کرتی ہیں، پس مردوں کے ان سب گناہوں کا سبب یہی ہیں اس لئے یہ بھی اس گناہ سے نہیں بچ سکیں، اور میں مردوں کو متنبہ کرتا ہوں کہ عورتوں کی فرمائشوں کا زیادہ تر سبب ان کا باہم ملنا جلنا ہے جب محفلوں میں جمع ہوتی ہیں تو ایک دوسرے کو دیکھ کر حرص کرتی ہیں کہ کاش میرے پاس بھی فلانی جیسا زیور اور کپڑا ہو، اسی واسطے میں رائے دیتا ہوں کہ عورتوں کو آپس میں ملنے نہ دیا کرو، خربوزہ سے دوسرا خربوزہ رنگ بدلتا ہے، ان عورتوں کی نگاہ ایسی تیز ہوتی ہے کہ خدا کی پناہ کہیں محفل میں جائیں گی تو ذرا سی دیر میں سب کے زیور اور لباس پر فوراً نظر پڑ جائے گی۔ (اسباب الغفلہ)

دل کا آپریشن

جس طرح والدین بچے کو دنبل کا آپریشن کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالی قلوب کا آپریشن کرتے ہیں جبکہ دلوں میں غفلت بڑھ جاتی ہے اور گناہوں کی ظلمت سے دل پر پردے پڑ جاتے ہیں تو مصیبت اور بلا کے نشتروں سے دلوں کا خراب مادہ نکالا جاتا ہے اور ان کی اصلاح کی جاتی ہے پس یہاں بھی بالفعل تکلیف ہے وہاں بھی مگر انجام دونوں کا راحت ہے فرق اتنا ہے کہ وہاں راحت قریب ہے کہ پندرہ بیس دن ہی میں دنبل میں نشتر دینے سے صحت ہو جاتی ہے اور یہاں بعید ہے کہ قیامت میں اس کا ظہور ہوگا جب مصائب کا ثواب ملے گا۔ (اصلاح دل)

تنگی معاش

تنگی معاش ایسی بلا کی چیز ہے کہ اچھے سے اچھے آدمی کی نیت بگاڑ دیتی ہے، الا ماشاء اللہ جب آدمی کے پیٹ کو لگتی ہے تو اس کی آنکھیں ہر طرف اٹھتی ہیں ذرا ذرا سی چیز پر جان دینے لگتا ہے اچھے اچھے خوشحال لوگوں کو جب تنگی پیش آتی ہے، تو نیتیں بگڑ جاتی ہیں اور معمولی ضرورتوں کے لئے وہ کام کر بیٹھتے ہیں جس سے دنیا میں بھی منہ کالا اور آخرت میں بھی منہ کالا ہوتا ہے سودی قرض لیتے ہیں اور تیرا میرا حق دبا لیتے ہیں، جس میں آخر کار مقدمہ بازیاں ہوتی ہیں، اور سر بازار رسوائیاں ہوتی ہیں آخرت کا گناہ الگ سر پر رہتا ہے، تنگ دستی میں کہیں رشوت لیتے ہیں کسی کی امانت میں تصرف کر لیتے ہیں، دنیا میں بھی رسوا آخرت کی بھی رسوائی سر پر۔ (اصلاح دل)

پہلی مرتبہ گناہ پر پکڑ نہیں ہوتی

حضرت عمر کے یہاں ایک چور پکڑا ہوا آیا آپ نے قطع ید کا حکم دیا، اس نے کہا کہ

امیر المؤمنین میں نے پہلی ہی مرتبہ ایسا کیا ہے، حضرت عمر نے فرمایا تو غلط کہتا ہے خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہے کہ وہ کبھی اول گناہ نہیں پکڑتے آخر جو تحقیق کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ بڑا عیار ہے مولانا فرماتے ہیں ۔

علم حق با تو مواسا با کند

چونکہ از حد بگذری رسوا کند (وعظ اتعاذ بالغیر وعظ چہارم جلد ۳)

قلبی غیبت کا نقصان

حضرت جنید رحمہ اللہ کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص کو سوال کرتے دیکھا جو کہ صحیح تندرست تھا آپ نے دل میں فرمایا کہ یہ شخص صحیح و سالم ہے اور پھر سوال کرتا ہے؟ رات کو آپ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آپ کے پاس مردار لایا اور کہا کہ اس کو کھائیے، انہوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے، کیونکر کھاؤں؟ اس شخص نے جواب دیا کہ آج صبح تم نے اپنے ایک بھائی کا گوشت کھایا ہے تو اس کے کھانے میں کیوں تامل ہے انہوں نے کہا کہ میں نے غیبت نہیں کی، اس نے جواب دیا کہ گو زبان سے غیبت نہیں کی لیکن دل میں اس کو حقیر تو سمجھا اور دل ہی سے تو سب کچھ ہو جاتا ہے، آخر جنید بغدادیؒ بہت گھبرائے اور اس فقیر کے پاس پہنچے وہ کوئی کامل شخص تھا ان کو دیکھتے ہی کہا: وھو الذي یقبل التوبة عن عبادہ۔

سوان گناہوں کی طرف ہمارا ابھی ذہن نہیں جاتا کہ یہ بھی گناہ ہیں، اسی طرح بعض جوارح کے ایسے گناہ ہیں کہ ان کو گناہ نہیں سمجھا جاتا، بلکہ نہایت بے تکلف کیا جاتا ہے، جیسے زبان کے اکثر گناہ اس طرح اپنے کو بڑا سمجھنا اس کو بھی ہم لوگ گناہ نہیں سمجھتے ہیں، بلکہ خود بینی اور خودداری کو عزت سمجھتے ہیں اور ضروری جانتے ہیں۔ (وعظ تفصیل التوبہ)

ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کا کمال تواضع

حضرت ذوالنون مصریؒ سے لوگوں نے درخواست کی کہ حضرت بارش نہیں ہوتی؟ فرمایا کہ میں سب سے زیادہ گناہگار ہوں شاید بارش میری وجہ سے نہیں ہوتی، میں یہاں سے چلا جاتا ہوں اس کے بعد چلے گئے اور بارش بھی ہوئی پس ہم لوگوں کو اپنے گناہوں پر نظر کرنا چاہئے مگر آج کل بجائے گناہ کے اپنی خوبیوں پر نظر ہوتی ہے۔ (استخفاف المعاصی)

گناہ چھوڑنے کا آسان علاج

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: جو شخص مجاہدہ نہ کرسکے اس کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے ترک معاصی کا ایک علاج مقرر فرمایا ہے جو نہایت ہی سہل ہے، یعنی جو طالب ہو اور مجاہدہ پر قادر نہ ہو وہ یہ کرے کہ جب گناہ ہو جایا کرے تو فوراً توبہ کرلیا کرے اور اگر معاودت (پھر سرزد ہو جائے تو پھر توبہ کرلے یہ ہے وہ علاج اور اگر اب اس سہولت پر بھی کوئی اس کو اختیار نہ کرے تو یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی طینت ہی خراب ہے، اپنی اصلاح نہیں چاہتا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

نامحرموں کے سامنے آنے کا گناہ

بعض گھروں میں دیوروں اور جیٹھ سے اور ان کے جوان لڑکوں سے پردہ نہیں کیا جاتا بعض عورتیں خالہ زاد اور ماموں زاد اور چچا زاد اور پھوپھی زاد بھائیوں سے پردہ نہیں کرتیں۔ اس میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے اور اگر اندیشہ نہ بھی ہو تو یہ کیا کم فتنہ ہے کہ ہر روز نامحرموں کے سامنے آنے کا گناہ ان کے نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے فقہاء نے یہاں تک احتیاط کی ہے کہ جوان بھتیجی کا حقیقی چچا سے بھی پردہ کرانے کا لکھا ہے کہ وہ اگر بری نظر سے نہ دیکھے گا تو ممکن ہے کہ اسی نظر

سے دیکھے کہ یہ میرے لڑکے کے قابل ہے یا نہیں اور اس نظر سے دیکھنے میں شہوت کی آمیزش کا خود اندیشہ ہے اللہ اکبر! یہ ہیں حکمائے امت، واقعی فقہاء نے زمانہ کی حالت کو خوب سمجھا ہے اور شیطان کے دھوکہ پر ان کی بہت نظر تھی۔ (رجاء اللقاء)

نظر شیطان کا تیر ہے

خوب سمجھ لو کہ شیطان اول اول تو اچھی نیت سے دکھلاتا ہے چند روز کے بعد جب محبت جاگزیں ہوتی ہے تو پھر نگاہ کو ناپاک کر دیتا ہے، تو ضروری امر یہ ہے کہ علاقہ ہی نہ کرو اور علاقہ ہوتا ہے نظر سے لہذا نظر ہی نہ کرو، غالباً حدیث میں ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے: **النظر سھم من سھام ابلیس** ۔نظر شیطان کے تیروں میں سے (پہلا) تیر ہے کہ اس کا زخم بھی نظر نہیں آتا اور سودا قلب (دل کی گہرائی تک اترتا چلا جاتا۔ ہے یہ نظر ایسی چیز ہے کہ اس کا اثر پیدا ہونے کے بعد مدت تک یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ ہم کو تعلق ہو گیا، بلکہ جب بھی محبوب جدا ہوتا ہے اس وقت قلب میں ایک سوزش سی پیدا ہوتی ہے اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ تعلق ہو گیا اور جس قدر سوزش بڑھتی ہے خدا کی محبت کم ہو جاتی ہے اور اس سے خدا تعالی کو بہت غیرت آتی ہے اور کیوں نہ آئے گی۔ جب کہ محبوبان دنیا کو غیرت آتی ہے۔ (الاتعاظ بالعمر)

اولیاء اللہ پر شیطان اثر ڈال سکتا ہے

شیطان اولیاء اللہ کے قلوب میں اثر ڈال سکتا ہے اور امکان بھی ہے کہ وہ کسی وقت بہک جائیں اور امکان ہے کہ کوئی معصیت بھی ان سے کسی وقت سرزد ہو جائے، لیکن چونکہ تقوی غالب ہے اس واسطے وہ غالب آ کر یا تو اس گناہ سے بچا دیتا ہے اور اگر سرزد ہو جائے تو عظیم

الشان تو بہ نصیب ہوتی ہے کہ وہ سو عبادتوں سے بڑھ کر عبادت ہوتی ہے، ہمارے اکابر تعلیم دین پر زیادہ زور دیتے تھے اور اس کی اہمیت اور ضرورت کے عنوان پر خصوصیت کیساتھ بیان فرماتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانے میں جہالت عام تھی تعلیم دین کا کوئی خاص انتظام نہیں تھا شہروں میں تو کچھ مکاتب اور مدارس تھے مگر دیہاتوں میں اس کا کوئی اہتمام نہ تھا، کوئی عالم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان اپنے مردے کو بغیر نماز جنازہ کے دفن کر دیا کرتے تھے نام مسلمانوں کا ہوتا تھا مگر اکثر اسلام سے واقف نہیں تھے، اس لئے ہمارے اسلاف کی کوشش تھی کہ تعلیم کا سلسلہ عام ہو اس لئے کہ ساری خرابیوں کی جڑ اور بنیاد جہالت ہے۔ حق تعالیٰ سبحانہ نے اگر کسی چیز کا سب سے پہلے اہتمام فرمایا ہے وہ تعلیم ہی ہے اس پر عہد الست کا واقعہ شاہد ہے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

گناہوں کا نہ چھوڑنا

جب انسان اللہ کی نافرمانی نہیں چھوڑتا تو اس کا ایک وبال بھی ہے کہ اللہ کی طرف سے اختلاف کا عذاب نازل ہو جاتا ہے بعض اوقات معمولی بات بھی قوی ہوتی ہے کوئی جھگڑے کی نہیں ہوتی لیکن وہ بڑھتے بڑھتے فساد بن جاتی ہے انسان اس پر حیران ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ حالانکہ یہ اسی گناہوں کے وبال کا اثر ہوتا ہے، جس کی وجہ سے انسان جھگڑے فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آج کل معمولی معمولی باتوں پر والدین اولاد سے میاں بیوی سے استاد شاگرد سے، افسر ماتحت سے، بہن بھائی سے، ساس بہوں سے دست وگریباں ہیں، ایک دوسرے سے بدگمان، غلط فہمیوں کا شکار اور پیار و محبت سے محروم ہیں نتیجۃً پورا معاشرہ عجیب گھٹن اور افسردگی کا شکار ہے اگر ہم آج بھی اس بات کا تہیہ کرلیں کہ مذکورہ بالا اسباب چاہے ظاہری

میں یا باطنی ان سب سے حتی الامکان بچیں گے تو یقین جانئے کہ پورے معاشرے میں سکون و اطمینان اور راحت کی فضا پیدا ہوگی اور ہر شخص اپنے دل میں فرحت اور خوشی محسوس کریگا اور نفرتیں پھر محبت میں تبدیل ہو جائیں گی، دعا ہے کہ اللہ تعالی ہم سب کو آپس میں پیار و محبت اور دلوں کا جوڑ نصیب فرمائے اور تمام جھگڑوں اور اختلافات سے محفوظ فرمائے آمین! (ماہنامہ محاسن اسلام شمارہ ۷۷)

پندرہ قسم کی برائیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب میری امت اس قسم کی برائیوں کا ارتکاب کریگی تو امت پر بلا اور مصیبتیں آئینگی۔

☆ جب مال غنیمت کو اپنے لئے دولت سمجھ لیا جائیگا۔

☆ لوگوں کی امانت کو اپنے لئے غنیمت سمجھ لیا جائیگا۔

☆ زکوۃ کی ادائیگی کو تاوان سمجھ لیا جائیگا۔

☆ آدمی اپنی بیوی کی اطاعت اور اپنی ماں کی نافرمانی کرنے لگے گا۔ آدمی اپنے دوستوں کیساتھ نیکی اور رواداری کا معاملہ کرے گا اور اپنے والدین کیساتھ سختی اور بداخلاقی اور نافرمانی کریگا۔

☆ مسجدوں میں بازار کے شور کی طرح شور مچایا جائیگا۔

☆ ناچنے گانے والی رنڈیوں کے ناچ کا شوق ہوگا۔

☆ لوگوں کا نمائندہ اور سربراہ ان میں سب سے گھٹیا ہوگا، کم عقل اور بے دین رذیل شخص۔

☆ آدمی کا اعزاز و اکرام اس کی شرارت سے بچنے کیلئے کیا جائیگا۔

☆ مرد بھی ریشم کے کپڑے پہننے لگیں گے۔

☆ لوگوں میں شراب کی کثرت ہوگی۔

☆ گانے اور بجانے کی چیز میں عام ہو جائیں گی اور اسی کا شوق ہوگا۔

☆ اس امت کے آخر کے لوگ گزرے ہوئے لوگوں پر لعن طعن کریں گے۔

جب یہ سب آثار ظاہر ہوں گے تو اس وقت سرخ آندھی و زلزلہ، زمین کے دھنس جانے، شکل بگڑ جانے، پتھروں کی بارش کا انتظار کرو اور ان نشانیوں کا انتظار کرو جو یکے بعد دیگرے اس تسلسل کے ساتھ آنے والی ہیں کہ جس طرح ہار کی لڑی ٹوٹ جانے سے تسلسل سے موتی نکل جاتے ہیں۔ (ترمذی شریف شمارہ ۷۵)

گناہ کرنے والوں کی شکلیں

حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔ ہمارے عمل کی ایک ہے ظاہری صورت، ایک ہے اس کے اندر کی صورت، اندرونی صورت ظاہر کے مطابق ہوتی ہے، جو بندہ دوسروں کو خواہ مخواہ تکلیف پہنچاتا ہے، باطن میں اس کی شکل بچھو کی طرح ہوتی ہے، جو بندہ مال کا حریص ہوتا ہے، تو اس کے باطن کی شکل کتے کی مانند ہوتی ہے، اور بے شرم انسان جو فحاشی اور زنا کا مرتکب ہوگا، باطن میں اس کی شکل سور کے مانند، اور جو بندہ عیار ہوگا، جو جھوٹ بول کر دوسرے کو مطمئن کر دے، الو بنا دے، باطن میں اس بندے کی شکل بندر کی مانند ہوگی، جس بندے کے پاس علم ہو لیکن عمل نہ کرے، اس کی شکل باطن میں گدھے کی مانند ہوگی، **کمثل الحمار یحمل اسفارا** (اللہ اکبر کبیرا)۔ (پ ۲۸ ا۱۱ آیت ۵) (گناہوں سے کیسے بچیں)

نفس کو بہلا کر اس سے کام لو

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ نفس کو ذرا دھوکہ دے کر اس سے کام لیا کرو اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ روزانہ تہجد پڑھنے کا معمول تھا، آخر عمر اور ضعف کے زمانے میں ایک دن بحمداللہ تہجد کے وقت جب آنکھ کھلی تو طبیعت میں بڑی سستی اور کسل تھا دل میں خیال آیا کہ آج تو طبیعت بھی پوری طرح ٹھیک نہیں کسل بھی ہے اور عمر بھی تمہاری زیادہ ہے اور تہجد کی نماز کوئی فرض و واجب نہیں ہے، پڑے رہو، اور اگر آج تہجد چھوڑ دو گے تو کیا ہو جائے گا؟ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ بات تو ٹھیک ہے تہجد فرض واجب نہیں ہے اور طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے، باقی ہے وقت تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت کا ہے، حدیث میں آتا ہے کہ جب رات کا ایک تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں اہل زمین پر متوجہ ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی پکارتا رہتا ہے کہ کوئی مغفرت مانگنے والا ہے کہ اس کی مغفرت کی جائے، ایسے وقت کو بیکار گزارنا بھی ٹھیک نہیں ہے، نفس کو بہلا دیا کہ اچھا ایسا کرو کہ اٹھ کر بیٹھ جاؤ اور بیٹھ کر تھوڑی سی دعا کرلو اور دعا کر کے سو جاتا چنانچہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور دعا کرنا شروع کردی، دعا کرتے کرتے میں نے نفس سے کہا کہ میاں جب تم اٹھ کر بیٹھ گئے تو نیند تو تمہاری چلی گئی اب غسل خانے تک چلے جاؤ اور استنجا وغیرہ سے فارغ ہو جاؤ، پھر آرام سے آکر لیٹ جانا پھر جب غسل خانے پہنچا اور استنجا وغیرہ سے فارغ ہو گیا تو سوچا کہ چلو وضو بھی کرلو اس لیے کہ وضو کر کے دعا کرنے میں قبولیت کی توقع زیادہ ہے چنانچہ وضو کرلیا اور بستر پر آکر بیٹھ گیا اور دعا شروع کردی، پھر نفس کو بہلایا کہ بستر پر بیٹھ کر کیا دعا ہو رہی ہے، دعا کرنے کی جو تمہاری

جگہ ہے وہیں جا کر دعا کر لو اور نفس کو جائے نماز تک کھینچ کر لے گیا اور جا کر جلدی سے دو رکعت تہجد کی نیت باندھ لی پھر فرمایا کہ نفس کو تھوڑا سا دھوکہ دے کر بھی لانا پڑتا ہے، جس طرح نفس تمہارے ساتھ نیک کام کو ٹلانے کا معاملہ کرتا ہے اسی طرح تم بھی اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا کرو اور اس کو کھینچ کھینچ کر لے جایا کرو ان شاء اللہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ پھر اس عمل کی توفیق عطا فرما دیں گے۔ (اصلاحی خطبات ج ۱ ص ۷۲)

ایک ہے گناہ، ایک ہے سرکشی

حضرت حافظ ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ اپنے خطبات میں فرماتے ہیں۔ ایک ہوتا ہے گناہ، ایک ہوتی ہے سرکشی، ان دونوں میں فرق ہے، گناہ کہتے ہیں اپنے نفس کی وجہ سے بے قابو ہو کر ایک عمل کر لینا مگر اپنے آپ کو مجرم سمجھنا، اپنے آپ کو خطا کار سمجھنا اور ایک ہوتی ہے سرکشی سرکشی کہتے ہیں گناہ کو گناہ ہی نہ سمجھنا، یہ چیز بندہ کو کفر تک پہنچا دیتی ہے، جیسا کہ ایک ہوتا ہے نوٹ کا پھٹنا، اور ایک ہوتا ہے نوٹ کا پھاڑنا، آپ کے پاس پھٹا ہوا نوٹ ہے، آپ کسی بینک میں لے جائیں، آپ کو اس کی جگہ نیا دیدے گا لیکن آپ بینک والے کے سامنے نوٹ کو پھاڑیں ، تو کیا اب آپ کے نوٹ کو بدل دیا جائے گا؟ بلکہ آپ کو ملک کا غدار سمجھا جائے گا تو گناہ کرنے والے کیلئے واپسی کا راستہ پھر بھی آسان ہے، سرکشی کرنے والے کیلئے واپسی کا راستہ بڑا مشکل ہے، اس لئے انسان اگر گناہ کرے، تو اپنے آپ کو نادم، شرمندہ بھی کرے اور کہے کہ اللہ مجھ سے کوتاہی ہوئی آپ میرے گناہ معاف فرما دیجئے۔ (گناہوں سے کیسے بچیں)

شہوانی خیالات کا علاج

عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئ عارفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ یہ

جو گناہ کے داعیے اور تقاضے پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج اس طرح کرو کہ جب دل میں یہ سخت تقاضا پیدا ہو کہ اس نگاہ کو غلط جگہ پر استعمال کر کے لذت حاصل کروں تو اس وقت ذرا سا یہ تصور کرو کہ اگر میرے والد مجھے اس حالت میں دیکھ لیں کیا پھر بھی یہ حرکت جاری رکھوں گا؟ یا اگر مجھے معلوم ہو کہ میرے شیخ مجھے اس حالت میں دیکھ رہے ہیں کیا پھر بھی یہ کام جاری رکھوں گا؟ یا مجھے پتہ ہو کہ میری اولاد میری اس حرکت کو دیکھ رہی ہے تو کیا پھر بھی یہ کام جاری رکھوں گا؟ ظاہر ہے کہ اگر ان میں کوئی بھی میری اس حرکت کو دیکھ رہا ہو گا تو میں اپنی نظر نیچی کر لوں گا اور یہ کام نہیں کروں گا چاہے دل میں کتنا شدید تقاضا پیدا کیوں نہ ہو؟ پھر تصور کرو کہ ان لوگوں کے دیکھنے نہ دیکھنے سے میری دنیا و آخرت میں کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن میری اس حالت کو جو احکم الحاکمین دیکھ رہا ہے اس کی پرواہ مجھے کیوں نہ ہو اس لیے کہ وہ مجھے اس پر سزا بھی دے سکتا ہے اس خیال اور تصور کی برکت سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گناہ سے محفوظ رکھیں گے، حضرت ڈاکٹر صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ ذرا اس بات کا تصور کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ آخرت میں تم سے یوں فرمائیں کہ اچھا اگر تمہیں جہنم سے ڈر لگ رہا ہے تو چلو ہم تمہیں جہنم سے بچا لیں گے لیکن اس کے لیے ایک شرط ہے وہ یہ کہ تمہاری زندگی جو بچپن سے جوانی اور بڑھاپے تک اور مرنے تک تم نے گزاری ہے اس کی ہم فلم چلائیں گے اور اس فلم کے دیکھنے والوں میں تمہارا باپ ہو گا، تمہاری ماں ہو گی، تمہارے بہن بھائی ہوں گے، تمہاری اولاد ہو گی، تمہارے شاگرد ہوں گے، تمہارے استاد ہوں گے، تمہارے دوست احباب ہوں گے اور اس فلم کے اندر تمہاری پوری زندگی کا نقشہ سامنے کر دیا جائے گا۔ اگر تمہیں یہ بات منظور ہو تو پھر تمہیں جہنم سے بچا لیا جائے گا، اس کے بعد حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایسے موقع پر آدمی شاید آگ کے عذاب کو گوارہ کر لے گا، مگر اس بات کو گوارہ نہیں کرے گا کہ ان تمام لوگوں کے سامنے میری زندگی کا نقشہ آ جائے۔

لہذا جب اپنے ماں باپ، دوست احباب، عزیز واقارب اور مخلوق کے سامنے اپنی زندگی کے احوال کا آنا گوارہ نہیں تو پھر ان احوال کا اللہ تعالیٰ کے سامنے آنا کیسے گوارہ کرلو گے؟ اس کو ذرا سوچ لیا کرو۔ (اصلاحی خطبات ج ۴ ص ۱۹۷)

یہ کڑوا گھونٹ پینا پڑے گا

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے تھے کہ نگاہ کا غلط استعمال باطن کے لیے سم قاتل ہے، اگر باطن کی اصلاح منظور ہے تو سب سے پہلے اس نگاہ کی حفاظت کرنی ہوگی، یہ کام بڑا مشکل نظر آتا ہے ڈھونڈنے سے بھی آنکھوں کو پناہ ملتی، ہر طرف عریانی اور فحاشی کا بازار گرم ہے، ایسے میں اپنی نگاہوں کو بچانا مشکل نظر آتا ہے لیکن اگر ایمان کی حلاوت حاصل کرنا منظور ہے اور اللہ جل جلالہ کے ساتھ تعلق اور محبت منظور ہے اور اپنے باطن کی صفائی تزکیہ اور طہارت منظور ہے تو پھر یہ کڑوا گھونٹ پینا ہی پڑے گا اور یہ کڑوا گھونٹ پیئے بغیر بات آگے نہیں بڑھ سکتی، لیکن یہ کڑوا گھونٹ ایسا ہے کہ شروع میں تو بہت کڑوا ہوتا ہے مگر جب ذرا اس کی عادت ڈال لو تو پھر یہ گھونٹ ایسا میٹھا ہو جاتا ہے کہ پھر اس کے بغیر چین بھی نہیں آتا۔ (اصلاحی خطبات ج ۵ ص ۱۲۰)

دعا کے بعد اگر گناہ ہو جائے؟

حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی صاحب قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ جب تم نے یہ دعا مانگ لی کہ یا اللہ مجھے گناہ سے بچا لیجئے لیکن اس دعا کے بعد پھر تم گناہ کے اندر مبتلا ہو گئے اس کا مطلب یہ ہوا کہ دعا قبول نہیں ہوئی، دنیا کے معاملے میں تو یہ جواب دیا تھا کہ جو چیز بندے نے مانگی تھی چونکہ وہ بندے کے لیے مناسب نہیں تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے وہ چیز نہیں دی بلکہ کوئی اور اچھی چیز دے دی،

لیکن ایک شخص یہ دعا کرتا ہے کہ یا اللہ! میں گناہ سے بچنا چاہتا ہوں، مجھے گناہ سے بچنے کی توفیق دے دیجئے! تو کیا یہاں بھی یہ جواب دے سکتے ہیں کہ گناہ سے بچنا اچھا نہیں تھا اس سے اچھی کوئی چیز تھی جو اللہ تعالی نے اس دعا مانگنے والے کو دے دی؟ بات دراصل یہ ہے کہ گناہ سے بچنے کی یہ دعا قبول تو ہوئی لیکن اس دعا کا اثر یہ ہوگا کہ اول تو ان شاء اللہ گناہ سرزد نہیں ہوگا اور اگر بالفرض گناہ ہو بھی گیا تو توبہ کی توفیق ضرور ہو جائے گی، لہٰذا دین کے بارے میں یہ دعا بھی رائیگاں نہیں جائے گی۔

حضرت ڈاکٹر صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اس دعا کرنے کے باوجود اگر پاؤں پھسل گیا اور گناہ سرزد ہو گیا تو اللہ تعالی سے بدگمان مت ہو جاؤ کہ اللہ میاں نے ہماری دعا قبول نہیں کی، ارے نادان تجھے کیا معلوم؟ ہم تجھے کہاں پہنچانا چاہتے ہیں؟ اس لیے جب گناہ سرزد ہوگا تو پھر ہم تمہیں توبہ کی توفیق دیں گے پھر ہم تمہیں اپنی ستاری اپنی غفاری پردہ پوشی کا اور اپنی رحمتوں کا مورد بنائیں گے، اس لیے اس دعا کو بھی رائیگاں اور بیکار مت سمجھو بس یہ دو کام کرتے رہو ہمت سے کام لو اور دعا مانگتے رہو، پھر دیکھو! کیا سے کیا ہو جاتا ہے، ان شاء اللہ تعالی۔ (اصلاحی خطبات ج ۱۵ ۱۳۱)

گستاخی کے گناہ کا انجام

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مقبولان الٰہی یا اپنے محسن کی شان میں جو گستاخ ہوتا ہے اس کی عقل مسخ ہو جاتی ہے۔ ایک طالب علم شاگرد مولوی اسحاق صاحب کے ان کی شان میں گستاخ تھے ایک شخص نے کہا تم شاگرد ہو وہ تو محسن ہیں ایسا تمہیں نہ چاہئے، اس نے جواب دیا کہ محسن تو جب ہیں جب مجھے ان کا پڑھایا ہوا کچھ یاد رہا ہو، مجھے کچھ یاد ہی نہیں، پھر حضرت والا (سیدنا و مرشدنا شاہ محمد اشرف علی صاحب رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ ادھر اس نے گستاخی شروع کی، اور علم سلب ہونا شروع ہو گیا۔ (حسن العزیز جلد دوم)

حرام چیزوں میں خانہ ساز تاویلیں

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ امت شراب کو مشروب کے نام سے سود کو منافع کے نام سے اور رشوت کو تحفے کے نام سے حلال کرے گی اور مال زکوۃ سے تجارت کرنے لگے گی تو یہ ان کی ہلاکت کا وقت ہوگا گناہوں میں زیادتی اور ترقی کے سبب۔ (رواہ الدیلمی کنز العمال ص ۲۲۶ ۳ حدیث ۳۸۴۹۷)

بدکاری اور بے حیائی کا نام ثقافت اور فنون لطیفہ

عبدالرحمن بن غنم اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو عامر یا ابو مالک اشعری (رضی اللہ عنہم نے بیان کیا: انہوں نے غلط بیانی نہیں کی کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ یقیناً میری امت کے کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو زنا ریشم شراب اور آلات موسیقی کو خوشنما تعبیروں سے حلال کرلیں گے اور کچھ لوگ ایک پہاڑ کے قریب اقامت کریں گے وہاں ان کے مویشی چر کر آیا کریں گے ان کے پاس کوئی حاجت مند اپنی ضرورت لے کر آئے گا وہ (ازراہ حقارت) کہیں گے کل آنا، پس اللہ تعالی ان پر راتوں رات عذاب نازل کرے گا اور پہاڑ کو ان پر گرا دے گا اور دوسرے لوگوں کو (جو حرام چیزوں میں خوشنما تاویلیں کریں گے قیامت تک کے لئے بندر اور خنزیر بنا دے گا۔ معاذ اللہ۔ (صحیح بخاری ص ۷ ۲۸۳)

فتنہ زدہ قلوب

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ فتنے دلوں میں اسی طرح یکے بعد دیگر در آئیں گے جس طرح چٹائی میں

یکے بعد دیگرے ایک ایک تنکا در آتا ہے چنانچہ جس دل نے ان فتنوں کو قبول کرلیا اور وہ اس میں پوری طرح رچ بس گئے اس پر (ہر فتنہ کو کے عوض ایک سیاہ نقطہ لگتا جائے گا اور جس قلب نے ان کو قبول نہ کیا اس پر (ہر فتنہ کو رد کردینے کے عوض ایک سفید نقطہ لگتا جائے گا یہاں تک کہ دلوں کی دو قسمیں ہوجائیں گی ایک سنگ مرمر جیسا سفید کہ اسے رہتی دنیا تک کوئی فتنہ نقصان نہیں دے گا اور دوسرا خاکستری رنگ کا سیاہ الٹے کوڑے کی طرح (کہ خیر کی کوئی بات اس میں نہیں لگے گی یہ بجز ان خواہشات کے جو اس میں رچ بس گئی ہیں نہ کسی نیکی کو نیکی سمجھے گا نہ کسی برائی کو برائی (اس کے نزدیک نیکی اور بدی کا معیار بس اپنی خواہش ہوگی۔ (صحیح مسلم ص ۸۲ ۱۳)

ناچ گانے کی محفلیں بندروں اور خنزیروں کا مجمع

حضرت انس رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ۔ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگ بندر اور خنزیر کی شکل میں مسخ ہوجائینگے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا وہ توحید ورسالت کا اقرار کرتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں! وہ (برائے نام) نماز روزہ اور حج بھی کریں گے صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! پھر ان کا یہ حال کیوں ہوگا؟ فرمایا! وہ آلات موسیقی رقاصہ عورتوں اور طبلہ اور سارنگی وغیرہ کے رسیا ہوں گے اور شرابیں پیا کرینگے بالآخر وہ رات بھر مصروف لہو ولعب رہیں گے اور صبح ہوگی تو بندر اور خنزیروں کی شکل میں مسخ ہوچکے ہوں گے۔، معاذ اللہ۔ (فتح الباری ۱۰۹۴)

عذاب الٰہی کے اسباب

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس امت میں زمین میں دھنسنے، شکلیں بگڑنے اور آسمان سے پتھر برسنے کا عذاب نازل ہوگا، کسی

صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ! ایسا کب ہوگا؟ فرمایا جب گانے اور ناچنے والی عورتیں اور گانے بجانے کا سامان ظاہر ہوجائے گا اور شرابیں اڑائی جائیں گی۔ (ترمذی شریف ص ۲۴۳)

وقت سے پہلے اپنا محاسبہ کرلو

حضرت ثابت بن حجاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اپنے نفسوں کا وزن کرلو اس سے پہلے کہ تمہارا وزن کیا جائے اور ان کا محاسبہ کرلو اس سے پہلے کہ تہارا محاسبہ کیا جائے کیونکہ تمہارا اپنے نفسوں کا محاسبہ اور بڑی پیشی کی تیاری کل تمہارے نفسوں کے محاسبہ کو تم پر آسان کردے گی۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنكُمْ خَافِيَةٌ۔ (الحاقہ:۱۸)

(جس روز خدا کے روبرو حساب کے واسطے تم پیش کئے جاؤ گے (اور) تمہاری کوئی بات اللہ تعالی سے پوشیدہ نہ ہوگی۔ (۳۱۳ روشن ستارے)

تباہ کن گناہوں پر جرات

حضرت انس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ تم لوگ بعض اعمال کرتے ہو جو تمہاری نظر میں تو بال سے بھی باریک (یعنی معمولی ہوتے ہیں مگر ہم انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تباہ کن شمار کیا کرتے تھے۔ (رواہ البخاری)

گناہوں کی جڑ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے۔

(رزین بیہقی من الحسن مرسلا)

گناہ کا دل پر اثر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن جب گناہ کرتا ہے اس کے دل پر ایک سیاہ دھبہ ہو جاتا ہے پھر اگر توبہ واستغفار کرلیا تو اس کا قلب صاف ہو جاتا ہے اور اگر (گناہ میں زیادتی کی تو وہ (سیاہ دھبہ اور زیادہ ہو جاتا ہے سو یہی ہے وہ زنگ جس کا ذکر اللہ تعالی نے (اس آیت میں فرمایا ہے ہرگز ایسا نہیں (جیسا وہ لوگ سمجھتے ہیں) بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال (بد) کا رنگ بیٹھ گیا ہے۔ (احمد وترمذی وابن ماجہ)

رزق سے محرومی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک آدمی محروم ہو جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے۔ (عین جزاء الاعمال از مسند احمد غالبا)

آخرت کو ترجیح دو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنی دنیا سے محبت کرے گا وہ اپنی آخرت کا ضرر کرے گا اور جو شخص اپنی آخرت سے محبت کرے گا وہ اپنی دنیا کا ضرر کرے گا سو تم باقی رہنے والی چیز کو یعنی آخرت کو فانی ہونے والی چیز پر یعنی دنیا پر ترجیح دو۔ (بیہقی)

قرض چھوڑ کر مرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کبائر (بڑے گناہوں کے بعد سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی شخص مرجائے اور اس پر دین (یعنی کسی کا حق مالی) ہو اور اس کے ادا کرنے کے لیے کچھ نہ چھوڑ جاوے۔ (مختصر احمد وابوداؤد)

گناہ گار بندے کو عالم سے محبت کا فائدہ

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ اللہ تعالی بندہ سے حساب لے گا جب اس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر غالب ہوں گی تو اس کو دوزخ کا حکم دیا جائے گا، چنانچہ جب فرشتے اس کو دوزخ کی طرف لے جائیں گے تو اللہ تعالی جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ میرے بندہ کو لو اور اس کے پاس پہنچو اور اس سے پوچھو کہ کیا وہ دنیا میں کسی عالم کی مجلس میں بیٹھا ہے تا کہ میں اس عالم کی سفارش سے اس کو بخش دوں چنانچہ جبرئیل علیہ السلام اس سے پوچھیں گے وہ کہے گا کہ نہیں پس حضرت جبرئیل عرض کریں گے کہ اے رب تو اپنے بندہ کا حال خوب جانتا ہے اس نے کہا کہ نہیں اس کے بعد اللہ جل شانہ فرمائے گا کہ آیا وہ کسی عالم کو دوست رکھتا تھا وہ کہے گا کہ نہیں پھر ارحم الراحمین فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ کیا وہ دستر خوان پر کسی عالم کے ساتھ بیٹھا تھا وہ کہے گا کہ نہیں اس کے بعد اللہ جل شانہ فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ آیا یہ اس گلی میں سکونت رکھتا تھا جس میں کوئی عالم تھا وہ کہے گا کہ نہیں پھر خداوند عالم فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ آیا اس کا نام کسی عالم کے نام یا اس کا نسب کسی عالم کے نسب کے موافق تھا وہ کہے گا کہ نہیں اس کے بعد اللہ تعالی فرمائے گا کہ اس سے پوچھو کہ یہ کسی ایسے آدمی سے محبت رکھتا تھا جو کسی عالم کو محبوب رکھتا تھا پس وہ کہے گا کہ ہاں پھر تو اللہ تعالی جبرئیل علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اس کا ہاتھ پکڑو اور جنت میں داخل کرو اس لئے کہ میں نے اس کو اسی وجہ سے بخش دیا۔ (حیاۃ الصحابہ)

گناہ اور منکرات سے بچنے کی ضرورت

طاعون کے زمانے میں ہر شخص چوہے سے ڈرتا ہے کہ طاعون کے جراثیم ہمارے گھر میں نہ

جائیں اور بدعملی اور منکرات کے چوہے ہمارے گھروں میں کتنے ہی ہوں فکر نہیں، سانپ گھر میں آجائے سب پریشان اور گھر میں خلاف شرع وضع قطع تصاویر جاندار ریڈیو کے گانے ٹیلی ویژن کا گھریلو سینما آجائے تو کوئی فکر نہیں ہر عملکے معاملے میں علم صحیح کی ضرورت ہے لاعلمی میں زہر کھانے سے نقصان یقیناً پہنچے گا،۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تشریف لے گئے وہاں تصویر جاندار کی تھی فوراً واپس آ گئے رزق کی ترقی اور برکت کیلئے وظیفے پڑھنے کیلئے تیار ہیں مگر گناہ چھوڑنے کیلئے تیار نہیں۔ (مجالس ابرار)

خدا کی ناراضگی رزق میں بے برکتی کا سبب

آج کل دکاندار ریڈیو اور ٹیلی ویژن کو آمدنی کی زیادتی کا سبب سمجھتے ہیں حالانکہ دن بھر جتنے لوگ اس دکان پر گانے اور عورتوں کی تصاویر دیکھنے کا الگ الگ گناہ کرتے ہیں وہ سب جمع کر کے اس دکاندار کی گردن پر ڈالا جائے گا، مرے گا جب تب اس کو اپنی آمدنی کا حال معلوم ہوگا زبان سے کہتے ہیں کہ رزق خدا دیتا ہے اور پھر گناہ کر کے خدا کی ناراضگی سے رزق بڑھا رہے ہیں۔ (مجالس ابرار)

گناہوں کا تریاق

انسان کی پوری زندگی پر اتباع سنت چھا جائے جب اس کے ایمان میں کمال آجائے گا اس کو مومن کامل کہیں گے لیکن یاد رکھئے اتباع سنت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ کبھی بھی غلط نہ ہو اور گناہ نہ ہو یہ تو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی صفت ہے، ہم سے گناہ ہوتے ہیں اور گناہ کرتے بھی

ہیں مگراس کا حل یہ ہے کہ فوراً توبہ کرلیں صدق دل سے توبہ کرنے سے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک میں فرمایا گیا ہے کہ: **التائب من الذنب کمن لا ذنب له**۔ (خطبات حکیم الاسلامؒ)

سورۃ یاد کر کے بھلا دینا بڑا گناہ ہے

حدیث شریف میں ہے کہ مجھے میری امت کے اجر وثواب دکھائے گئے حتی کہ وہ تنکا جسے کوئی انسان مسجد سے باہر نکال کر پھینکتا ہے تو میں نے کوئی بھی اچھا عمل تلاوت قرآن سے بڑھ کر نہیں دیکھا اور مجھے میری امت کے گناہ دکھائے گئے تو میں نے کوئی گناہ اس سے بڑا نہیں دیکھا کہ ایک آدمی نے کوئی سورۃ یا ایک آیت یاد کر کے بھلا دی۔ (بستان العارفین)

گناہ طاعت کے اثر کو کمزور کر دیتے ہیں

قوت جسم کے لئے غذائے جسمانی کا کھانا اور مضر چیزوں سے پرہیز رکھنا ضروری ہے، ایسے ہی قوت روح کے لیے اعمال صالحہ کا بجا لانا اور تمام ظاہری و باطنی گناہوں سے پرہیز ضروری ہے، ظاہراً و باطناً، ماموربہا نماز کو بھی ادا کیا اور منہی عنہا حسد کو بھی کیا، اب حسد، ماموربہا نماز کا جو اثر ہے اس کو اندر ہی اندر کمزور کر رہا ہے، اندر ہی اند پھیلا رہا ہے، اس طرح رکوع، سجدہ جھک کر قدموں پر سر رکھ کر اظہار محبت سے روح میں جو اثر ہوا تھا مسجد سے باہر نکل کر کسی رنگین (خوبصورت) شکل پر نظر پڑی اس کو دیکھ رہا ہے تو اس طرح دیکھنے سے اس بد پرہیزی نے قلب کے اندر کسر نفس کے ساتھ جو انکسار و محبت کی شدت کا اثر ہوا تھا اس کو مضمحل کر دیا وہ اثر کمزور ہو گیا، یہ ایک مثال دی ہے اسی پر تمام اخلاق رذیلہ تکبر وغیرہ کو قیاس کر لیجئے۔ (خطبات مسیح الامتؒ)

گناہوں پر اصرار کیسا؟

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں غیور ہوں غیرت مند ہوں اور اللہ تعالی تو انتہائی غیور ہیں۔ لامتناہی غیور ہیں تو یہ تمام گناہ جن سے بچنے کا حکم دیا ہے یہ من حیث الغیور ہیں کہ جب گناہوں کا بندہ سے ارتکاب ہوتا ہے تو اللہ تعالی کو غیرت آتی ہے اور جب ذات حق کو غیرت آتی ہے تو اے سالک تجھ کو کتنی غیرت آنا چاہیے کہ یہ گناہ تو غیر ہے بھلا اس غیر کا صدور کیوں ہو گیا غیرت آنا چاہیے اور اگر بتقاضاء بشریت بھی شر ہو گیا، ہو گیا لیکن یہ بار بار شر کے اندر اصرار کرنا کیسا؟ تیرا اقدام تو قلب میں ذات حق کے ساتھ انابت اور رجوع قائم کرنے کا تھا پھر بار بار اس کے خلاف کرنا جائے تعجب ہے۔ (خطبات مسیح الامتؒ)

گناہوں کا زہر پورے وجود پر پھیلتا ہے

سانپ جس عضو کو بھی کاٹتا ہے آدمی مرجاتا ہے، کیونکہ اس عضو سے پھر تمام بدن میں زہر پھیل جاتا ہے اسی طرح گناہ کا زہر ہے جس عضو سے بھی معصیت کی جائے گی اس کا زہر تمام جسم میں سرایت کر جاتا ہے۔ (مجالس ابرار)

گناہوں کی مثال

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ہم کو گناہ اس طرح لذیذ معلوم ہوتے ہیں جس طرح سانپ کے کاٹے کو نیم کی پتی لذیذ معلوم ہوتی ہے لیکن جب زہر کا اثر ختم ہو جاتا ہے تو پھر نیم کی پتی تلخ معلوم ہوتی ہے۔ دنیا کی محبت اور آخرت سے بے فکری کا زہر ہر گناہ کو لذیذ کر دیتا ہے۔ (مجالس ابرارؒ)

دو سنگین فیشن

آج فیشن کے مارے دواپنچ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر جنت کو کھوتے اور دوزخ خریدتے ہیں جو آدمی نیچا پاجامہ پہنتا ہے اس کی مغفرت نہیں ہوتی اسی طرح جو آدمی طبلہ سارنگی اور گانے میں لگا ہے اس کی بھی مغفرت نہیں ہوتی، ذرا سوچو اتنے سے وقت کی لذت سے دوزخ خرید نا کیسی نادانی کی بات ہے آج گھروں میں ہر طرف گانا بجانا عام ہے۔ (ارشادات مفتی اعظم)

گناہوں کے ساتھ وظائف بے اثر رہتے ہیں

ارشاد: حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ سے ایک صاحب نے رزق کیلئے دعا کرائی وظیفہ بھی دریافت کیا پھر وظیفہ کے بے اثر ہونے کا شکوہ کیا، میں نے عرض کیا کہ دوٹرک آمنے سامنے ہیں اور زور آزمائی ہورہی ہے کوئی راستہ نہیں دے رہا تو کوئی منزل تک پہنچے وظیفہ جاری ہے گناہ بھی جاری ہیں وظیفہ تو جالب رزق ہے اور معاصی برعکس تنگی رزق کا اثر رکھتے ہیں۔ (یادگار باتیں)

گناہ چھوڑنے کی ضرورت

ارشاد: حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اعمال صالحہ اور وظائف کا اختیار کرنا آسان ہے مگر گناہوں کو چھوڑنا مشکل معلوم ہوتا ہے جیسے سہارنپور کا گنا چوسنا تو آسان اور لذیذ ہے مگر کسی کے منہ سے گنا چھین لینا مشکل ہے، اسی طرح نفس کو جن گناہوں کی عادت ہوگئی ہے انکو چھڑانا نفس پر بہت شاق ہوتا اور عام طور پر لوگ ایسے واعظ کو بھی پسند نہیں کرتے جو برائیوں پر روک ٹوک اور گناہوں کے ترک پر وعظ کہتا ہو حق تعالی کا ارشاد ہے کہ ”يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى۔ ان آیات میں چند اصول کی طرف توجہ دلائی

گئی ہے۔ وہ یہ کہ بعض معاصی کے اثرات سے نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں جیسا کہ ان آیات میں ارشاد ہوا کہ اے ایمان والو اپنے صدقات کو باطل مت کرو احسان جتا کر اور اذیت دے کر اس سے معاصی کے ارتکاب سے احتیاط کی نہایت اہمیت ثابت ہوتی ہے۔ (یادگار باتیں)

غیبت سے بچنے کا آسان راستہ

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ غیبت سے بچنے کا آسان راستہ یہ ہے کہ دوسرے کا ذکر کرو ہی نہیں نہ اچھائی سے ذکر کرو، اور نہ برائی سے ذکر کرو کیونکہ یہ شیطان بڑا خبیث ہے اس لیے کہ جب تم کسی کا ذکر اچھائی سے کرو گے۔ کہ فلاں شخص بڑا اچھا آدمی ہے اس کے اندر یہ اچھائی ہے تو دماغ میں یہ بات رہے گی کہ میں اس کی غیبت تو نہیں کرتا بلکہ اچھائی سے اس کا ذکر کر رہا ہوں، لیکن پھر یہ ہوگا کہ اس کی اچھائیاں بیان کرتے کرتے شیطان کوئی جملہ درمیان میں ایسا ڈال دے گا جس سے وہ اچھائی برائی میں تبدیل ہوجائے گی، مثلاً وہ کہے گا کہ فلاں شخص ہے تو بڑا اچھا آدمی مگر اس کے اندر فلاں خرابی ہے یہ لفظ "مگر" آکر سارا کام خراب کر دے گا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ گفتگو کا رخ غیبت کی طرف منتقل ہوجائے گا اس لیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دوسروں کا ذکر کرو ہی نہیں نہ اچھائی سے نہ برائی سے اور اگر کسی کا ذکر اچھائی سے کر رہے ہو تو ذرا کمر کس کے بیٹھو تاکہ شیطان غلط راستے پر نہ ڈال دے۔ (جلد ۲ ص ۹۷)

نیکی کا خیال اللہ کا مہمان ہے

حضرت مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے آمین۔ فرمایا

کرتے تھے کہ دل میں جو نیک کام کرنے کا خیال آتا ہے کہ فلاں نیک کام کرلو اس کو صوفیاء کرام کی اصطلاح میں وارد" کہتے ہیں فرماتے تھے کہ یہ وارد" اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے اگر تم نے اس مہمان کی خاطر کی اس طرح کہ جس نیکی کا خیال آیا تھا وہ نیک کام کر لیا تو یہ مہمان اپنی قدردانی کی وجہ سے دوبارہ بھی آئے گا آج ایک نیک کام کی طرف توجہ دلائی کل کو دوسرے کام کی طرف توجہ دلائے گا اور اس طرح تمہاری نیکیوں کو بڑھاتا چلا جائے گا لیکن اگر تم نے اس مہمان کی خاطر مدارات نہ کی بلکہ اس کو دھتکار دیا، یعنی جس نیک کام کرنے کا خیال تمہارے دل میں آیا تھا اس کو نہ کیا تو پھر رفتہ رفتہ یہ مہمان آنا چھوڑ دے گا اور پھر نیکی کرنے کا ارادہ ہی دل میں پیدا نہیں ہوگا، نیکی کے خیالات آنا بند ہو جائیں گے قرآن کریم میں ارشاد ہے: كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ "۔یعنی بداعمالیوں کے سبب ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا اور نیکی کا خیال بھی نہیں آتا اس لیے یہ چھوٹی چھوٹی نیکیاں جو ہیں ان کو چھوڑنا نہیں چاہیے اس لیے کہ یہ بڑی نیکیوں تک پہنچا دیتی ہیں۔ (ارشادات اکابر)

بلاضرورت تصویر بنانا اور بنوانے والے کی سزا

تصویر بنانا بنوانا بلاضرورت اپنے پاس رکھنا یا اسے دیکھنا۔ایک (فتنۂ تصویر) سے بلا مبالغہ سینکڑوں فتنے منہ کھولے کھڑے ہیں اور قوم کو نگل جانے کی تاک میں ہیں، جہاں تک بین الاقوامی قوانین کی مجبوری کی وجہ سے تصویر بنانا ناگزیر ہو وہاں تک تو ہم معذور قرار دیئے جاسکتے ہیں اور یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اس پر مواخذہ نہیں ہوگا، لیکن ہمارے یہاں تو تصویر کے فتنے نے وہ قیامت برپا کی ہے کہ الامان والحفیظ، ایسا لگتا ہے کہ اس کی حرمت وقباحت ہی دلوں سے نکل

گئی ہے اور (نعوذ باللہ) اس کو تقدس و احترام کا درجہ حاصل ہے۔صحیح بخاری و مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر حاضری میں چھوٹا سا بچھونا خرید لیا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر تشریف نہیں لائے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر ناگواری کے آثار محسوس کیے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں مجھ سے کیا گناہ ہوا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ گدا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ میں نے آپ کے لئے خریدا ہے کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ لگائیں، رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو تصویریں بنائی تھیں ان میں جان بھی ڈالو۔اور ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے (مشکوٰۃ) صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ ہر تصویر بنانے والا جہنم میں ہوگا اس نے جتنی تصویریں بنائی تھیں ہر ایک کے بدلے میں ایک روح پیدا کی جائے گی جو اسے دوزخ میں عذاب دے گی۔

گانا خود گانا، یا گانا سننا

اس کے بارے میں حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ۔**الغناء رقیة الزنا** (الکشف الالہی جلد ۲) کہ گانا زنا کا منتر ہے، جو گانا گائے گا، سنے گا، شیطان اس کے گلے میں پھندہ ڈال کر سیدھا جہنم میں پھینک دے گا، گانا صرف ایک گناہ نہیں بہت سے گناہوں کا سر

چشمہ ہے یہ بھی یاد رکھیے کہ تصویر اور گانے پر جو جو لعنتیں برستی ہیں، ٹی وی، بھی اس کا پورا پورا مصداق ہے۔حضرت نافع رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ سفر میں جا رہے تھے تو انہوں نے مزمار (گانے بجانے کے آلہ) کی آواز سنی تو اپنے دونوں کانوں میں انگلیاں دے لیں اور اس جگہ سے دور ہٹ گئے تاکہ آواز نہ سن سکیں اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جب ایسی آواز سنتے تھے تو یہی عمل فرمایا کرتے تھے۔ (شعب الایمان)

شریعتِ اسلامی نے جس شدت سے مسلمانوں کو گانے بجانے میں انہماک سے روکا ہے، افسوس ہے کہ آج اسی کثرت کے ساتھ اس عظیم معصیت میں ابتلاء عام ہو گیا ہے اب در و دیوار سے گانے بجانے کی آوازیں آتی ہیں کام کرنے والے کاریگر گانوں کے اتنے عادی ہو چکے ہیں کہ بغیر اس آواز کے ان کا دل ہی کام میں نہیں لگتا، گھروں سے قرآن کریم کی آوازوں کے بجائے دن رات میوزک اور ڈیک کی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور پھر اس پر بس نہیں کہ آدمی خود ہی سن کر گناہگار ہو، بلکہ تیز ترین آواز میں اسے بجا کر سارے محلہ والوں کو گناہ گار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے آج ہمارے نوجوانوں کے لیے سب سے زیادہ پسندیدہ چیز ٹیپ ریکارڈر اور گانے بجانے اور فلم کی اسٹوریوں کے کیسٹ ہیں، جنہیں دن رات بجا کر اوقات کو ضائع اور اخلاق و عادات کو تباہ کیا جاتا ہے۔فحاشیوں کا پٹارا، ٹیلی ویژن، وی، سی، آر اور کیبل، ٹی وی کے وسائل عام ہو گئے ہیں ان کے ذریعہ ہمارے کان گناہوں میں پوری طرح ملوث ہو چکے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی گانے والی عورت کی طرف کان لگائے گا قیامت کے دن ایسے لوگوں کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

جس مجلس میں مزامیر، موسیقی، اور دیگر لہو ولعب کی چیزیں اور محرمات کا ارتکاب ہو رہا ہو، ایسی مجلس میں بیٹھنا ہی جائز نہیں اگرچہ اس کی جانب توجہ اور دھیان نہ کیا جائے۔

سود کی لعنت

سود لینا دینا بینک انشورنس کی ملازمت اختیار کرنا یا کسی بھی درجہ میں سود خوروں سے تعاون کرنا سودی اداروں کو فائدہ پہنچانا قرآن وحدیث کی رو سے موجب لعنت ہے، مگر مسلمانوں کا حال دیکھ لیجئے انہیں کتنی پرواہ ہے اس وعید کی؟

اللہ رب العزت کا فرمان ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سود کا جو حصہ بھی رہ گیا ہو اس کو چھوڑ دو اگر تمہارے اندر ایمان ہے، اگر تم سود کو نہیں چھوڑو گے یعنی سود کے معاملات کرتے رہو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔ (سورہ بقرہ)

قرآن کریم میں اس طرح کی سخت وعید کسی اور عمل پر وارد نہیں ہے اس سے سودی آمدنی کے منحوس ہونے کا بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ نیز احادیث شریفہ میں بھی کثرت کے ساتھ سود کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سود کا ایک درہم جسے آدمی جان بوجھ کر کھائے اس کا وبال اور گناہ 36 مرتبہ منہ کالا کرنے سے بدترین جرم ہے۔ (رواہ احمد، الترغیب)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے سود کھانے والے کھلانے والے سودی معاملہ کو لکھنے والے اس کی گواہی دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں۔ (مسلم، مظاہر حق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرماتے ہیں: سود کے

ستر اجزاء ہیں جن میں سب سے ہلکا درجہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے (نعوذ باللہ) منہ کالا کرے۔ (مظاہر حق)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں معراج کی رات میں میرا گزر ایسی جماعت پر ہوا جن کے پیٹ کمروں کے مانند تھے جن میں سانپ ((لوٹ رہے) تھے جو باہر سے نظر آ رہے تھے، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون لوگ ہیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ سود کھانے والے لوگ ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

اسی طرح کی اور روایات بھی ذخیرۂ احادیث میں موجود ہیں جن کو پڑھ کر کسی بھی صاحب ایمان کو ہرگز ہرگز یہ جرات نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اپنی آمدنی میں سود کا ایک لقمہ بھی شامل کرے، لیکن برا ہو مال کی ہوس اور دولت کی حرص کا کہ آج ہم اسلام کا دعوی کرنے کے باوجود سودی کاروبار سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتے اور مال کی کثرت کے شدید شوق میں حلال وحرام کی تمیز ختم کر دیتے ہیں۔

غیبت کرنا اور سننا

غیبت کرنا اور سننا یہ دونوں سخت ترین گناہ ہیں۔ زبان کے ذریعہ سے جو گناہ سے صدور میں آتے ہیں اور جن کے ذریعہ کھلم کھلا اللہ رب العزت کے ساتھ بے شرمی اور بے حیائی کا ثبوت دیا جاتا ہے ان میں ایک گھناؤنا جرم غیبت کا ہے یہ وبا آج چائے کے ہوٹلوں سے لے کر سفید پوش حاملین جبہ ؤ دستار کی مبارک مجلسوں تک پھیلی ہوئی ہے مجلس کی گرمی آج غیبتوں کے دم سے ہوتی ہے۔

اور سلسلہ گفتگو دراز کرنے کے لیے عموماً غیبت ہی کا سہارا لیا جاتا ہے، اب یہ مرض اس قدر عام ہو چکا ہے کہ اس کی برائی اور گناہ ہونے کا احساس تک دل سے نکلتا جارہا ہے یہ صورتحال افسوسناک ہی نہیں اندیشہ ناک بھی ہے۔

غیبت کیا ہے؟

جب غیبت پر کسی کوٹو کا جاتا ہے تو وہ فوراً جواب دیتا ہے کہ کیا ہوا میں تو حقیقت حال بیان کر رہا ہوں، گویا کہ یہ حقیقت بیان کرنا جائز ہے، حالانکہ یہ خام خیالی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کیا تمہیں معلوم ہے غیبت کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے بھائی کے بارے میں ان باتوں کا ذکر کرنا جو اسے ناپسند ہوں (غیبت ہے) ایک شخص نے سوال کیا کہ اگر میرے بھائی کے اندر وہ صفات ہوں جو میں نے کہی ہیں (تو کیا پھر بھی غیبت ہوگی) تو آپ صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ برائی تیرے بھائی میں پائی جائے تبھی تو وہ غیبت ہوگی اور اگر وہ بات اس کے اندر نہ ہو تو تو نے اس پر بہتان باندھا ہے جو غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔

ڈاڑھی منڈانا یا کاٹ کر مٹھی سے کم کرنا قطعی حرام ہے۔ اللہ تبارک وتعالی نے مرد وعورت دو الگ الگ صنفیں بنائی ہیں اور ان میں جہاں اعضاء کی ساخت میں فرق رکھا ہے، وہیں ان کے درمیان امتیاز کی ایک واضح علامت ڈاڑھی کو قرار دیا ہے، قدرتی طور پر مردوں کے چہرے پر داڑھی نکلتی ہے اور عورتوں کے نہیں نکلتی، یہ ایسا واضح فرق ہے جس سے پہلی ہی نظر میں مرد و عورت میں امتیاز ہو جاتا ہے اب جو شخص ڈاڑھی منڈاتا ہے وہ مرد ہونے کے باوجود عورتوں سے مشابہت اختیار کرتا ہے اور اس طرح کی مشابہت پر احادیث میں سخت لعنت وارد ہوئی ہے۔

ڈاڑھی نہ رکھنے کی وعید

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں سے تشبہ کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (بخاری)

ڈاڑھی نہ رکھنے میں ایک تو عورتوں کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ ایک مسلمان مرد کے لیے یہی خرابی کیا کم تھی۔ مزید اس پر حضور صلی اللہ وسلم نے ڈاڑھی نہ رکھنے کو مشرکین اور مجوسیوں کی علامت قرار دیا ہے اور مسلمانوں کو تاکید کے ساتھ ڈاڑھی رکھ کر ان کی مخالفت کا حکم فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب کترواؤ۔ (بخاری شریف)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں چھوڑو مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (مسلم)

افسوس مونچھیں بڑھ رہی ہیں اور ڈاڑھی کا نشان باقی نہیں، لیکن اس کا نقصان کتنا ہے اور کن کن امراض سے سامنا ہوتا ہے اس ضمن میں ایک خصوصی رپورٹ درج ذیل ہے۔ کیول فادر ایک پرتگالی سائنسدان ہے اس کی تحقیق کے مطابق انسانی ہونٹوں میں بڑے حساس اور تیز گلینڈز ہوتے ہیں جس کا بالواسطہ دماغ سے تعلق ہے اور یہی گلینڈز مرد اور عورت کے انفرادی تعلق میں رجحان بڑھاتے ہیں اوپر کے ہونٹ کے گلینڈ میں ایسے ہارمونز پیدا ہوتے ہیں جن کے لئے بیرونی اثرات اور پانی بہت ضروری ہے جب کہ یہ کام اگر مونچھیں ہوں تو نہیں ہوتا کیوں کہ جب مونچھیں نہ ہوں تو اوپر کے ہونٹ پر پانی بھی لگے گا اور بیرونی ہوائی اثرات سے بھی وہ متاثر ہوگا

ورنہ مونچھیں پانی اور ہوا کو روکے رکھتی ہیں اگر ان گلینڈز کو پانی اور ہوا نہ لگے تو اس سے دائمی نزلہ مسوڑوں کا ورم اور اعصابی کھچاؤ پیدا ہو جاتے ہیں، مزید یہ کہ اگر مونچھیں بڑی ہوں تو جراثیم ان میں اٹک جاتے ہیں اور یہی جراثیم اس وقت اندر چلے جاتے ہیں جب ہم غذا کھاتے ہیں۔ نچلے ہونٹ کی کیفیت اوپر کے ہونٹ سے بالکل برعکس ہے اسی لئے اسلام میں مونچھیں ترشوانے اور داڑھی بڑھانے کا حکم ہے (ھائجین اینڈ ہیومن) بہرحال ڈاڑھی منڈانا اور کترانا (جب کہ ایک مشت سے کم ہو) باجماع امت حرام ہے صحابہ وتابعین ائمہ مجتہدین ودیگر اسلاف میں سے کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں۔ اور ڈاڑھی منڈانے اور کترانے والا فاسق اور گناہگار ہے۔

ایک کے عیب دوسروں کو مت بتاؤ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جب تم کسی دوسرے کے اندر کوئی عیب دیکھو تو صرف اسی کو بتاؤ کہ تمہارے اندر یہ عیب ہے دوسروں سے کہتے مت پھرو کہ فلاں کے اندر یہ عیب ہے، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤمن کو آئینہ سے تشبیہ دی ہے اور آئینہ صرف اس شخص کو چہرے کے داغ دھبے بتاتا ہے جو شخص اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے وہ آئینہ دوسروں کو نہیں بتاتا کہ فلاں شخص کے چہرے پر داغ دھبے لگے ہوئے ہیں، لہذا ایک مؤمن کا کام یہ ہے کہ جس کے اندر کوئی برائی یا عیب دیکھے تو صرف اس سے کہے دوسروں سے اس کا تذکرہ نہ کرے کہ فلاں کے اندر یہ عیب اور یہ برائی ہے، کیونکہ اگر دوسروں کو اس کے عیوب کے بارے میں بتاؤ گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کام میں تمہاری نفسانیت شامل ہے پھر وہ دین کا کام نہیں ہوگا اور اگر صرف

اس سے تنہائی میں محبت اور شفقت سے اس کو اس کے عیب پر تنبیہ کرو گے تو یہ اخوت اور ایمان کا تقاضا ہے لیکن اس کو حقیر اور ذلیل سمجھنا کسی حال میں بھی جائز نہیں، اللہ تعالی ہم سب کو سمجھنے و راس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (ارشادات اکابر)

کیا شیطان خواب میں آ کے انسان سے کہہ سکتا ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں؟

صحیح حدیث سے دلالۃً ثابت ہوتا ہے کہ شیطان کسی کے خواب میں آ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ "میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوں"؛ چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر امتی نے نہیں دیکھا، لہٰذا اگر تسلیم کرلیا جائے کہ شیطان اس طرح بول سکتا ہے تو پھر حدیث ("لا يتمثل بي الشيطان" وفی روایة "لا يتخيّل بي الشيطان" شیطان میری شکل میں نہیں آ سکتا) کے کوئی معنی نہیں رہ جاتے، نیز محدثین کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ "جس شخص نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا خواہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معروف حالت میں دیکھا ہو یا کسی دوسری حالت میں اس نے حقیقتاً اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا"۔ (بخاری: رقم الحدیث: 6994)

عورتوں کا تبلیغ میں نکلنا جائز نہیں

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کے خیال میں یہ بات آئی تھی کہ عورتوں کی جماعت بھی پردہ کے ساتھ نکلنی چاہئے، لیکن جب وہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب سے اس سلسلہ میں مشورہ کے لئے گئے تو حضرت مفتی صاحب نے ان کو منع فرمایا، لہٰذا انہوں نے اپنی زندگی میں عورتوں کی جماعت تبلیغ کے لئے نہیں بھیجی۔ اس کے بعد حضرت جی یعنی حضرت مولانا محمد

یوسف کا دَور آیا۔تو کچھ لوگوں نے ان کے سامنےعورتوں کی جماعت نکالنے کی بات رکھی اوراس کےفوائد بیان کئے۔تو حضرت جی نے فرمایا بھائی عورتوں کی جماعت نکالنے میں منفعت کے مقابلہ میں مضرت زیادہ ہے۔اس کے بعد کب سے اورکس طرح سےعورتوں کی جماعت نکلنا شروع ہوئی، مجھےاس کا علم نہیں ہے۔

صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی مثال

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چھوٹے گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے چھوٹی سی چنگاری اور بڑے گناہ کی مثال ایسی ہے جیسے بڑی آگ اور بڑاانگارا۔اب کوئی شخص یہ سوچ کر کہ یہ تو چھوٹی سی چنگاری ہےاور بڑی آگ تو ہےنہیں لاؤمیں اسےاپنے صندوق میں رکھ لیتا ہوں تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ چھوٹی سے چنگاری سارےصندوق اور کپڑوں کو جلا کر راکھ کر دے گی۔(ارشادات اکابر)

اصلاح نفس کیلئے پہلا قدم

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ غصہ ضبط کرنا سلوک وطریقت کا ایک باب عظیم ہے جو آدمی اللہ کے راستے پر چلنا چاہتا ہواوراپنی اصلاح کرنا چاہتا ہواس کے لیے پہلا قدم یہ ہوگا کہ وہ اپنے غصہ کوقابومیں کرنے کی فکر کرے۔(ارشادات اکابر)

یہ گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ؟

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ لوگ بہت اشتیاق سے پوچھتے ہیں کہ فلاں گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے؟اور پوچھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ

اگر صغیرہ ہے تو کرلیں گے اور اگر کبیرہ ہے تو اس کے کرنے میں تھوڑا ڈر اور خوف محسوس ہوگا حضرت فرمایا کرتے تھے کہ صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چنگاری اور ایک بڑا انگارہ آپ نے کسی کو دیکھا کہ ایک چھوٹی سی چنگاری کو صندوق میں رکھ لے اور یہ سوچ کہ یہ تو ایک چھوٹی سی چنگاری ہے کوئی عقلمند انسان ایسا نہیں کرے گا۔

کیونکہ صندوق میں رکھنے کے بعد وہ آگ بن جائے گی اور صندوق کے اندر جتنی چیزیں ہوں گی ان سب کو جلا دے گی اور صندوق کو بھی جلا دے گی اور ہوسکتا ہے کہ وہ پورے گھر کو جلا دے یہی حال گناہ کا ہے گناہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو وہ آگ کی چنگاری ہے اگر تم اپنے اختیار سے ایک گناہ کروگے تو ہوسکتا ہے کہ وہ ایک گناہ تمہاری پوری زندگی کی پونجی خاکستر کردے، اس لیے اس فکر میں مت پڑو کہ چھوٹا ہے یا بڑا، بلکہ یہ دیکھو کہ گناہ ہے یا نہیں، کام ناجائز ہے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے یا نہیں؟ جب یہ معلوم ہوجائے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس پیدا کرکے یہ سوچو کہ یہ گناہ کرکے میں اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھاؤں گا، بہر حال! جب بھی انسان کے دل میں گناہ کا داعیہ پیدا ہو تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے موجود ہونے کا دل میں دھیان کرے۔ اور اس کے ذریعے گناہ کو چھوڑ دے۔ (اصلاحی خطبات جلد ۸)

گناہِ کبیرہ کون کون سے ہیں؟

(۱) حدیث میں اس طرح وارد ہے:

لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ولا یشرب الخمر حین یشربھا وھو مؤمن ولا یسرق السارق حین یسرق وھو مؤمن ولا ینتھب نھبة یرفع الناس إلیه فیھا أبصارھم حین ینتھبھا وھو مؤمن ولا یغل أحدکم حین یغل وھو مؤمن فإیاکم إیاکم متفق علیه۔ (مشکوۃ المصابیح)

ترجمہ: زنا کرنے والا زنا کرتے وقت مومن ہونے کی حالت میں زنا نہیں کرتا، اور چوری کرنے والا چوری کرتے وقت مومن ہونے کی حالت میں چوری نہیں کرتا، اور شراب پینے والا شراب پیتے وقت مومن ہونے کی حالت میں شراب نہیں پیتا اور لوگوں کا مال لوٹنے والا جس وقت مال لوٹتا ہے تو وہ مومن ہونے کی حالت میں نہیں لوٹتا اور تم میں سے کوئی شخص جب خیانت کرتا ہے تو مومن ہونے کی حالت میں خیانت نہیں کرتا، بس تم ان چیزوں سے بچو"۔ (مشکوٰۃ) مطلب یہ ہے کہ آدمی ان گناہوں (زنا، چوری، لوٹ مار، شراب نوشی، خیانت) کے کرنے سے کامل مومن نہیں رہتا۔

(۲) چند گناہ کبیرہ یہ ہیں: زنا، چوری، شراب نوشی، ناحق قتل، رشوت خوری، سود لینا، جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، دھوکہ دہی وغیرہا۔

زبان پر تالا ڈال لو تمہاری اصلاح شروع ہو جائے گی

حضرت علامہ تقی عثمانی مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا: ایک صاحب حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے لیکن کوئی اصلاحی تعلق قائم نہیں کیا تھا بس ویسے ہی ملنے کے لیے آجایا کرتے تھے اور جب باتیں شروع کرتے تو پھر رکنے کا نام نہ لیتے، ایک قصہ بیان کیا ختم ہوا تو دوسرا قصہ سنانا شروع کر دیا، حضرت والد صاحب برداشت کرتے رہتے تھے ایک روز انہوں نے حضرت والد صاحب سے درخواست کی کہ میں آپ سے اصلاحی تعلق قائم کرنا چاہتا ہوں حضرت والد صاحب نے قبول کر لیا اور اجازت دے دی اس کے بعد انہوں نے کہا کہ حضرت مجھے کوئی وظیفہ پڑھنے کے لیے بتا دیں میں کیا پڑھا کروں؟ حضرت والد صاحب

نے فرمایا کہ تمہارا ایک ہی وظیفہ ہے اور وہ یہ کہ اس زبان پر تالا ڈال لو اور یہ زبان جو ہر وقت چلتی رہتی ہے اس کو قابو میں کرو، تمہارے لیے اور کوئی وظیفہ نہیں ہے، چنانچہ انہوں نے جب زبان کو قابو میں کیا تو اس کے ذریعے ان کی اصلاح ہوگئ۔ (اصلاحی خطبات جلد ۲ ص ۱۵۲)

ملک الموت سے مکالمہ

مفتی اعظم حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ایک واقعہ سنا کہ کسی شخص کی ملک الموت سے ملاقات ہوگئی اس شخص نے شکایت کی کہ آپ کا بھی عجیب معاملہ ہے دنیا میں کسی کو پکڑا جاتا ہے تو دنیا کی عدالتوں کا قانون ہے کہ پہلے اس کے پاس نوٹس بھیجتے ہیں کہ تمہارے خلاف یہ مقدمہ قائم ہوگیا ہے تم اس کی جواب دہی کے لیے تیاری کرو، لیکن آپ کا معاملہ بڑا عجیب ہے کہ جب چاہتے ہیں بغیر نوٹس کے آدھمکتے ہیں بیٹھے بٹھائے پہنچ جاتے ہیں اور روح قبض کرلی یہ کیا معاملہ ہے؟ ملک الموت نے جواب دیا کہ میاں میں تو اتنے نوٹس بھیجتا ہوں کہ دنیا میں کوئی اتنے نوٹس نہیں بھیجتا لیکن میں کیا کروں تم میرے نوٹس کا نوٹس نہیں لینے کی پروا نہیں کرتے ارے! جب تمہیں بخار آتا ہے وہ میرا نوٹس ہوتا ہے جب تمہیں کوئی بیماری آتی ہے وہ میرا نوٹس ہوتا ہے جب تمہارے سفید بال آتے ہیں وہ میرا نوٹس ہوتا ہے تمہارے پوتے آتے ہیں وہ میرا نوٹس ہوتا ہے میں تو اتنے نوٹس بھیجتا ہوں کہ کوئی حد وحساب نہیں مگر تم کان ہی نہیں دھرتے، بہرحال! اس لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ قبل اس کے کہ وہ حسرت کا وقت آئے خدا کے لیے اپنے آپ کو سنبھال لو اور اس صحت کے وقت کو اور اس فراغت کے وقت کو کام میں لے آؤ خدا جانے کل کیا عالم پیش آئے؟ (اصلاحی خطبات جلد ۱۹۲۴)

نیکی اور حلال کھانے کی نورانیت

حضرت علامہ تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کئی بار یہ واقعہ سنا کہ دیوبند میں ایک صاحب گھسیارے تھے یعنی گھاس کاٹ کر بازار میں فروخت کرتے اور اس، کے ذریعے اپنا گزر بسر کرتے تھے اور ایک ہفتہ میں ان کی آمدنی چھ پیسے ہوتی تھی اکیلے آدمی تھے اور اس آمدنی کو وہ اس طرح تقسیم کرتے تھے کہ اس میں سے دو پیسے اپنے کھانے وغیرہ پر خرچ کرتے تھے اور دو پیسے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا کرتے تھے اور دو پیسے جمع کیا کرتے تھے اور ایک دو ماہ کے بعد جب کچھ پیسے جمع ہو جاتے تو اس وقت دارالعلوم دیوبند کے جو بڑے بڑے بزرگ اساتذہ تھے ان کی دعوت کیا کرتے تھے اور دعوت میں خشک چاول ابال لیتے اور اس کے ساتھ دال پکا لیتے اور اساتذہ کو کھلا دیتے تھے، میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اس وقت دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمیں پورے مہینے ان صاحب کی دعوت کا انتظار رہتا ہے اس لیے کہ ان صاحب کے خشکے اور دال کی دعوت میں جو نورانیت محسوس ہوتی ہے وہ نورانیت پلاؤ اور بریانی کی بڑی بڑی دعوتوں میں محسوس نہیں ہوتی۔ (اصلاحی خطبات جلد ۵ ۵ ۲۳)

گناہوں کا علاج

حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالی نے ایک حکیم سے کہا کہ مجھے گناہوں کا مرض ہے علاج بتائیے؟ سامنے ایک غریب آدمی لکڑیاں اکٹھی کر رہا تھا، اس نے آواز دی اور کہا آؤ میں تم کو دوا بتاتا ہوں

پھر اس نے کہا: حیا کے پھول، خیر کا پھل، عجز وانکساری کی جڑ غم کی کونپل، سچ کے پتے، ادب کا چھلکا، حسن اخلاق کے بیج، یہ سب چیزیں بے بسی اور ریاضت کے کٹورے میں پیتے رہیں، اشک پشیمانی ساتھ ملاتے رہیں پھر ان سب کو دل کی دیگچی میں ڈال دیں اور شوق کے چولہے پر رکھ دیں، جب پک جائیں تو صفائی قلب کی چھانی سے چھانیں، مٹھاس کے لیے شیریں زبان بھی شامل کردیں اور پھر محبت کی تیز گرمی دیں، جب تیار ہوجائیں تو نیچے اتار کر خوف خدا کی ہوا سے ٹھنڈا کریں اور روزانہ استعمال کریں ان شاء اللہ گناہوں سے شفا ہوگی۔ (خون اخلاق شمارہ ۹۲۰)

گناہ چھوڑنے کیلئے ایک مراقبہ

حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ شرح الصدور میں علامہ سیوطی نے ایک روایت نقل کی ہے برزخ میں زندہ لوگوں کے اعمال ان کے مردہ آباء واجداد اور خاص عزیزوں کو دکھلائے بتلائے جاتے ہیں، اگر آدمی اس کا استحضار ور تصور کرے کہ میں جو کچھ کررہا ہوں وہ میرے باپ یا استاد یا پیر اور دوسرے بڑوں کے سامنے آئیگا وہ کیا کہیں گے یہ تصور انسان کو بہت سی برائیوں اور گناہوں سے روک سکتا ہے۔ (مجالس حکیم الامتؒ)

گنہگار قابل رحم ہیں نہ قابل حقارت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا دوسرے کلام کی کثرت نہ کرو ورنہ اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور قلب قاسی اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہوجاتا ہے لیکن چونکہ یہ قرب اور بعد ایک امر معنوی ہے اس لیے تمہیں اس کا علم بھی نہ ہوگا اور لوگوں کے یعنی اہل ذنوب کے گناہوں کو اس

طرح نہ دیکھو کہ گویا تم ہی خدا ہو، یعنی اس طرح نظر نہ کرو جس کا منشاء کبر تحقیر ہو، اپنے گناہوں کو اس طرح دیکھو کہ گویا تم بندے خطاوار ہو اور یہ اس لئے کہ لوگ مبتلا معاصی بھی ہیں اور اہل عافیت بھی (یعنی اہل طاعت وعافیت بھی) پس تم کو چاہیے کہ اہل بلاء پر رحم کرو اور اپنی عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔ (جمع الفوائد: جلد صفحہ ۲۷۸)

یہ گناہ حقیقت میں آگ ہیں

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس اللہ سرہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جو فرمایا کہ اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ یہ اس طرح کہا جارہا ہے جیسے آگ سامنے نظر آرہی ہے حالانکہ اس وقت کوئی آگ بھڑکتی ہوئی نظر نہیں آرہی ہے بات دراصل یہ ہے کہ یہ جتنے گناہ ہوتے ہوئے نظر آرہے ہیں سب حقیقت میں آگ ہیں چاہے دیکھنے میں یہ گناہ لذیذ اور خوش منظر معلوم ہورہے ہوں، لیکن حقیقت میں یہ سب آگ ہیں اور یہ دنیا جو گناہوں سے بھری ہوئی ہے وہ ان گناہوں کی وجہ سے جہنم بنی ہوئی ہے، لیکن حقیقت میں گناہوں سے مانوس ہوکر ہماری حس مٹ گئی ہے اس لئے گناہوں کی ظلمت اور آگ محسوس نہیں ہوتی، ورنہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ صحیح حس عطا فرماتے ہیں اور ایمان کا نور عطا فرماتے ہیں ان کو یہ گناہ واقعتاً آگ کی شکل میں نظر آتے ہیں یا ظلمت کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ (انمول موتی جلد۱)

گناہ گاروں کو تین چیزوں کی ضرورت ہے

۱۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی معافی کی تاکہ عذاب سے نجات پائیں۔

۲۔ دوسرے پردہ پوشی کی تاکہ رسوائی سے بچیں۔

۳۔ تیسرے عصمت کی تاکہ وہ دوبارہ گناہ میں مبتلا نہ ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اصلی ۳۸۵)

قیامت کے دن نیک لوگوں کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا جائیگا

حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ انسان کو قیامت کے دن نامہ اعمال دیا جائے گا وہ پڑھنا شروع کرے گا تو اس میں اس کی برائیاں درج ہوں گی، جنہیں پڑھ کر یہ کچھ ناامید سا ہونے لگے گا اس وقت اس کی نظر نیچے کی طرف پڑے گی تو اپنی نیکیاں لکھی ہوئی پائے گا جس سے کچھ ڈھارس بندھے گی، اب دوبارہ اوپر کی طرف دیکھے گا تو وہاں کی برائیوں کو بھی بھلائیوں سے بدلا ہوا پائے گا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ خدا کے سامنے آئیں گے جن کے پاس بہت کچھ گناہ ہوں گے، پوچھا گیا وہ کون سے لوگ ہیں؟ آپ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: وہ جن کی برائیوں کو اللہ تعالی بھلائیوں سے بدل دے گا۔ (تفسیر ابن کثیر: ۲۱/۴۰)

اللہ تعالی دلوں کا آپریشن کرتے ہیں

حضرت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس طرح والدین بچے کے دنبل کا اپریشن کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالی قلوب کا آپریشن کرتے ہیں جبکہ دلوں میں غفلت بڑھ جاتی ہے اور گناہوں کی عظمت سے دل پر پردے پڑ جاتے ہیں تو مصیبت اور بلا کے نشتروں سے دلوں کا خراب مادہ نکالا جاتا ہے اوران کی اصلاح کی جاتی ہے پس یہاں بھی بالفعل تکلیف ہے اور وہاں بھی مگر انجام دونوں کا راحت ہے فرق اتنا ہے کہ وہاں راحت قریب ہے کہ پندرہ بیس ہی دن میں دنبل میں نشتر دینے کے بعد صحت ہوجاتی ہے اور یہاں بعید ہے کہ قیامت میں اس کا ظہور ہوگا جبکہ مصائب کا ثواب ملے گا۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

توبہ کا کمال

ایک صاحب نے حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ لکھا کہ گناہ کبیرہ کے

بعد دل پر گھبراہٹ ہو جاتی ہے طبیعت کئی کئی روز تک گھبراتی ہے اور خوب گڑگڑا کر استغفار کرنے سے دل پر شرمندگی چھا جاتی ہے اس کے لئے کیا کروں؟

فرمایا: یہ شرمندگی وخوف فی نفسہ بہت اچھی چیز ہے اور یہ بھی ایک قسم کی توبہ ہے مگر کمال توبہ تو یہ ہے کہ زبان سے بھی تضرع کے ساتھ ہو پس اس رکاوٹ کا مقابلہ تکلف و ہمت سے کیا جاوے اور خواہ کتنی ہی تکلیف ہو مگر رکاوٹ پر عمل نہ کیا جاوے۔ (ملفوظات حکیم الامتؒ)

ایک کفن چور کی سچی توبہ

قشیری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک کفن چور تھا چنانچہ ایک عورت کا انتقال ہوا جب اس کو کفنا کر لوگ قبر تک لے گئے تو کفن چور نے بھی شرکت کی اس کی شرکت کی وجہ یہ تھی کہ قبر کی شناخت کر کے رات میں قبر کھود کر کفن چرانے میں آسانی ہو، جب لوگ دفن کر کے واپس آ گئے اور رات ہوئی تو کفن چور نے قبر کو کھودا، جب لاش نظر آئی تو اچانک عورت بول پڑی "سبحان اللہ ایک بخشا ہوا شخص بخشی ہوئی عورت کا کفن چرا رہا ہے کفن چور چونک پڑا اور کہنے لگا اے عورت! یہ تسلیم ہے کہ تیری مغفرت ہوئی ہے لیکن میں کیسے مغفور ہو گیا۔ عورت نے کہا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمائی اور ان لوگوں کی بھی مغفرت فرمائی جن لوگوں نے مجھ پر نماز جنازہ ادا کی تھی تو بھی نماز جنازہ میں شریک تھا۔ یہ سن کر کفن چور نے ارادہ ترک کر کے مٹی برابر کر دی اور پھر ایسی توبہ کی کہ صالحین کے گروہ میں اس کا شمار ہونے لگا اور لوگوں کی عبرت کے لئے یہ واقعہ خود اس نے اپنی زبان سے لوگوں کو سنایا۔ (رسالہ قشیریہ شمارہ ۱۷)

گناہ سے توبہ کا فائدہ ہر بار ہوگا

انسان کبھی کبھی سوچتا ہے کہ اگر میں توبہ کروں تو کیا فائدہ؟ کیونکہ پھر گناہ کر بیٹھوں گا، میں تو

بہ پر جم نہیں سکتا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی کہے اگر میں نہاؤں گا پھر بھی پسینہ تو آئے گا، لہذا نہانے سے کیا فائدہ؟ تو ہر بندہ اس کو کہے گا کہ بیوقوف! ابھی جو پسینہ ہے، بد بو ہے، ابھی تو نہا کے صاف ہو جا، اگر پھر پسینہ آ گیا تو پھر نہا لینا، اسی طرح اس وقت جو گناہوں کا پسینہ ہمارے قلب و دماغ اور جسم پر آیا ہوا ہے، ہم توبہ کا غسل کر کے اس کو ختم کروالیں، اگر توبہ کے بعد بھی گناہ سرزد ہو گیا تو ہم پھر توبہ کر لیں گے بار بار توبہ کرتے رہیں گے۔ (گناہوں سے کیسے بچیں)

گناہ پر ندامت

ارشاد: مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: صغیر گناہ اللہ پاک نیک کام کرنے سے خود بخود معاف کر دیتے ہیں اور کبیرہ گناہ بغیر توبہ و ندامت اور بغیر چھوڑنے کے عہد کے معاف نہیں ہوتے، پہلے کیے پر ندامت ہو آگے کے لیے عزم کریں اور عملاً اس کے پاس آئندہ نہ جائیں۔ (یادگار باتیں)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کٹا ہوا ہاتھ جوڑ دیا

صاحب قلیوبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک غلام حبشی کو جس نے چوری کی تھی لوگوں نے پیش کیا، حضرت علی نے اس سے فرمایا کہ کیا تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں، چنانچہ آپ نے اس کلمہ کو اس پر تین مرتبہ دہرایا اور وہ کہتا رہا کہ ہاں میں نے چوری کی ہے اس کے بعد آپ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا اور وہ کاٹ لیا گیا، پھر اس نے وہ کٹا ہوا ہاتھ لیا اور باہر نکلا، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اس کو ملے اس سے فرمایا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے اس نے جواب دیا کہ دین کے باز و رسول اللہ کے داماد فاطمہ بتول کے شوہر اور رسول اللہ کے چچازاد بھائی امیر المومنین علی ابن ابی طالب نے اس کو کاٹا ہے۔

حضرت سلمان نے اس سے کہا کہ انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹا اور تو ان کی تعریف کرتا ہے، اس نے کہا کہ ہاں انہوں نے ایک ہاتھ کے بدلے مجھے دردناک عذاب سے نجات دی، اس کے بعد حضرت سلمان نے حضرت علی کو اس کی اطلاع دی پس آپ نے اس غلام حبشی کو بلایا چنانچہ وہ حاضر کیا گیا پھر حضرت علی نے اپنا ہاتھ کٹے ہوئے ہاتھ کی جگہ میں رکھا اور رومال سے اس کو چھپایا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی چنانچہ اللہ کے حکم سے وہ ہاتھ اچھا ہو گیا۔ (انمول موتی جلد ۱)

نیکی رہ جانے کی حسرت بھی بڑی قیمتی ہے

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ لکھا ہے کہ آپ روزانہ تہجد کی نماز کے لیے بیدار ہوا کرتے تھے ایک دن آپ کی آنکھ لگ گئی اور تہجد قضا ہو گئی سارا دن روتے روتے گزار دیا اور توبہ واستغفار کی کہ یا اللہ! آج میری تہجد کا ناغہ ہو گیا اگلی رات جب سوئے تو تہجد کے وقت ایک شخص آیا اور آپ کو تہجد کے لیے بیدار کیا آپ نے بیدار ہو کر دیکھا کہ یہ بیدار کرنے والا شخص کوئی اجنبی معلوم ہوتا ہے آپ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو ابلیس ہے تو تہجد کی نماز کے لیے اٹھانے سے تجھے کیا غرض؟ وہ شیطان کہنے لگا بس آپ اٹھ جائے اور تہجد پڑھ لیجئے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم تو تہجد سے روکنے والے ہو تم اٹھانے والے کیسے بن گئے؟ شیطان نے جواب دیا کہ بات دراصل یہ ہے کہ گزشتہ رات میں نے آپ کو تہجد کے وقت سلا دیا اور آپ کی تہجد کا ناغہ کر دیا لیکن سارا دن آپ تہجد چھوٹنے پر روتے رہے اور استغفار کرتے رہے جس کے نتیجے میں آپ کا درجہ اتنا بلند ہو گیا کہ تہجد پڑھنے سے بھی اتنا بلند نہ ہوتا اس سے اچھا تو یہی تھا کہ آپ تہجد ہی پڑھ لیتے اس لیے آج میں خود آپ کو تہجد کے لیے اٹھانے آیا ہوں تاکہ آپ کا درجہ مزید بلند نہ ہو جائے۔ (ارشادات اکابر)

نہی عن المنکر نہ کرنے والے علماء کی مذمت

قال اللہ تبارک وتعالیٰ: لَوْ لَا یَنْھَاھُمُ الرَّبَّانِیُّونَ وَ الْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِھِمُ الْإِثْمَ وَ أَكْلِھِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ۔ (المائدہ:63)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مشائخ اور علماء گناہوں سے (یعنی جھوٹ بولنے سے) اور حرام مال کھانے سے کیوں منع نہیں کرتے: واقعی ان کی یہ عادت بری ہے کہ اپنا فرض منصبی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ بیٹھے،قوم کو ہلاکت کی طرف جاتا ہوا دیکھتے ہیں اور ان کو نہیں روکتے۔اس آیت کا آخری جملہ بہت ہی قابل غور ہے: لَبِئْسَ مَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ۔

ان علماء ومشائخ کا برائیوں سے نہ روکنا بہت بری حرکت ہے،ان بدکاروں کے اعمال بد سے بھی زیادہ سخت گناہ ہے۔

مفسر قرآن شیخ عمادالدین ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

اس آیت کا حاصل یہ ہوا کہ جس قوم کے لوگ جرائم اور گناہوں میں مبتلا ہوں گے اور ان کے علماء اور مشائخ کو یہ بھی اندازہ ہو کہ ہم روکیں گے تو یہ باز آجائیں گے۔ایسے حالات میں اگر کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے ان جرائم اور گناہوں سے نہیں روکتے تو ان کا جرم اصل مجرموں، بدکاروں کے جرم سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مشائخ اور علماء کے لیے پورے قرآن میں اس آیت سے زیادہ سخت تنبیہ کہیں نہیں۔اور امام تفسیر حضرت ضحاک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ برے علماء اور مشائخ کے لیے یہ آیت سب سے زیادہ خوف ناک ہے۔(تفسیر ابن کثیر وابن جریر)

گناہوں سے روکنے کی کوشش نہ کرنے پر دنیا میں سزا

گناہوں سے روکنے کی کوشش نہ کرنے پر آخرت کی سزا تو الگ رہی، اس کے علاوہ دنیا میں بھی سخت سزا ہوگی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :مامن رجل یکون فی قوم یعمل فیھم بالمعاصی یقدرون علی ان یغیروا ولا یغیرون الا اصابھم اللہ بعقاب من قبل ان یموتوا۔ (ابوداؤد:4339)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی قوم میں ہو اور وہاں گناہ کے کام ہو رہے ہوں وہ گناہ کرنے والوں کو گناہ سے روکنے کی طاقت رکھتا ہو، (پھر بھی) نہ روکے تو اللہ تعالیٰ (گناہ سے روکنے میں غفلت کرنے والوں کو) مرنے سے پہلے عذاب میں مبتلا فرمائے گا۔ (ابوداؤد)

اب دنیا میں آنے والے عذاب عمومی بھی ہوسکتے ہیں، جیسے زلزلہ، طوفان، قحط سالی، خشک سالی، مہنگائی، آپس کے لڑائی جھگڑے، قومیت، وطنیت کے نام پر قتال، ظالم بادشاہوں کا مسلط ہونا وغیرہ۔

اسی طرح خصوصی نوعیت کے مختلف عذاب بھی ہوسکتے ہیں، جیسے ذاتی اور خاندانی دشمنی، اولاد کا نافرمان ہونا، قسم قسم کی نئی نئی بیماریاں، بھوک، افلاس، تنگ دستی، وغیرہ یہ سب اجتماعی انفرادی گناہوں کا وبال ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ** ۔ (شوریٰ:30)

اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچ جائے سو وہ تمہارے اپنے اعمال کی وجہ سے ہے، اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔

موت اور آخرت کا تصور کرنے کا طریقہ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں کہ دن میں کوئی وقت تنہائی کا نکالو پھر اس وقت میں ذرا سا اس بات کا تصور کیا کرو کہ میرا آخری وقت آ گیا ہے، فرشتہ روح قبض کرنے کیلئے پہنچ گیا، اس نے میری روح قبض کر لی، میرے عزیز و اقارب نے میرے غسل اور کفن دفن کا انتظام شروع کر دیا، بالآخر مجھے غسل دے کر کفن پہنا کر اٹھا کر قبرستان لے گئے، نماز جنازہ پڑھ کر مجھے ایک قبر میں رکھا، پھر اس قبر کو بند کر دیا اور اوپر سے منوں مٹی ڈال کر وہاں سے رخصت ہو گئے، اب میں اندھیری قبر میں تنہا ہوں اتنے میں سوال و جواب کیلئے فرشتے آ گئے وہ مجھ سے سوال و جواب کر رہے ہیں۔

اس کے بعد آخرت کا تصور کرو کہ مجھے دوبارہ قبر سے اٹھایا گیا اب میدان حشر قائم ہے، تمام انسان میدان حشر کے اندر جمع ہیں وہاں شدید گرمی لگ رہی ہے، پسینہ بہہ رہا ہے، سورج بالکل قریب ہے، ہر شخص پریشانی کے عالم میں ہے اور لوگ جا کر انبیاء علیہم السلام سے سفارش کرا رہے ہیں کہ اللہ تعالی سے درخواست کریں کہ حساب و کتاب شروع کیا جائے، پھر اسی طرح حساب و کتاب پل صراط اور جنت اور جہنم کا تصور کرے روزانہ فجر کی نماز کے بعد تلاوت مناجات مقبول اور اپنے ذکر و اذکار سے فارغ ہونے کے بعد تھوڑا سا تصور کرلیا کرو کہ یہ وقت آنے والا ہے اور کچھ پتہ نہیں کب آ جائے کیا پتہ آج ہی آ جائے یہ تصور کرنے کے بعد یہ دعا کرو کہ یا اللہ! میں دنیا کے کاروبار اور کام کاج کیلئے نکل رہا ہوں کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسا کام کر گزروں جو میری آخرت کے اعتبار سے میرے لئے ہلاکت کا باعث ہو، روزانہ یہ تصور کرلیا کرو جب

ایک مرتبہ موت کا دھیان اور تصور دل میں بیٹھ جائے گا تو ان شاء اللہ اپنی اصلاح کرنے کی طرف توجہ اور فکر ہو جائے گی۔ (جلد ص ۲۷۶)

بدنگاہی سے بچنے کی کوشش کریں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ۔ (سورہ نور: ۳۰)

آیت مذکورہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو آنکھ کی ایک بیماری (بدنگاہی) سے بچا کر اپنی دی ہوئی نعمت (آنکھ) کی قدر کرنے پر جنت میں جانے کا راستہ آسان فرما دیا ہے۔ اللہ کی عطاء کردہ نعمتوں میں سے آنکھ ہمارے لئے ایک انمول تحفہ ہے اور ایسا تحفہ ہے جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا، اس نعمت کی قدر و قیمت وہی شخص بیان کر سکتا ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی اس نعمت (آنکھ) سے محروم کر دیا ہو، اور یہ محرومی چاہے قدرتی طور پر ہو، یا بعد میں اس نعمت عظمیٰ کے خراب ہونے کی وجہ سے ہو، اگر یہ شخص دولت وثروت (مال) کے بل بوتے پر اس نعمت کو حاصل کرنا چاہے اور دنیا کے تمام ماہرین ودانشوران سب کے سب مل کر روشنی واپس لانا چاہیں تو ہرگز واپس نہیں لا سکتے اور کل کائنات مل کر اللہ کی اس ادنی سی مخلوق کی اس مشین (آنکھ) کو تیار کرنا چاہیں تو ہرگز نہیں بنا سکتے، کیونکہ خدائی مشین دنیاوی کارخانوں میں تیار نہیں ہوا کرتی۔

آنکھ اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے اس نعمت وہبی کے ذریعہ بندہ اپنے حقیقی مولا سے قرب وبعد حاصل کر سکتا ہے، نگاہ کا صحیح استعمال اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے، کیونکہ آیت بالا سے معلوم ہوا کہ خداوند قدوس کا حکم ہے کہ انسان اپنی نگاہ کو نیچی رکھے، اس حکم کے بعد آگے اس کا نتیجہ بھی

ارشاد فرمایا کہ نگاہ کو نیچا رکھنے کی وجہ سے آپ کی شرمگاہوں کی بھی حفاظت ہوگی اور عفت او ر پاکدامنی بھی نصیب ہوگی۔

نگاہ کے بارے میں آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''النظر سھم مسموم من سھام ابلیس'' نگاہ شیطان کے تیروں میں سے زہرآلود (زہریلا) ایک خطرناک تیر ہے جو ابلیس کی کمان سے نکل رہا ہے۔ اگر ہم نے اس تیر کا مقابلہ نہ کیا اور خواہش نفس پر زندگی گذارتے رہے تو وہ وقت دور نہیں کہ بدنگاہی کے اس سنگین جرم کی وجہ سے ہمارے تمام اعمال ضائع ہوجائیں اور اس بدن کو جہنم کی آگ دیکھنی پڑے۔ انسان کی بدنگاہی اعمال حسنہ (نیک عمل) کو ایسے ہی ضائع کرتی ہے جیسا کہ ایک استرہ بالوں کو صاف کردیتا ہے اس لئے کہ انسان کے باطن کو خراب کرنے میں جتنا دخل اس کی بدنگاہی کا ہے شاید کسی اور عمل کا نہ ہو۔

مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جسمیں بدنگاہی کو آنکھ کا زنا قرار دیا ہے، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سننے کے بعد بھی ہماری نگاہ غلط استعمال ہوتی ہے، یا نامناسب جگہ پر پڑتی ہے، یا مکروہ چیزوں کو دیکھتی ہے اور اس کا استعمال رب کی مرضی اور رسول کے طریقے کے خلاف ہوتا ہے تو پھر اس کا وبال بھی بہت سخت ہے، اور اللہ کے عذاب کے پکڑنے کا اندیشہ ہے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ۔ بیشک آپ کے رب کی پکڑ بہت سخت ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ اپنی نگاہ کا استعمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم کا یہ حال تھا کہ اگر آپ کی نگاہ کسی مکروہ چیز پر پڑتی تو فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے کراہت کے آثار ظاہر ہوجاتے تھے۔

خودکشی کی مذمت

مذہب اسلام میں انسانی جان کی قدر و قیمت کس قدر ہے اور اس کی حفاظت کی تاکید کتنی سخت ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ دوسرے کی جان تو دوسرے کی جان اپنی جان کا بھی کسی کو خود مختار نہیں بنایا گیا ہے کہ وہ اپنی جان کے ساتھ جب چاہے اور جیسے چاہے من مانی تصرف کرے اور اس کی پرواہ نہ کرے، بلکہ شریعت مطہرہ نے اپنے ماننے والوں کو اس کا مکلف بنایا ہے کہ وہ اپنی جان کی صحیح دیکھ ریکھ کرے، اس کی مکمل حفاظت کرے اور اسے ضائع ہونے سے بچائے رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ۔

تم اپنے آپ کو ہلاکت و بربادی میں نہ ڈالو"۔ (بقرہ:۱۹۵)

خودکشی کرکے اپنی جان کی ناقدری وضائع کرنے والے سے پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت نفرت کی ہے ارشاد فرمایا: "جس نے گلا گھونٹ کر اپنی جان گنوادی وہ جہنم میں بھی اپنا گلا گھونٹے گا اور جو نیزہ (ہتھیار) سے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کرے گا وہ جہنم کی آگ میں بھی اپنے آپ کو نیزہ سے مارے گا"۔ (بخاری)

اور صحیح بخاری و مسلم کی ایک حدیث قدسی میں ایک خودکشی کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا (حرمت علیه الجنة) "میں نے اس پر جنت حرام کردی ہے"۔

جھوٹ کا منافقوں کی خصلتوں میں سے ہونا

جھوٹ کی شدید خرابی اور قباحت پر دلالت کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ یہ منافقوں کی خصلتوں میں سے ایک خصلت اور ان کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور

انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

(متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، رقم الحدیث ۳۳، ۱/۸۹)

''منافق کی نشانیاں تین ہیں: جب بات کرے، تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے، تو خلاف ورزی کرے، اور جب [اس کے ہاں] امانت رکھی جائے، تو خیانت کرے۔''

امام مسلم کی روایت میں ہے: ''وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى، وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ۔

(المرجع السابق، رقم الحدیث ۱۰۹ (۵۹)، ۱/۷۸)

''اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور دعویٰ کرے، کہ وہ مسلمان ہے۔''

ملا علی قاری نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وہ یعنی جھوٹ بولنا۔

(مرقاۃ المفاتیح ۱/۲۲۵۔۲۲۶ باختصار)

علامہ رحمہ اللہ تعالیٰ شرح حدیث میں مزید لکھتے ہیں:

اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے: دونوں روزے اور نماز کا ذکر بات کی پختگی اور استیعاب کے لیے ہے۔ مقصود یہ ہے، کہ اگرچہ وہ روزہ، نماز وغیرہ کی مسلمانوں والی عبادات ادا کرے اور کامل مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱/۲۲۶۔)

علامہ غزالی نے ان تین علامات کے ذکر کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: ''صرف انہی تین علامتوں کے ذکر کرنے کی حکمت یہ ہے، کہ یہ دیگر بُری خصلتوں] کی نشان دہی کرتی ہیں، کیونکہ دین کی اساس تین چیزوں پر ہے: قول، عمل اور نیت۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ کے ذریعے قول کی خرابی، خیانت کے ذریعے

عمل کی خرابی اور وعدہ کی خلاف ورزی کے ذریعے نیت کی خرابی کی نشان دہی فرمائی ہے۔

(احیاء علوم الدین ۳/ ۱۳۴)

اسی بات کی ایک اور حکمت بیان کرتے ہوئے علامہ طیبی رقم طراز ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ان تینوں خصلتوں کا خصوصی طور پر ذکر اس لیے فرمایا ہے، کہ جس اختلاف پر نفاق کی بنیاد ہے، یہ تینوں اس کو سموئے ہوئے ہیں: [اور وہ ہے] ظاہر و باطن کا اختلاف، تو جھوٹ حقیقت کے خلاف خبر دینا ہے، امانت کا حق یہ ہے، کہ حق والوں کو ادا کی جائے، لیکن خیانت اس کے اُلٹ ہے اور وعدہ خلافی کا معاملہ تو واضح ہے، اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا: (أَخْلَفَ) یعنی خلاف ورزی کی۔'' (شرح الطیبی ۲/ ۵۰۸)

امام نووی نے حدیث شریف کے معنی بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے: ''اس کا صحیح معنی یہ ہے، کہ یہ خصلتیں منافقوں کی خصلتیں ہیں، اور ان کا حامل ان خصلتوں کے اعتبار سے منافقین کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اور ان کے اخلاق کے ساتھ متصف ہے، کیونکہ نفاق باطن کے برعکس ''ظاہر کرنا'' ہے اور ان خصلتوں کے حامل شخص میں یہ معنی موجود ہے۔'' (شرح النووي ۲/ ۴۷)

علاوہ ازیں بعض علمائے اُمت نے بیان کیا ہے، کہ نفاق کی اساس اور بنیاد جھوٹ ہے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں: کہا جاتا تھا: ظاہر و باطن، قول و عمل اور داخلی اور خارجی صورتِ حال کا باہمی اختلاف نفاق سے ہے، اور وہ اساس جس پر نفاق کی عمارت قائم ہے، وہ جھوٹ ہے۔'' (احیاء علوم الدین ۳/ ۱۳۴۔)

سودخوری کی وجہ سے مسلمان آج ذلیل وتباہ ہو رہا ہے

احادیث کی صراحت کے مطابق کسی قوم، خطے اور معاشرے پر اجتماعی آفت و عذاب کے آنے کا ایک بنیادی سبب سودی کاروبار اور سودی لین دین کا عام چلن ہے۔

شریعت نے حرام کاموں اور گناہوں کی جو تفصیل بتائی ہے، اس میں سود کا گناہ سرِ فہرست ہے، قرآن وحدیث میں سود کی شناعت وقباحت کے تعلق سے ایسے ایسے الفاظ بیان ہوئے ہیں جو لرزہ طاری کردیتے ہیں۔

سورۃ البقرہ میں سود کی حرمت اور اس سے اجتناب کے حکم کے بعد ارشاد فرمایا گیا:

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه۔ (البقرہ/۲۷۹)

ترجمہ: اگر تم سود کا کاروبار نہیں چھوڑوگے تو تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔

غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے شرک کے بعد بڑے سے بڑے گناہ کے بارے میں بھی اتنے سخت الفاظ اور اتنا سخت لب ولہجہ استعمال نہیں کیا، جتنا سخت لب ولہجہ ولفظ سود کے بارے میں استعمال کیا ہے، "اعلانِ جنگ" کے الفاظ انتہائی سخت وعید اور بدترین شناعت کے اظہار کے لیے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص امام مالک بن انس کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: میں نے شراب کا ایک ایسا رسیا اور نشہ میں چور شخص دیکھا جو چاند کو پکڑنے کی کوشش کررہا تھا، اس پر میں نے کہا: اگر انسان کے پیٹ میں شراب سے بھی بدتر کوئی چیز اترنے والی ہو تو میری بیوی کو طلاق، آپ نے فرمایا: ابھی لوٹ جاؤ کہ میں تمہارے مسئلہ میں غور کرلوں، وہ دوسرے دن آیا تو بھی فرمایا: ابھی لوٹ جاؤ کہ میں تمہارے مسئلہ میں غور کرلوں، وہ تیسرے دن آیا تو فرمایا: تمہاری بیوی کو طلاق پڑگئی، اس لیے کہ میں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں انتہائی غور وتدبر کیا؛ مگر سود سے بدتر کوئی چیز نظر نہ آئی؛ اس لیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن: ۳/ ۳۶۴)

سود کھاؤ گے تو تمہارے گھر میں برکت نہیں ہوگی

سود کی بے برکتی اور نحوست کے وبال کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرۡبِي الصَّدَقَاتِ۔ (البقرہ/۲۷۶)

ترجمہ: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

سود اور صدقہ کی حقیقت، نتائج، اغراض اور کیفیات سب متضاد ہوتے ہیں، صدقہ میں اپنا مال بلا معاوضہ دوسرے کو دیا جاتا ہے اور سود میں دوسرے کا مال بلا مالی معاوضہ کے لیا جاتا ہے، صدقہ کی غرض رضائے الٰہی اور ثواب آخرت ہوتی ہے؛ جب کہ سود کی غرض اللہ کے غضب سے نڈر ہوکر اپنی موجودہ دولت میں ناجائز اضافے کی ہوس ہوتی ہے، نتیجہ کا فرق قرآن کی اسی آیت نے بتادیا کہ اللہ سود سے حاصل ہونے والے مال کی برکت وخیر مٹادیتے ہیں؛ جب کہ صدقہ کرنے والے کے مال کو اور اس کی برکت کو بڑھادیتے ہیں، کیفیات کا فرق یہ ہوتا ہے کہ صدقہ دینے والے کو متنوع اعمال خیر کی توفیق عطا ہوتی ہے اور سود خور بالعموم محرومی میں مبتلا کردیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا: **اَلرِّبَا وَاِنۡ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَه تَصِيۡرُ اِلٰى قِلٍّ۔**

(ابن ماجہ/ ۱۶۵، المستدرک: ۲/ ۳۷)

ترجمہ: سود کا مال اگرچہ بڑھ جائے؛ مگر اس کا انجام ہمیشہ بے برکتی اور کمی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

سود خور کے مال میں سود کی وجہ سے بہ ظاہر کتنا ہی اضافہ کیوں نہ نظر آتا ہو لیکن:

(۱) سود خور کے مال میں برکت نہیں ہوتی۔

(۲) ایسے مال میں عام طور سے آفتیں لاحق ہوتی ہیں، ناجائز مصارف میں خرچ ہوجاتا ہے یا کسی ناگہانی آفت وحادثے کی نذر ہوجاتا ہے۔

(۳) سودخور مال کے اصل فوائد یعنی عزت وراحت سے محروم رہتا ہے، اسے اسباب راحت چاہے جس قدر حاصل ہوجائیں، حقیقی راحت واطمینان وسکون کی کیفیات حاصل نہیں ہوتیں، پھر اس کی طبیعت میں سودخوری کی وجہ سے شقاوت، تنگ دلی، بزدلی، مجنونانہ حرص وہوس اور دناءت اور بے رحمی کے جراثیم جڑ پکڑ لیتے ہیں، جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ دوسروں کے دلوں میں اس کی کوئی قدرومنزلت اور عزت ومقام باقی نہیں رہ جاتا۔

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔

(آل عمران/ ۱۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔

اس آیت میں زمانۂ جاہلیت میں مروج سود کی ایک خاص صورت کا ذکر بہ طور مثال ہے، ورنہ سود کی حرمت کا حکم عام ہے، وہ کئی گنا بڑھا چڑھا کر ہو یا نہ ہو۔

سود کی حرمت وشناعت کے تعلق سے احادیثِ نبویہ میں بہت مواد موجود ہے، بخاری ومسلم کی ایک روایت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سات ہلاک وبرباد کرنے والی چیزوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے اور ان سات چیزوں میں شرک، جادو، قتل ناحق، میدان جنگ سے فرار ہونا، تہمت طرازی، یتیم کا مال ناحق کھانے کے ساتھ سودخوری کا ذکر صریح الفاظ میں آیا ہے۔ (بخاری: ۱/ ۳۸۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں:

لَعَنَ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰکلَ الرِّبَا وَمُؤْکِلَہ وَکَاتِبَہ وَشَاھِدَیْہِ، وَقَالَ: ھُمْ سَوَاءٌ۔ (مسلم:۲/۲۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سود کی تحریر لکھنے والے، اور سود پر گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا: یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہیں کریں گے اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں کا ذائقہ چکھائیں گے: (۱) عادی شرابی (۲) سود کھانے والا (۳) ناحق یتیم کا مال اڑانے والا (۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ (المستدرک:۲/۳۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نبوی میں سخت وعید آئی ہے:

الربا ثلاث وسبعون بابا، أیسرھا مثل أن ینکح الرجل أمّہ۔ (المستدرک:۲/۳۷)

سود کے وبال تہتر قسم کے ہیں، ان خرابیوں میں سے ادنیٰ اور کمتر قسم ایسی ہے، جیسے کوئی شخص (معاذ اللہ) اپنی ماں کے ساتھ منھ کالا کرے۔

حضرت عبداللہ بن سلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

الدرھم یصیبہ الرجل من الربا أعظم عند اللہ من ثلاثۃ وثلاثین زنیۃ یزنیھا فی الاسلام۔ (أیضًا)

ایک درہم کوئی سود سے حاصل کرے، اللہ کے نزدیک مسلمان ہونے کے باوجود ۳۳ بار زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید جرم ہے۔

دوسری روایت میں وارد ہوا:

الربا اثنان وسبعون حوبا، اصغرها حوبا کمن أتیٰ امه فی الاسلام، ودرهم من الربا أشد من بضع وثلاثین زنیة۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۴/ ۳۹۲)

سود کے بہتر گناہ ہیں، ان میں سب سے چھوٹا گناہ اس شخص کے گناہ کے برابر ہے، جو مسلمان ہوکر اپنی ماں سے زنا کرے اور ایک درہم سود کا گناہ کچھ اوپر ۳۰ زنا سے زیادہ بدتر ہے۔

حضرت حنظلہ (شہید اسلام، جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا) کے صاحبزادے حضرت عبداللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

درهم ربا یأکله الرجل وهو یعلم أشد من ستة وثلاثین زنیة۔

(مسند احمد: ۵/ ۶۹، مجمع الزوائد: ۴/ ۱۱۷)

سود کا ایک درہم جسے کوئی جانتے ہوئے استعمال کرلے ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید جرم ہے۔

حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شبِ معراج میں جب ہم ساتویں آسمان پر پہونچے تو میں نے اوپر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اچانک گرج، بجلی اور کڑک محسوس کی، پھر ایک ایسی قوم پر میرا گزر ہوا جن کے پیٹ بڑے بڑے مکانوں جیسے تھے، جن میں سانپ بھرے ہوئے تھے، جو باہر صاف طور سے نظر آرہے تھے، میں نے جبرئیل سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ سودخور لوگ ہیں۔

(ابن ماجہ: ۱۶۴، مسند احمد: ۲/ ۲۵۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

ما ظاهر فی قوم الزنا والربا الا أحلوا بأنفسهم عذاب الله۔ (مجمع الزوائد: ۴/ ۱۱۸)

جس قوم میں زنا اور سود پھیل گیا انھوں نے یقیناً اللہ کا عذاب اپنے اوپر اتار لیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

اذاأراد اللّٰہ بقوم ھلاکا فشافیھم الربا۔ (مسند الفردوس الدیلمی: ۲/ ۲۱۳)

جب اللہ کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو ان میں سود پھیل جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ایک حدیث میں انتہائی چشم کشا حقیقت کا بیان ہے:

لیأتین علی الناس زمان لا یبقیٰ منھم أحد الا أکل الربا، فمن لم یأکل أصابہ من غبارہ۔ (ابن ماجہ)

ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا کہ کوئی بھی سود سے نہ بچ سکے گا اور کوئی شخص سود خوری سے بچ بھی گیا تو بھی سود کے دھویں اور غبار سے نہیں بچ سکے گا۔

مذکورہ احادیث اور بہ طور خاص اس حدیث کے تناظر میں ہم اگر موجودہ صورتِ حال کا تجزیہ کریں تو واضح ہوتا ہے کہ محتاط اندازے کے مطابق اٹھانوے فیصد افراد سود کی لعنت میں گرفتار ہیں، پورا تجارتی نظام سود پر منحصر ہو چکا ہے، دو فی صد باتوفیق بندے ایسے ہیں جو سود خوری سے بچے ہوئے ہیں؛ لیکن سودی نظام کی زنجیر نے عالمی معیشت وتجارت کو اس طرح جکڑ رکھا ہے اور سماج میں سود اس طرح سرایت کر گیا ہے کہ ان باتوفیق اور حلال کاروبار کرنے والوں کا حلال مال بھی پورے طور پر سود کے دھویں اور غبار سے محفوظ اور بچا ہوا نہیں رہ جاتا۔

اب جب کہ دنیا سودی لعنت میں جکڑے ہوئے تجارتی ومعاشی نظام کا تجربہ کر چکی ہے اور اس کے اخلاقی، روحانی، تمدنی، اجتماعی اور معاشرتی نقصانات کا سامنا بھی کر چکی ہے اور اس کے نتیجہ میں بار بار مختلف شکلوں میں آنے والے قہرِ الٰہی سے بھی دوچار ہو چکی ہے، دنیا کے لیے سود سے بالکل

پاک اسلامی نظام معیشت (جو تمام انسانی طبقات کے لیے سراپا رحمت وخیر ہی ہے) کو اپنانے کے سوا کوئی اور متبادل اور چارۂ کار باقی نہیں بچا ہے۔

سب سے بڑا سود یہ بھی ہے کہ کوئی کسی مسلمان کی آبرو پر ناحق دست درازی کرے۔

مزید ارشاد ہوا: ان أربیٰ الربا عرض الرجل المسلم۔ (المستدرک:۲/۳۷)

بلاشبہ بدترین سود کسی مسلمان کی آبروریزی ہے۔

واضح ہو کہ کسی مسلمان کی عزت وآبرو سے کھلواڑ، بے جا تہمت طرازی، ناحق دست درازی اسی سود کا ایک حصہ ہے جس کو ماں کے ساتھ زنا سے بدتر اور خدا کے غضب وعذاب کا موجب بتایا گیا ہے۔

زکوۃ کے تعلق سے عمومی کوتاہی اور اس کے نقصانات

اسلام کے ارکان میں نماز کے بعد دوسرا مقام "زکوۃ" کو حاصل ہے، قرآن مجید میں اکثر مقامات پر نماز کے ساتھ زکوۃ کا، ذکر اور تاکید موجود ہے، یہ وہ فریضہ ہے جسے اسلام میں ستون وبنیاد کا درجہ دیا گیا ہے، کسی انسان کے صاحبِ ایمان ہونے کی شناخت کے لیے جو معیار قرآن نے طے کیا ہے، اس میں توحید ورسالت کے اقرار اور نماز کے بعد زکوٰۃ ہی کا ذکر ہے۔ (التوبہ/۱۱)

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کے لیے جو شرطیں متعین فرمائی ہیں، ان میں بھی زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ (الحج/۴۱)

جو لوگ اس فرض کو ادا نہیں کرتے، ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب کی دھمکی قرآن وحدیث میں موجود ہے، دنیا میں بھی اس جرم کی نقد سزا کے طور پر بے برکتی، مال کا غلط مصارف میں ضیاع اور نقصان جیسی آفات مسلط کر دی جاتی ہیں۔

ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

”زکوٰۃ وصدقات کی برکت سے مال کا بڑھنا اوران کے روکنے کی نحوست سے مال کا گھٹنا ایک ایسی روشن حقیقت ہے جس سے کسی منصف مزاج کافر کو بھی مجال انکار نہیں؛ مگر افسوس رنگ و بو کی ظلمت نے آج کے مسلمان کی نظر سے اس روشن اور چمکتی حقیقت کو بھی اوجھل کر دیا، اس مسلمان معاشرے میں کتنے مسلمان ہیں جو فریضۂ زکوٰۃ کے تارک ہیں، انھیں اپنے مال کا چالیسواں حصہ نکالنا گوارہ نہیں؛ مگر دوسری طرف یہ گوارہ ہے کہ امراض ناگہانی آفات وحوادث یا ناجائز مصارف میں اس سے بھی دس گنا زائد مال نکل جائے۔

ذیل میں ایک دشمن اسلام انگریز کا واقعہ درج کیا جارہا ہے، شاید کسی غافل مسلمان کی چشم عبرت واہو۔

حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

”میں نے اپنے بچپن میں اپنے والد صاحب سے اور دوسرے کئی لوگوں سے بھی یہ قصہ سنا کہ ضلع سہارنپور میں قصبہ بیہٹ سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں، جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے اوران کے مسلمان ملازم کام کیا کرتے تھے اور وہ انگریز دہلی کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے، کبھی کبھی معائنہ کے طور پر آکر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے، ایک مرتبہ اس جنگل میں آگ لگی جو کبھی کبھی مختلف وجوہ سے لگتی رہتی تھی اور وہاں کے باغات وجنگلات کو جلادیتی تھی، ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی اور قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں، ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا اور جا کر واقعہ سنایا کہ حضور سب کوٹھیاں جل گئیں، آپ کی بھی جل گئی، وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا، نہایت اطمینان سے لکھتا رہا، اس نے

التفات بھی نہیں کیا، ملازم نے دوبارہ زور سے کہا کہ حضور سب جل گیا، اس نے دوسری دفعہ بھی لاپرواہی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکری سے لکھتا رہا، ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا کہ میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں؛ اس لیے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا، وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر بھی نہیں کی، وہ انگریز کی اس لاپرواہی سے جواب سن کر واپس آ گیا، آ کر دیکھا تو واقعی سب کوٹھیاں جل چکی تھیں؛ مگر انگریز کی کوٹھی باقی تھی۔

فائدہ: اللہ کی شان کہ اسلامی احکام پر عمل کر کے غیر مسلم تو فائدہ اٹھائیں اور ہم لوگ زکوٰۃ ادا نہ کر کے اپنے مالوں کو نقصان پہنچائیں، کہیں چوری ہو جائے، کہیں ڈاکہ پڑ جائے، کہیں کوئی آفت مسلط ہو جائے۔ (سود خور سے اللہ اور اس کے رسول کا اعلان جنگ/ ۱۲-۱۳، بحوالہ آپ بیتی: ۲/ ۸۸)

اس سے آگے بڑھ کر دیکھا جائے، اگر اجتماعی طور پر کسی معاشرے یا خطے میں زکوٰۃ کا اہتمام ختم ہونے لگتا ہے، لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں، یا پائی پائی کے مطلوب حساب کے بجائے تخمینی طور پر زکوٰۃ ادا کر دیتے ہیں، تو ان کوتاہیوں کا وبال اجتماعی وبال و آفت (مثلاً قحط سالی و دیگر حادثات) کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، آج یہی صورتِ حال سامنے ہے، احادیث کی صراحت کے مطابق ایک دور ایسا آئے گا کہ زکوٰۃ کو تاوان اور بوجھ سمجھا جائے گا، آج کا منظر نامہ اس کی تصدیق کرتا ہے۔

ہمیں زکوٰۃ کے تعلق سے عمومی کوتاہی کے اس پہلو کو ضرور پیشِ نظر رکھ کر اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور پوری ملت کا یہ مجموعی مزاج بننا چاہیے کہ ہر صاحبِ نصاب شریعت کے اصول کے مطابق مکمل حساب کے بعد زکوٰۃ کی رقم نکالے اور واقعی مستحقین تک اسے پہنچائے۔

حاصل یہ ہے کہ اجتماعی عذاب کا باعث بننے والی مذکورہ تینوں چیزوں: (۱) سود خوری

کی وبائے عام، (۲) بدکاری اور بے حیائی کا سیلاب بلاخیز، (۳) زکوٰۃ کے تعلق سے عمومی کوتاہی سے امت کا ہر فرد بہ صدق قلب تائب ہو اور مستقبل میں کبھی ان لعنتوں کے قریب نہ جانے کا پختہ عہد کرے، قرآنی بیان کے مطابق اللہ کی رحمت اور آفتوں سے حفاظت نیکوکاروں ہی کے قریب ہوتی ہے۔

خبردار بے حیائی کا سیلابِ بلاخیز آچکا ہے

بے حیائی، بے پردگی اور بدکاری کی لعنت اللہ کے قہر وعذاب کو دعوت دیتی ہے، شریعت نے حیا اور پردے کا انتہائی معقول نظام انسانیت کو دیا ہے اور ہر وہ سوراخ بند کر دیا ہے، جہاں سے بے حیائی کے جرثومے ابھر کر آسکتے ہوں، قرآن نے زنا کو صاف الفاظ میں بے حیائی کا عمل، ناپسندیدہ اور براچلن بتا کر اس کے قبح شرعی، قبح عقلی اور قبح عرفی کا ذکر کیا ہے۔ (النساء/ ۲۲)

اور اسے بے حیائی کا کام اور بری راہ قرار دے کر اس کے قریب تک جانے سے منع کر دیا ہے۔ (الاسراء/ ۳۲)

اس طرح بے حیائی، بے پردگی اور فحاشی کے تمام قولی، فعلی، تقریری وتحریری، لباسی وتصویری مظاہروں پر کڑی بندش عائد کر دی ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں فحاشی کا جو سیلاب بلاخیز آیا اور چھایا ہوا ہے، وہ قربِ قیامت کی علامت ہے جس کی پیش گوئی احادیث میں جا بجا فرمائی گئی ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ایسی عورتیں کثرت سے ہوں گی جو بہ ظاہر لباس میں ہوں گی؛ مگر لباس اتنا باریک ہوگا اور اس سے جسمانی خدوخال اس درجہ نمایاں ہوں گے کہ درحقیقت وہ برہنہ ہوں گی، وہ خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی اور مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی، ایسی عورتیں جنت کی خوشبو سے بھی مرحوم کر دی جائیں گی۔ (مسلم/ ۳۹۷۱)

بے حیائی کے اس طوفان کے تین اسباب بالکل نمایاں ہیں:

(۱) نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی میں بے انتہا تاخیر (اس کے اسباب کچھ بھی ہوں)۔

(۲) مخلوط نظامِ تعلیم ومعاشرت۔

(۳) موبائل اور ٹی وی اور نیٹ کے ذریعہ فحاشی کا فروغ۔

زنا اور عریانیت میں مبتلا سماج پر احادیث کے مطابق عذابِ الٰہی اور امراض وآفات کا نزول ہوکر رہتا ہے، ان آفات سے حفاظت کی تدبیر صرف یہ ہے کہ ملت کا ہر فرد خود بھی عفت مآب بنے اور اپنے گھر، خاندان اور سماج کو بے حیائی اور بے حجابی کی لعنت سے پاک کرنے کی مہم میں لگ جائے۔

جھوٹا اور کذاب کے لیے شدید اور طویل عذاب

جھوٹ کی سنگینی کے دلائل میں سے ایک یہ ہے، کہ کذاب کے لیے شدید اور طویل عذاب ہے۔ امام بخاری نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

رَأَيْتُ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِي قَالَا: الَّذِيْ رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ، يَكْذِبُ بِالْكَذْبَةِ تُحْمَلُ عَنْهُ، حَتّٰى تَبْلُغَ الْآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔'' (صحیح البخاری)

''میرے پاس خواب میں دو آدمی آئے، انہوں نے کہا: ''جسے آپ نے دیکھا، کہ اس کا جبڑا چیرا جا رہا ہے، وہ بڑا ہی جھوٹا تھا، ایک جھوٹ بولتا، جو کہ اس سے نقل کیا جاتا، یہاں تک کہ ساری دنیا میں پھیل جاتا، اس کو روزِ قیامت تک یہی سزا ملتی رہے گی۔''

حدیث شریف کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں:

قَالَ النَّبِيُ صلي الله عليه وسلم: لٰكِنِّيْ رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ، رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ، فَأَخَذَا بِيَدِيْ، فَأَخْرَجَانِيْ إِلَى الْأَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ، وَرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا عَنْ مُوسٰى: كَلُّوبٌ مِنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُهُ فِيْ شِدْقِهٖ حَتَّى يَبْلُغَ قَفَاهُ، ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْآخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَيَلْتَئِمُ شِدْقُهُ هٰذَا، فَيَعُوْدُ، فَيَصْنَعُ مِثْلَهُ۔ (صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب، جزء من رقم الحدیث ۱۳۸۶، ۲۵۱/۳۔)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لیکن آج رات میں نے خواب میں دیکھا، کہ دو آدمی میرے پاس آئے، انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ارض مقدس کی طرف لے گئے (اور وہاں سے مجھے عالم بالا کی سیر کرائی)، وہاں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، اور ایک شخص کھڑا تھا، اس کے ہاتھ میں لوہے کا آنکس تھا ہمارے بعض اصحاب نے موسیٰ سے روایت کرتے ہوئے نقل کیا: کہ لوہے کے آنکس کو ہاتھ میں لیے ہوئے اس بیٹھے ہوئے شخص کے جبڑے میں داخل کرتا تھا یہاں تک کہ وہ اس کی گدی تک پہنچ جاتا، پھر دوسرے جبڑے کے ساتھ اسی طرح کرتا۔ اس دوران میں اس کا پہلا جبڑا صحیح اور اپنی اصلی حالت میں آجاتا، تو پھر پہلے کی طرح وہ اس کو دوبارہ چیر دیتا۔

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کذاب کے شدید عذاب کے بارے میں اُمت کو آگاہ فرمایا ہے۔ علامہ ابن بطال نے تحریر کیا ہے: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث سمرہ رضی اللہ عنہ میں اس کذاب کی سزا کو بیان فرمایا ہے، جس کا جھوٹ دنیا میں پھیل جاتا ہے، کہ روزِ قیامت تک اس کے جبڑے کو آگ میں چیرا جاتا ہے۔ گناہ کی جگہ ہی میں اس کو سزا دی گئی اور وہ اس کا منہ ہے، جس کے ذریعہ وہ جھوٹ بولتا تھا۔'' (شرح صحیح البخاري لابن بطال ۲۸۱/۹)

مذکورہ بالا حدیث شریف سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے، کہ کذاب کی یہ سزا قیامت کے بپا ہونے تک جاری رہے گی۔ امام ابن ابی جمرہ نے لکھا ہے: ''فَيُصْنَعُ بِهٖ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔'' اسی طرح جاری رہے گی، کہ اس کا تسلسل نہ ٹوٹے گا۔ (بہجۃ النفوس ۱۲۰/۲۔)

جب کذاب کے عذاب کی سنگینی قبل از قیامت اس قدر شدید ہے، تو اس کے بعد کیفیت کیا ہوگی؟ اس بارے میں امام ابن ابی جمرہ ہی نے تحریر کیا ہے: ''جب موت سے لے کر روزِ قیامت تک اس کا حال یہ ہوگا، تو قیامت کے دن اس کی حالت کیسی ہوگی؟''

اے اللہ کریم! اپنے فضل و کرم سے ہمیں جھوٹ اور اس کی سزا سے محفوظ رکھنا۔

بجنے والا زیور پہننے کی ممانعت ہے اجازت نہیں

وعن بنانة مولاه عبد الرحمن بن حیان الانصاری کانت عند عائشة اذ دخلت علیها بجاریة وعلیها جلاجل یصوتن فقالت لا تدخلنها علی الا ان تقطعن جلاجلها سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یقول لا تدخل الملئکة بیتا فیه جرس۔ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت بنانہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر تھی اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت ایک لڑکی کو ہمراہ لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر آنے لگی، وہ لڑکی جھانجن پہنے ہوئے تھی جن سے آواز آرہی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب تک اس کے جھانجن نہ کاٹے جائیں میرے پاس اسے ہرگز نہ لانا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ''جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ: ص ۳۷۹، عن ابی داؤد)

تشریح: ایک حدیث میں ہے: **الجرس مزامیر الشیطان۔** (مشکوٰۃ ص ۳۳۸)

''گھنٹیاں شیطان کے باجے ہیں''۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے: **مع کل جرس شیطان۔** (مشکوٰۃ: ص ۳۷۹)

''ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے''۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بجنے والا زیور اور گھونگرو اور گھنٹیاں شیطان کو پسند ہیں، اور یہ شیطان کے باجے ہیں، جب ان میں سے آواز نکلتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے اور جہاں پر ایسی چیزیں ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

ان حدیثوں کے پیش نظر فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسا زیور جس کے اندر خول میں بجنے والی چیزیں پڑی ہوئی ہوں اس کے پہننے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، جیسے پرانے زمانہ میں جھانجن ہوتے تھے، اوراس کے علاوہ بھی کئی چیزیں ایسی بنائی جاتی تھیں، دیہات میں اب بھی اس طرح کے زیور کا رواج ہے، یہ سب ممنوع ہے۔

جس زیور میں بجنے والی چیز نہ ہو مگر زیور آپس میں ایک دوسرے سے مل کر بجتا ہو اس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ۔ (سورہ نور:۳۱)

''اور اپنے پاؤں (چلنے میں زمین پر) زور سے نہ ماریں تا کہ ان کی وہ زینت معلوم ہو جائے جس سے وہ پوشیدہ طور پر آراستہ ہیں''۔

جانوروں کے گلے میں جو گھنٹی ڈال دیتے ہیں اس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

لا تصحب الملئکة رفقة فیها کلب ولا جرس۔ (مشکوۃ،ص ۳۳۸)

خبردار گانا بجانا شیطانی دھندا ہے اس سے تمہارے ارمان ہرگز پورے نہیں ہوں گے

یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ شیطانی اعمال کرتے ہیں ان کو بجنے بجانے والی چیزوں سے محبت

اور رغبت ضرور ہوتی ہے اور شیطانی کاموں میں ایسی چیزوں کی بہتات ہوتی ہے، ہندوؤں اور یہود ونصاریٰ کے مندروں اور گرجوں میں خاص طور سے ایسی چیزوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ شیطان کو چونکہ یہ چیزیں پسند ہیں اس لئے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے کہ ایسی چیزیں رکھیں اور بجائیں، مسلمانوں میں بھی جو لوگ خواہش نفس کے مطابق چلتے ہیں او رر نج وخوشی میں قرآن وحدیث کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہتے ان پر بھی شیطان قابو پالیتا ہے او ران کو گانے بجانے کی چیزوں میں مشغول کر دیتا ہے، ان سے گانے گواتا ہے اور باجے بجواتا ہے اور خود بھی سنتا اور مزے لیتا ہے، یہ مصیبت عام ہی ہوگئی ہے، کہ ہر وقت نفس کو خوش کرنے کے لئے ریڈیو کھولے رہتے ہیں یا ٹیپ ریکارڈ چلائے رکھتے ہیں، خصوصاً کھانے کے وقت گانا سننے کا بہت زیادہ خیال کرتے ہیں تاکہ جب منہ میں لقمہ جائے تو گلے سے نیچے دھکیلنے کا کام گانے کی دھن اور سر سے ہو جائے۔

قوالی کی محفلوں میں باجے کی لعنتیں

اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ بہت سے مواقع میں گاجے باجے کو ثواب سمجھتے ہیں ا ور وہ یہ کہ قوالی کی مجلسیں منعقد کرتے ہیں اور راتوں رات قوال کا گانا سننے کے لئے جاگتے ہیں اور چونکہ اس موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور مدح کے اشعار بھی ہوتے ہیں اس لئے اس محفل کی شرکت کو ثواب سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص سمجھائے اور بتائے تو اس کو کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سننے سے منع کرتا ہے حالانکہ منع کرنے والا ایسے نعتیہ اشعار کہنے اور سننے سے نہیں روکتا جو سچ ہوں اور صحیح ہوں وہ تو گانے بجانے کے آلات پر پڑھنے

سے روکتا ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سننے کا شوق ہے تو بغیر ہارمونیم اور بغیر طبلہ اور بغیر ساز وسارنگی کے سنئے، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بغیر ساز وسارنگی کے اور بغیر طبلہ باجے کے نعت پڑھنے بیٹھ جائے تو دس پانچ آدمی سننے کے لئے جمع ہو جائیں گے۔ اور دس پانچ منٹ میں منتشر ہو جائیں گے، خدارا انصاف کرو کیا یہ راتوں رات جاگنا نعت نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا نام گرامی استعمال کر کے نفس وشیطان کو لذیذ گانے کی حرام غذا دینے کے لئے ہے۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امرنی ربی بمحق المعازف والمزامیر والاوثان والصلب وامر الجاھلیة۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۵۸)

''یعنی میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ گانے بجانے کے آلات کو اور بتوں کو اور صلیب کو (جسے عیسائی پوجتے ہیں) اور جاہلیت کے کاموں کو مٹادوں''۔

کیسی نادانی کی بات ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جن چیزوں کے مٹانے کے لئے تشریف لائے ان ہی چیزوں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت سننے میں استعمال کرتے ہیں، پھر اوپر سے ثواب کی امید بھی رکھتے ہیں، نفس وشیطان نے ایسا غلبہ پایا ہے کہ قرآن وحدیث کے قانون بتانے والوں کی بات ناگوار معلوم ہوتی ہے، اللہ پاک سمجھ دے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کے لئے جذبات نصیب فرمائے۔ پھر رات بھر قوالی سنتے ہیں اور فجر کی اذان ہوتے ہی نماز پڑھے بغیر سو جاتے ہیں، یہ ہیں محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے متوالے جنہیں فرضوں کے غارت کرنے پر ذرا بھی ملال نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محرم کے تعزیوں میں ڈھول باجے بھی گناہ کے کام ہیں

اور دیکھئے محرم میں کیا ہوتا ہے، آٹھویں، نویں، دسویں، تاریخ کے جلوس اور اونچے اونچے تعزیوں کی لمبی لمبی قطاریں بازاروں میں ہوکر گزرتی ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم اور حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مصیبتوں اور تکلیفوں کی مرثیہ خوانی کے عنوان پر جو کام ہوتے ہیں وہ بھی ڈھول ڈھمکے اور باجے گاجے سے بھرپور ہوتے ہیں جو شخص ان غیر شرعی حرکتوں سے منع کرے تو اس کی بات کو وہابی کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ ارے سمجھدارو! یہ تو بتاؤ کہ ماتم اور مرثیہ خوانی میں تاشے بجانا، نقارے پیٹنا اور بجانے کے دوسرے سامان استعمال کرنا یہ رنج کی کونسی قسم ہے۔ نکلتے ہیں ماتم کا نام کرنے اور سامان کرتے ہیں نفس وشیطان کے خوش کرنے کے۔ اول تو ماتم اور مرثیہ خوانی ہی منع ہے، پھر اوپر سے اس کو ثواب سمجھنا اور گانے بجانے کے سامان سے اس کو بھرپور کردینا یہ سب اعتقاد کا فساد ہے، اور سب حرکتیں گناہ در گناہ ہیں، جس چیز کی بنیاد خیر پر ہوتی ہے اس میں قرآن وحدیث کی خلاف ورزی نہیں کیجاتی اور شیطان کو خوش نہیں کیا جاتا۔ عجیب تماشا ہے کہ حضرات اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا غم لے کر نکلتے ہیں اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ارشادات کی نافرمانی کرتے ہوئے جھوٹے غم کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت ہونے کی بنیاد پر ماتم کرتے ہیں اور ان ہی کے نانا جان صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو عین ماتم ہی کے وقت پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ محبت صحیح اصولوں پر نہیں ہے۔ اگر صحیح اصول کے مطابق ہوتی تو اعمال واشغال بھی صحیح ہوتے۔ صحیح محبت وہ ہے جو شرعی اصول پر ہو، خوب سمجھ لو۔

قیامت میں عورتوں کو پریشانی

وعن ابی امامۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اریت دخلت الجنۃ فاذا اعالی اھل الجنۃ فقراء المھاجرین وذراری المومنین واذا لیس فیھا احد اقل من الاغنیآء النسآء فقیل لی اما الاغنیآء فانھم علی الباب یحاسبون ویمحصون واما النسآء فالھاھن الاحمران الذھب والحریر۔ (رواہ ابن حبان کمافی الترغیب)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے یہ منظر دیکھایا گیا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ بلند درجوں والے وہ بے پیسہ والے حضرات ہیں، جنہوں نے (اللہ کی رضا کے لئے) وطن چھوڑ کر ہجرت کی ہے اور اہل ایمان کے بچے بھی اعلیٰ درجات میں ہیں، اور جنت میں مالدار اور عورتیں سب سے کم ہیں، (یہ دیکھ کر میرے دل میں اس کا سبب معلوم ہونے کا داعیہ پیدا ہوا) چنانچہ مجھے بتایا گیا کہ دروازہ پر مالداروں کا حساب ہورہا ہے اور (مال کے سلسلہ میں) ان کی چھان بین ہورہی ہے۔ (کہ کہاں سے کمایا اور کہاں کہاں خرچ کیا) لہٰذا وہ یہاں ابھی نہیں پہنچے اور عورتیں یہاں آنے سے اس لئے رہ گئیں کہ ان کو سونے اور ریشم نے (اللہ تعالیٰ سے اور دین وآخرت سے) غافل رکھا۔ (الترغیب والترہیب، ص ۱۰۱، ج ۳، از ابن حبان)

تشریح: ایک حدیث میں ہے جس کے راوی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں اکثر داخل ہونے والے مسکین لوگ ہیں، (جن کے پاس دنیا میں مال وزر نہ تھا جس کے ذریعہ اللہ کو بھول کر گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں) اور مال والے حساب دینے کیلئے روک لئے گئے ہیں،

البتہ جن مال داروں کو دوزخ میں داخل ہونا ہے ان کے بارے میں دوزخ میں جانے کا حکم مل چکا ہے اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اسکے اندر داخل ہونے والوں میں اکثر عورتیں ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث اور اس کے علاوہ اور بھی دوسری حدیثوں سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوزخ میں اکثر عورتیں ہوں گی اور اسکے اسباب بھی کئی عدد بتائے گئے ہیں جو احادیث میں مذکور ہیں، حدیث بالا میں بتایا ہے کہ عورتوں کے دوزخ میں داخل ہونے کا سبب یہ ہے کہ دنیا میں ان کو سونے اور ریشم نے خدا سے اور احکام شریعت پر عمل پیرا ہونے سے غافل رکھا ہے، درحقیقت عورتوں میں اچھے سے اچھے کپڑے اور عمدہ سے عمدہ زیور کی طلب اتنی زیادہ ہتی ہے کہ ان دونوں چیزوں کیلئے بہت سے گناہوں میں نہ صرف خود مبتلا ہوتی ہیں بلکہ اپنے شوہروں اور دوسرے عزیزوں کو بھی مبتلا کر دیتی ہیں، اگر مال حلال ہو اور وسعت ہو تو زیور پہننا جائز ہے اور عورت کو ریشم کے کپڑے پہننا بھی جائز ہے اور اب تو ریشم کی کوئی حقیقت ہی نہیں اس سے زیادہ بڑھ کر عمدہ اور پسندیدہ کپڑوں کے انواع واقسام مارکیٹ میں آ چکے ہیں۔

بہر حال قیمتی کپڑوں کا پہننا بھی جائز ہے، لیکن اس کے حاصل کرنے کے لئے جو ناجائز طریقے اختیار کئے جاتے ہیں اور زیور اور کپڑوں کے استعمال میں دکھاوا اور خود پسندی اور دوسروں کو حقیر جاننا اور اپنے کو بڑا سمجھنا جو عورتوں میں پایا جاتا ہے اس نے عورتوں کو آخرت کی کامیابی سے پیچھے دھکیل دیا۔

اول یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اپنے پاس ذاتی حلال مال زیور بنانے کے لائق ہے یا نہیں، یعنی دوسری جائز ضروریات کے باوجود مال میں گنجائش ہے یا نہیں، اگر اپنے پاس ذاتی مال نہ ہو اور

شوہر سے بنوانا ہو یا ماں باپ سے تیار کرانا ہو تو ان کے پاس بھی گنجائش دیکھنا چاہئے۔لیکن ہوتا یہ ہے کہ پیسہ پاس نہ ہو یا کم ہو تو سود پر رقم لے کر بنوالیتی ہیں، شوہر کے پاس نہیں ہوتا تو اسے مجبور کرتی ہیں کہ کہیں سے رقم لا کر دے، اگر وہ نیک آدمی ہے، رشوت سے بچتا ہے تو اسے کچو کے دے دے کر مجبور کرتی ہیں کہ رشوت لے اور زیور بنا کر دے، پھر یہ بھی سب عورتیں جانتی ہیں کہ زیور گھر میں ہر وقت نہیں پہنتی ہیں بلکہ اس کی ضرورت بیاہ شادی میں شریک ہونے یا اور کسی طرح کی مجلسوں میں جانے کیلئے ہوتی ہے اور اس میں چونکہ شان جتانے کے اور دکھاوا کرنے کی نیت ہوتی ہے، اسلئے جس شادی میں شریک ہونا ہے یا جس محفل میں جانا ہے اس کی تاریخ آنے تک بنوا کر چھوڑتی ہیں۔ پھر یہ مصیبت ہے کہ پرانا ڈیزائن کے مطابق بنوانے کی فکر کی جاتی ہے اور اس میں بھی وہی ریا کاری والا نفس کا چور موجود ہوتا ہے۔ کپڑوں کے بارے میں بھی یہی بات ہے کہ کئی جوڑے کپڑے رکھے ہیں لیکن مجلسوں اور محفلوں میں جانے کیلئے نئے لباس کی ضرورت سمجھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ جوڑے تو کئی مرتبہ پہنے جا چکے ہیں ان ہی میں سے پہن کر جائیں گی تو عورتیں نام دھریں گی اور کہیں گی کہ فلانی کے پاس تو یہی دو جوڑے رکھے ہیں ان کو ادل کر بدل کر آجاتی ہے، اس میں بھی وہی دکھاوے کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔

لباس اور زیور کی تیاری سے پہلے اور بعد میں

لباس وزیور تیار کرنے سے پہلے حلال مال دیکھنا چاہئے اور جب زیور، کپڑا بن جائے تو اس کے استعمال کرنے میں دکھاوا اور ریا ونمود اور خود پسندی اور دوسروں کو حقیر جاننے سے پرہیز کرنا لازم ہے جب عورتوں کے سامنے ایسی باتیں کی جاتی ہیں تو کہتی ہیں کہ مولویوں کو کیا ہو گیا

کہ بدن پر دو چیتھڑے ڈالنے سے بھی منع کرتے ہیں اور ہاتھوں میں چوڑی ڈالنے سے بھی روکتے ہیں۔ بہنو! مولوی کی کیا حیثیت جو کہ حلال سے روکے، البتہ وہ شریعت کی بات بتاتا ہے، اور اللہ کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سناتا ہے، تم زیور بھی بناؤ کپڑے بھی طرح طرح کے بناؤ، ہر حال میں اللہ سے ڈرو، اللہ کی یاد دل میں بساؤ، زیور کپڑے کے لئے سودی لین دین نہ کرو، نہ شوہر سے رشوت لینے کے لئے کہو، حلال مال میں گنجائش دیکھ کر بنالو، پھر شریعت کے اصول کے مطابق سالانہ زکوٰۃ کے دینے کی فکر کرو اور پہننے میں دکھاوا نہ کرو، اور نہ کسی کو حقیر سمجھو، خداوند قدوس کے حکموں پر چلنے میں جنت کا داخلہ ہے اور اس کی نافرمانیاں کرنے پر جنت کے داخلہ سے رکاوٹ ہے، حدیث شریف میں یہی تو فرمایا کہ عورتوں کو سونے اور ریشم نے اللہ سے اور اس کے حکموں سے غافل رکھا اور یہ چیز ان کے داخلۂ جنت کے لئے رکاوٹ بن گئی۔ اصول شریعت کے مطابق لباس اور زیور پہنو، کون روکتا ہے، اور کس کو روکنے کی مجال ہے، شریعت کے احکام بتانا سب سے بڑی خیر خواہی جو بتائے اس کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

ناپ اور تول کی خیانت کرنا بڑا گناہ ہے

بعض لوگ لینے اور دینے کے پیمانے الگ الگ رکھتے ہیں۔ دیتے وقت کم دیتے ہیں اور لیتے وقت پورا پورا ناپ کر لیتے ہیں۔ یہ نہایت پست اور بہت بڑی اخلاقی بیماری ہے۔ کتاب وسنت کی رو سے ناپ تول میں خیانت کرنا اور ڈنڈی مار کر دوسروں کو کم دینا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن حکیم میں متعدد جگہ ناپ تول میں خیانت کرنے کی سخت مذمت بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ”۔

اور انصاف کے ساتھ ناپ تول پوری پوری کرو، ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے‘‘۔ (انعام:۱۵۲)

ایک اور جگہ یوں فرمایا: وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ۔ انصاف کے ساتھ وزن کو ٹھیک رکھو اور تول میں کم نہ دو‘‘۔ (سورہ رحمن:۹)

ناپ تول میں خیانت وہی لوگ کرتے ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور قیامت کا ڈر نہیں ہوتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ۔ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُواْ عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۔ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَو وَّزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ۔ أَلَا يَظُنُّ أُولَئِكَ أَنَّهُم مَّبْعُوثُونَ۔ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ۔ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ۔‘‘ (سورہ المطففین:۱-۶)

بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں اور جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا دیتے ہیں کیا انہیں اپنے مرنے کے بعد عظیم دین کیلئے زندہ اٹھائے جانے کا یقین نہیں ہے۔ جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے‘‘۔

احادیث میں آتا ہے کہ ’’جس دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے تو وہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق پسینے میں ہوں گے، بعض اپنے ٹخنوں تک بعض اپنے گھٹنوں تک ،بعض اپنی کمروں تک پسینے میں ڈوبے ہوئے ہوں گے اور بعض ایسے ہوں گے کہ انہیں پسینے نے لگام ڈالی ہوگی‘‘۔ (صحیح مسلم: کتاب الجنۃ، باب فی صفہ یوم القیامۃ:۷۲۰۶)

لہٰذا ناپ تول میں خیانت کرنے والوں کو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے روبرو کھڑے ہو کر جواب دہی کے احساس سے ڈرنا چاہیئے۔

ناپ تول میں خیانت کے باعث قوم شعیب علیہ السلام کا انجام دیکھئے

قوم شعیب علیہ السلام بہت سی خرابیوں اور نافرمانیوں میں مبتلا تھی، من جملہ ان میں سے ایک بہت بڑی خرابی ناپ تول میں خیانت کرنا تھا۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں بہت سمجھایا۔ فرمایا:

يَا قَوْمِ أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلاَ تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءهُمْ وَلاَ تَعْثَوْا فِي الأَرْضِ مُفْسِدِينَ ‘‘۔

اے میری قوم! ناپ تول انصاف کے ساتھ پوری پوری کرو، لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دو اور زمین میں فساد اور خرابی نہ مچاؤ‘‘۔ (سورہ ہود: ۸۵)

’’مگر وہ لوگ باز نہ آئے اور انہوں نے بطور تحقیر و استہزاء کہا:

يَا شُعَيْبُ أَصَلاَتُكَ تَأْمُرُكَ أَن نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا أَوْ أَن نَّفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاء إِنَّكَ لَأَنتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ۔ (سورہ ہود: ۸۷)

اے شعیب علیہ السلام! کیا تیری نماز تجھے یہی حکم دیتی ہے کہ ہم اپنے باپ داداؤں کے معبودوں کو چھوڑ دیں اور ہم اپنے مالوں میں جو کچھ چاہیں اس کا کرنا بھی چھوڑ دیں؟ تو تو بڑا ہی باوقار اور نیک چلن آدمی ہے‘‘۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان پر رسوا کن عذاب کو بھیجا ، ایک سخت چیخ تھی جس سے ان کے دل پارہ پارہ ہو گئے اور اسی کے ساتھ زمین میں زبردست بھونچال آیا۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُواْ الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُواْ فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْاْ فِيهَا۔

ظالموں کو سخت چنگھاڑ نے آ پکڑا، جس سے وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے ، گویا کہ وہ ان گھروں میں کبھی بسے ہی نہ تھے‘‘۔ (سورہ ہود: ۹۴-۹۵)

ناپ تول میں خیانت دنیوی تباہی کا سبب

ناپ تول میں خیانت دنیوی تباہی و بے برکتی کا سبب ہے، آج سماج میں جو بدامنی، بے چینی، چوری، ڈکیتی اور خونریزی پھیلی ہوئی ہے اور دنیا جس اقتصادی بحران اور سیاسی بحران کی شکار ہے۔ یہ سب ناپ تول میں خیانت کی نحوست کے نتائج ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف مخاطب ہو کر فرمایا:

اے مہاجرین! پانچ گناہوں کی سزا پانچ مصیبتوں کی شکل میں تم پر واقع ہوتی ہے۔ (۱) جس قوم میں بے حیائی عام ہو جاتی ہے ان میں طاعون اور وبائی امراض پھیل جاتے ہیں۔ (۲) جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (۳) جو قوم زکوٰۃ ادا نہیں کرتی ہے ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔ (۴) جو قوم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عہد شکنی کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔ (۵) جو حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مابین لڑائی جھگڑے کو ڈال دیتا ہے۔" (سنن ابن ماجہ، ابواب الفتن، باب العقوبات ۱۹-۴۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "جس قوم میں خیانت ظاہر ہوتی ہے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا جاتا ہے۔ جس قوم میں زنا عام ہو جاتا ہے اس قوم کے لوگ بکثرت مرنے لگتے ہیں۔ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے اسکے رزق میں برکت ختم کر دی جاتی ہے۔ جو قوم حق کو چھوڑ کر فیصلہ کرتی ہے ان میں خونریزی عام ہو جاتی ہے۔ جو قوم عہد شکنی کرتی ہے اللہ تعالیٰ ان پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے۔ (المؤطا للامام مالک، کتاب الجہاد، باب ماجاء فی الغلول: ۱۳۲۳)

دنیا میں بہت سارے لوگ بے ایمانی، بددیانتی اور دھوکہ دہی کے باوجود فقر وافلاس اور بے چینی و بدامنی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ غلط

طریقوں سے ڈنڈی مار مار کر مال وزر اکٹھا کرتے ہیں مگر دوسری طرف وہ اور ان کے اہل وعیال مختلف مہلک امراض کے شکار ہو جاتے ہیں جن کے علاوج معالجہ کے لئے پانی کی طرح دولت لٹانا پڑتا ہے۔کبھی قدرتی آفات ان کی جائدادوں کو گھیر لیتے ہیں۔جس کی وجہ سے ان کی جائدادیں تباہ وبرباد ہو جاتی ہیں یا ان کے نوکر چاکران کی تجارتوں میں گھپلے کرتے ہیں، جتنا وہ ناجائز ذرائع سے کماتے ہیں، اس سے زیادہ وہ کھاتے ہیں۔اس کے علاوہ دنیا کا دستور ہے کہ جب رعایا خیانت، بددیانتی، ناپ تول میں کمی جیسے امراض میں ملوث ہوتی ہے تو ان کے شامت اعمال کے نتیجہ میں ان پر مکار، دغاباز، خائن، بدعنوان حکمرانوں کو مسلط کر دیا جاتا ہے، جو اپنے دور اقتدار میں خوب خزانوں میں لوٹ کھسوٹ کرتے ہیں اور رعایا کے مصالح وحوائج کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔

ناپ تول میں خیانت اخروی ہلاکت کا باعث

ناپ تول میں کمی اور تجارت میں خیانت آخرت میں سخت ہلاکت اور رسوائی کا باعث ہوگا۔ارشاد ربانی ہے:

وَمَن يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ۔

ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لئے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہوگا، پھر ہر شخص کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ظلم نہ کئے جائیں گے"۔(سورہ عمران:۱۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"جس آدمی پر بھی اپنے بھائی کا اس کی عزت وآبرو سے متعلق یا کسی اور چیز سے متعلق کوئی حق ہو تو اس کو چاہئے کہ آج ہی اس کا ازالہ کر کے اس کے حق سے عہدہ برآ ہو جائے، قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں کسی کے پاس دینار ودرہم نہیں ہوں گے،

اگراس کے پاس عمل صالح ہوں گے تو وہ اس کے ظلم کے بقدر لے لئے جائیں گے۔اور مظلومین میں تقسیم کردیئے جائیں گے اور اگراس کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی ،تو اس کے ساتھی (صاحب حق) کی برائیاں لے کراس پرلادی جائیں گی۔'' (صحیح بخاری: کتاب المظالم، باب من کانت لہ مظلمۃ:۲۴۴۹)

لہٰذا دنیا میں کی گئیں دست درازیوں اور حق تلفیوں کی معافی وتلافی دنیا ہی میں کرلینا چاہئے۔ورنہ وہ سخت ہلاکت ورسوائی کا باعث ہوں گی۔

مندرجہ ذیل صورتیں بھی ناپ تول میں کمی کے حکم میں داخل ہیں:

سامان تجارت میں ملاوٹ کر کے فروخت کرنا بھی ناپ تول میں کمی کے حکم میں داخل ہے، جیسے دودھ میں پانی ملاکرفروخت کرناوغیرہ۔

سامانِ تجارت میں رہنے والے عیوب کو چھپا کرفروخت کرنا بھی ناپ تول میں کمی کے حکم میں داخل ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' دونوں سودا کرنے والوں کواس وقت تک اختیار ہے، جب تک وہ جدا نہ ہوں، پس اگر وہ دونوں سچ بولیں اور عیب ہوتو بتادیں تو ان کے اس سودے میں برکت ڈال دی جاتی ہے۔اوراگر وہ عیب کو چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے سے برکت مٹادی جاتی ہے''۔

(صحیح بخاری: کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ،۲۰۷۹، صحیح مسلم: کتاب البیوع، الصدق فی البیع والبیان:۳۸۵۸)

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزرایک غلہ کے ڈھیر پر سے ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں داخل کیا،تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر گیلا پن محسوس کیا، غلہ کے مالک سے پوچھا، یہ کیا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! بارش کی وجہ سے کچھ غلہ گیلا ہوگیا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کواوپر کیوں

نہیں رکھا؟ تا کہ خریدار اس کو دیکھ لے، (پھر وہ لینا چاہے تو لے لے نہ لینا چاہے تو چھوڑ دے) اسکے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **من غش فلیس منا** ''جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے''۔ (صحیح مسلم، کتاب الایمان باب قول النبی ﷺ من غش فلیس منا: ۲۸۴)

خریداروں کو سامان میں ملاوٹ کر کے دھوکہ دینا یا سامان میں رہنے والے عیب کو چھپا کر دھوکہ دینا مسلمانوں کا شیوہ نہیں ہے۔ اس سے بظاہر آمدنی میں اضافہ معلوم ہوتا ہے۔

درحقیقت اس کی تجارت سے برکت مٹادی جاتی ہے تاجروں کو چاہئے کہ سامان تجارت میں اگر کوئی عیب ہو تو خریداروں کو بتلا دیں، تا کہ خریدار اس عیب کے ساتھ اس کو خریدنا چاہے تو خرید لے ورنہ چھوڑ دے۔

مزدوروں اور ملازموں کو مزدوری اور تنخواہ دینے میں تاخیر کرنا یا کم دینا بھی ناپ تول میں کمی کے حکم میں داخل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مزدور کو اسکی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو''۔ (سنن ابن ماجہ: ابواب الرہون، باب اجرالاجراء: ۲۴۴۳)

اسی طرح ملازموں کا اپنا مفوضہ اور مقررہ کاموں میں کوتاہی کرنا یا جتنا وقت دینا ہے اس سے کم وقت دینا یا مزدوروں کا اپنی مزدوری میں کام چوری کرنا بھی ناپ تول میں کمی کے حکم میں داخل ہے۔ یہ بھی اسی طرح گناہ گار ہوتا ہے، جس طرح کم ناپنے اور کم تولنے والا گناہگار ہوتا ہے۔

حقداروں کے حقوق میں کمی اور کوتاہی کرنا بھی ناپ تول میں کمی کے حکم میں داخل ہے۔ جیسے عبادات میں کوتاہی، بیوی بچوں کے نان ونفقہ میں کمی کرنا وغیرہ۔

ناپ تول میں امانت تجارت کے فروغ کا سبب

تجارت اسی وقت فروغ پاتی ہے جب بازار میں دکاندار کی ساکھ قائم ہوتی ہے اور گاہکوں

کے دلوں میں اس کے اعتبار واعتماد کا سکہ جم جاتا ہے اور وہ اس وقت ہوگا جب دکاندار امانتدار ودیانتدار ہو اور فریبی ودھوکہ باز نہ ہو۔ لہٰذا ناپ تول میں دیانتداری اجر وثواب کے لحاظ سے بھی بہتر ہے اور لوگوں کے اندر اعتماد پیدا کرنے میں بھی مفید ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذا كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلاً۔

اور جب ناپنے لگو تو بھرپور پیمانے سے ناپو اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔ یہی بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے'' (سورہ بنی اسرائیل: ۳۵)

لیکن آج مسلمانوں نے تو ان چیزوں کو چھوڑ دیا ہے اور غیر مسلموں نے ان چیزوں کو اختیار کرلیا ہے جس کی وجہ سے ان کی تجارتیں فروغ پارہی ہیں اور وہ دنیا پر چھا گئے ہیں۔

جھوٹی گواہی اور اس سے جنم لینے والے جرائم

انسان اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مظہر اتم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عقل وخرد کی صلاحیتوں سے بہریاب فرمایا قلم کی وساطت سے علم کی دولت عطا فرمائی اور اسے نطق وکلام کی صلاحیت سے بھی سرفراز کیا، اور انہی خصوصیات کی بنیاد پر انسان اس پوری کائنات کی واجب التکریم ہستی قرار پایا، بلکہ اسے مسجود ملائک کے شرف سے بھی نوازا گیا ہے۔

نطق وکلام جہاں انسان کا ایک امتیازی وصف ہے وہاں دین متین نے اس صلاحیت کے درست استعمال کے اصول وضابطے بھی مقرر کئے ہیں۔

بلاشبہ یہ صلاحیت انسان کے مدعا اور مافی الضمیر کے ادا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے، لیکن بعض مواقع پر اس صلاحیت کا غلط استعمال شرف انسانیت کو مجروح کرنے کا سبب بھی بنتا ہے، چنانچہ غیبت، چغلی، دروغ گوئی، جھوٹی گواہی، طنز واستہزاء وغیرہ ایسے منفی اوصاف ہیں جس سے انسانی

معاشرے میں ایسی دراڑیں پڑ جاتی ہیں جن کا تدارک نہ کیا جائے تو معاشرے میں انسانی قدروں سے معمور زندگی دیوانے کا خواب بن جاتی ہے، اس لئے اسلام نے ایسے تمام منفی امور کی پوری شدت کے ساتھ تردید کی ہے، ان میں سے ایک جھوٹی گواہی بھی ہے۔

جھوٹی گواہی کی تعریف

جھوٹی گواہی کے لئے عربی میں لفظ ''زور'' کا استعمال ہوتا ہے زور دراصل کسی چیز کو اس کے اوصاف کے خلاف اس طرح بیان کرنا کہ سننے اور دیکھنے والا اس غلط صورت کو صحیح صورتِ خیال کرنے لگے ''زور'' کہلاتا ہے ویسے ہر باطل کو ''زور'' کہتے ہیں خواہ شرک ہو یا گانا بجانا، یا جھوٹی گواہی دینا وغیرہ۔ (از: علاء الدین قاسمی)

جھوٹی گواہی بڑا گناہ ہے اس کا نقصان ملاحظہ کیجئے

قرآن کریم کی متعدد آیات اور مختلف احادیث میں جھوٹی گواہی کو کبیرہ گناہ قرار دیا گیا ہے اور اس سے بچنے کی سخت تاکید کی گئی ہے، مؤمنوں کے اوصاف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: والذین لایشھدون الزور و اذا مروا باللغو مروا کراما۔ (فرقان ۷۲)

اور وہ لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔

شہادت کو چھپانا سیاہ دلوں کے کرتوت ہیں ارشاد ربانی ہے۔ لاتکتموا الشھادۃ و من یکتمھا فانہ اثم قلبہ واللہ بما تعملون علیم۔ (بقرہ ۲۸۳)

اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اس کا دل گناہ میں آلودہ ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں۔

کتمان شہادت سب سے بڑا ظلم ہے ارشاد گرامی ہے: و من اظلم ممن کتم شھادة عندہ من اللہ و مااللہ بغافل عما تعملون۔ (بقرہ ۱۴۰)

اس شخص سے بڑا ظالم اور کون ہوگا جو اللہ کے پاس شہادت چھپائے، تمہاری حرکات سے اللہ غافل نہیں ہے۔

اقامت شہادت ایمان کی علامت ہے ارشاد ہے: وَ اَقِیۡمُوا الشَّھَادَۃَ لِلّٰہِ ذٰلِکُمۡ یُوۡعَظُ بِہٖ مَنۡ کَانَ یُؤۡمِنُ بِاللّٰہِ وَ الۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَ مَنۡ یَّتَقِ اللّٰہَ وَ یَجۡعَلۡ لَّہٗ مَخۡرَجاً۔ (طلاق ۲)

گواہی ٹھیک ٹھیک اللہ کے لئے ادا کرو، یہ باتیں ہیں جن کی اسے نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا اس کے لئے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کردے گا۔ اور ایک جگہ ارشاد فرمایا:

ذٰلِكَ وَمَن يُعَظِّمۡ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهُۥ عِندَ رَبِّهِۦ وَأُحِلَّتۡ لَكُمُ الۡأَنۡعٰمُ إِلَّا مَا يُتۡلٰى عَلَيۡكُمۡ فَاجۡتَنِبُوا الرِّجۡسَ مِنَ الۡأَوۡثٰنِ وَاجۡتَنِبُوا قَوۡلَ الزُّورِ۔ (حج ۳۰)

جو کوئی اللہ کی قائم کردہ حرمتوں کا احترام کرے تو یہ اس کے رب کے نزدیک خود اسی کے لئے بہتر ہے اور تمہارے لئے مویشی جانور حلال کئے گئے ماسوا ان چیزوں کے جو تمہیں بتائی جا چکی ہیں، پس بتوں کی بندگی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی کو اکبر الکبائر کی فہرست میں داخل کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: الا انبئکم اکبر الکبائر؟ ثلاثا، قالوا! بلی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: الاشراک باللہ و عقوق الوالدین وجلس و کان متکئا فقال: الا وقول الزور فما زال یکررھا حتی قلنا لیتہ سکت۔ (بخاری ۳/۱۵۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: کیا میں تمھیں سب سے بڑے گناہوں کے بارے میں خبر نہ کردوں؟ صحابہ کرام نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی، اور بیٹھ کر فرمانے لگے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکیہ لگائے ہوئے تھے، خبردار! جھوٹ بولنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اتنا تکرار کیا کہ ہم کہنے لگے کاش کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جاتے۔

ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی کو شرک کے برابر قرار دیا:

وعن خزیم بن فاتک الاسدی قال: قال صلی اللہ علیہ وسلم الصبح فلما انصرف قام قائما فقال: عدلت شهادة الزور بالاشراک باللہ عز و جل ثم تلی هذه الآیه۔

حضرت خزیم بن فاتک اسدی سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھرے تو آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا جھوٹی گواہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہو گئی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

فاجتنبو الرجس من الاوثان و اجتنبو اقول الزور۔

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹی گواہی کو قتل نفس کے برابر قرار دیا:

وعن أنس قال سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الکبائر قال الاشراک باللہ و عقوق الوالدین، وقتل النفس و شهادة الزور۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو (ناحق) قتل کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔

ان تمام قرآنی آیات واحادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جھوٹی گواہی کلی طور پر حرام ہے کیوں کہ یہ حق کو باطل میں بدلنے کا سبب بنتی ہے اور گواہی کو چھپانا بھی حرام ہے کیوں کہ اس سے بھی حق باطل ہوجاتا ہے۔

لڑکیوں کے لمبے ناخن فطرت کے خلاف ہیں

ناخنوں سے متعلق دو بیماریاں عورتوں اور خصوصاً نوجوان لڑکیوں میں وبا کی طرح عام ہوتی جارہی ہے۔ ایک ناخن بڑھانے کا مرض، دوسرے ناخن پالش کا مرض، ناخن بڑھانے سے آدمی کے ہاتھ درندوں جیسے ہوتے ہیں، ان میں گندگی بھی رہ سکتی ہے جس سے ناخنوں میں جراثیم پیدا ہوتے ہیں اور مختلف النوع بیماریاں جنم لیتی ہیں۔

شرعی حکم یہ ہے کہ ہر ہفتہ نہیں تو پندرھویں دن ناخن کاٹ لے، اگر چالیس روز گزر گئے اور ناخن نہیں کاٹے تو گناہ ہوگا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھ کاٹنے کا حکم کیا ہے کہ چالیس دن سے زیادہ نہ رہنے دیں۔

(مسلم کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ ۲۲۱/۱)

ناخن بڑھانے کا فیشن انسانی فطرت کے خلاف ہے، جس کو مسلم خواتین کافروں کی تقلید میں اپنارہی ہیں۔ مسلم خواتین کو اس خلاف فطرت تقلید سے پرہیز کرنا چاہئے۔ (آپ کے مسائل ۷۴/۲)

ناخن تراشنے کا طریقہ

ناخن کاٹتے وقت پہلے ہاتھوں کے کاٹے اور شروعات داہنے ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے کرے، پھر انگوٹھے پر ختم کرے، پھر بائیں ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی سے شروعات کرے

اور انگوٹھے پر ختم کرے، پھر پاؤں کے ناخن کاٹے اور شروعات داہنے پاؤں کی سب سے چھوٹی انگلی سے کرے، اور بائیں پاؤں کی سب سے چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ (شرح صحیح مسلم از نووی، ص ۱۴۹)

نیل پالش سے نہ غسل صحیح ہوتا ہے نہ وضو

دوسرا مرض ناخن پالش کا ہے، حق تعالیٰ شانہ نے عورت کے اعضاء میں فطری حسن رکھا ہے ناخن پالش کا لبادہ محض غیر فطری ہے پھر اس میں ناپاک چیزوں کی آمیزش بھی ہوتی ہے وہی ناپاک ہاتھ کھانے وغیرہ میں استعمال کرنا طبعی کراہت کی چیز ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ناخن پالش کی تہ جم جاتی ہے اور جب تک اس کو صاف نہ کرلیا جائے پانی نیچے نہیں پہنچ سکتا۔ پس نہ وضو ہوتا ہے نہ غسل۔ بدن ناپاک کا ناپاک ہی رہ جاتا ہے۔ (آپ کے مسائل: ۲/ ۴۷)

نیل پالش اور اس کے ساتھ نماز صحیح نہیں ہوتی

وضو میں جن اعضاء کا دھونا ضروری ہے اگر ان پر ایسی چیز لگی ہوئی ہو جو پانی کو جسم کی کھال تک پہنچ سے روکے تو وضو نہیں ہوتا۔ یہی حکم غسل کا ہے۔ نیل پالش لگی ہوئی ہو تو پانی ناخن تک نہیں پہنچ سکتا، اس لئے نیل پالش لگی ہوئی ہونے کی صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فتاوی عالم گیری کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ''اگر اس کے ناخن کی جڑ سے خشک یا مرطوب مٹی جمی ہوئی ہو اور اس پر سے پانی گذار دیا جائے تو کافی نہ ہوگا۔ عورتیں فیشن کے طور پر نیل پالش اور سرخی لگاتی ہیں حالاں کہ ان چیزوں سے عورت کے حسن وزیبائش میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا بلکہ ذوق سلیم کو یہ چیزیں بد مذاق معلوم ہوتی ہیں، اور جب ان کی وجہ سے اللہ کا نام لینے کی توفیق سلب ہو جائے تو ان کا استعمال کوئی سلیم الفطرت مسلمان کیسے گوارا کرسکتا ہے؟

عورتوں کو زیب وزینت کی اجازت ہے: مگر اس کا بھی کوئی سلیقہ ہونا چاہئے۔ یہ تو نہیں ہے کہ جس چیز کا فیشن چل پڑے آدمی اس کو کرنے بیٹھ جائے۔

بعض فیشن ایبل عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ان سب چیزوں سے وضو اور نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ اور کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نیت دیکھتا ہے تو انہیں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ صرف نیت کو نہیں دیکھتا بلکہ یہ بھی دیکھتا ہے کہ جو عمل کیا گیا وہ شریعت کے مطابق بھی ہے یا نہیں۔ مثلاً کوئی بے وضو نماز پڑھے اور یہ کہے کہ خدا نیت کو دیکھتا ہے۔ تو اس کا یہ کہنا خدا اور رسول کا مذاق اڑانے کے ہم معنی ہوگا۔ اور ایسے شخص کی عبادت عبادت نہیں رہتی۔ اس لئے فیشن ایبل خواتین کا یہ استدلال مہمل ہے کہ خدا نیت دیکھتا ہے، ناخن پالش اور ہونٹ پالش اگر بدن تک پانی کو نہ پہنچنے دے تو وضو نہ ہوگا او رجب وضو نہ ہوا تو نماز بھی نہیں ہوئی۔ (آپ کے مسائل اور ۲/۵۷، ۶۷/۷/۱۳، ۱۳۸/جدید فقہی مسائل)

دھوکے باز کو عذاب قبر

عبدالحمید ابن محمود مغولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، تو کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے ہیں، جب ہم دارالصفاح (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا، چنانچہ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی، پھر قبر کھودنے کا ارادہ کا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے۔ اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی سانپ موجود تھا، اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اب ہم کیا کریں؟ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ

سانپ اس کا وہ بدعمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اسے اسی قبر میں دفن کردو، اللہ کی قسم اگر تم اس کے لئے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے۔ بہرحال اسے اسی طرح دفن کردیا گیا۔ سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس شخص کا عمل پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ غلہ بیچتا تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی مقدار کا بھس ملا دیتا تھا۔ (گویا دھوکہ سے بھس کو اصل غلہ کی قیمت پر فروخت کرتا تھا۔ (بیہقی فی شعب الایمان بحوالہ شرح الصدور: ۲۳۹)

غسل جنابت نہ کرنے کی سزا

ابان ابن عبداللہ الجبلی کہتے ہیں کہ ہمارے ایک پڑوسی کا انتقال ہوگیا، چنانچہ ہم اس کے غسل اور تجہیز وتکفین میں شریک رہے، مگر جب ہم اسے قبرستان لے کر پہنچے تو اس کے لئے جو قبر کھودی گئی تھی اس میں بلی جیسا ایک جانور نظر آیا، لوگوں نے اسے وہاں سے نکالنے کی بہت کوشش کی مگر وہ وہاں سے نہیں ہٹا مجبور ہوکر دوسری قبر کھودی گئی تو اس میں بھی وہی جانور موجود ملا۔ تیسری مرتبہ بھی یہی ہوا، عاجز آ کر لوگوں نے اسی کے ساتھ اس شخص کو دفن کردیا ابھی قبر برابر ہی کی گئی تھی کہ قبر سے ایک زبردست دھماکہ کی آواز سنی گئی لوگوں نے اس کی بیوی کے پاس آکر اس شخص کے حالات معلوم کئے تو پتہ چلا کہ وہ جنابت سے غسل نہیں کرتا تھا۔ (شرح الصدور: ۲۴۴)

نماز دیر سے پڑھنے اور جاسوسی کرنے کی سزا

عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ مدینہ میں رہنے والے ایک شخص کی بہن کا انتقال ہوگیا، بھائی نے کفن دفن کا انتظام کیا، پھر اسے یاد آیا کہ دفن کرتے وقت اس کی ایک تھیلی قبر میں رہ گئی ہے

چنانچہ وہ اپنے ایک ساتھی کو لے کر قبرستان گیا اور قبر کھود کر اپنی تھیلی نکالی پھر اپنے ساتھی سے کہا کہ تم ذرا ہٹ جاؤ میں بغلی قبر کی اینٹ ہٹا کر اپنی بہن کو دیکھنا چاہتا ہوں اس نے جیسے ہی اینٹ ہٹائی تو اس نے دیکھا کہ پوری قبر آگ کے شعلوں میں بھری ہوئی ہے اس نے جلدی سے قبر بند کی اور اپنی والدہ کے پاس آ کر بہن کا حال معلوم کیا تو والدہ نے بتایا کہ وہ نماز دیر کر کے پڑھتی تھی اور بلا وضو بھی ٹرخا لیتی تھی، اور جب پڑوسی سو جاتے تو وہ کمروں کے دروازے پر کان لگا کر ان کے چھپے ہوئے راز حاصل کیا کرتی تھی۔ (شرح الصدور: ۲۴۴)

ابو جہل کو ابھی بھی عذاب ہو رہا ہے

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بدر کے قریب سے گزر رہا تھا میں نے اچانک دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلا جس کی گردن میں ایک زنجیر ہے اور اس کے ایک سرے کو ایک کالے شخص نے تھام رکھا ہے، وہ نکلنے والا آدمی مجھ سے خطاب کر کے پانی مانگنے لگا مگر کالے شخص نے فوراً کہا کہ اسے پانی مت پلانا یہ کافر ہے پھر اسے کھینچ کر زمین میں داخل کر دیا، میں نے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر پورا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا واقعی تم نے اسے دیکھا ہے یہ اللہ کا دشمن ابو جہل تھا قیامت تک اس کو یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ (التذکرہ: ۱۵۴، شرح الصدور)

اپریل فول

(یعنی جھوٹ دھوکہ معصیت اور گمراہی پھیلانے کی رسمیں)

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ: مغرب کی بے سوچے سمجھے تقلید کے

شوق نے ہمارے معاشرے میں جن رسموں کو رواج دیا، انہی میں سے ایک رسم ''اپریل فول'' منانے کی رسم ہے، اس رسم کے تحت یکم اپریل کی تاریخ میں جھوٹ بول کر کسی کو دھوکہ دینا اور دھوکہ دے کر اسے بیوقوف بنانا نہ صرف جائز سمجھا جاتا ہے بلکہ اسے ایک کمال قرار دیا جاتا ہے، جو شخص جتنی صفائی اور چابک دستی سے دوسرے کو جتنا بڑا دھوکہ دے، اتنا ہی اسے قابل تعریف اور یکم اپریل کی تاریخ سے صحیح فائدہ اٹھانے والا سمجھا جاتا ہے۔

یہ مذاق جسے درحقیقت ''بدمذاقی'' کہنا چاہئے نہ جانے کتنے افراد کو بلاوجہ جانی اور مالی نقصان پہنچا چکا ہے، بلکہ اس کے نتیجے میں بعض اوقات لوگوں کی جانیں چلی گئی ہیں کہ انہیں کسی ایسے صدمے کی جھوٹی خبر سنا دی گئی جسے سننے کی وہ تاب نہ لا سکے اور زندگی ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

یہ رسم جس کی بنیاد جھوٹ، دھوکے اور کسی بے گناہ کو بلاوجہ بیوقوف بنانے پر ہے، اخلاقی اعتبار سے تو جیسی کچھ ہے، ظاہر ہی ہے لیکن اس کا تاریخی پہلو بھی ان لوگوں کے لئے انتہائی شرمناک ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تقدس پر کسی بھی اعتبار سے ایمان رکھتے ہیں۔

اس رسم کی ابتداء کیسے ہوئی؟ اس بارے میں مورخین کے بیانات مختلف ہیں، بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ فرانس میں سترہویں صدی سے پہلے سال کا آغاز جنوری کے بجائے اپریل سے ہوا کرتا تھا، اس مہینے کو رومی لوگ اپنی دیوی وینس (Venus) کی طرف منسوب کرکے مقدس سمجھا کرتے تھے، وینس کا ترجمہ یونانی زبان میں Aphrodite کیا جاتا تھا اور شاید اسی یونانی نام سے مشتق کرکے مہینے کا نام اپریل رکھ دیا گیا۔ (برنا ٹیکا پندرہواں ایڈیشن، ص ۲۹۲، ج:۸)

لہٰذا بعض مصنفین کا کہنا ہے کہ چونکہ یکم اپریل سال کی پہلی تاریخ ہوتی تھی اور اس کے ساتھ ایک بت پرستانہ تقدس وابستہ تھا، اس لئے اس دن کو لوگ جشن مسرت منایا کرتے تھے اور اسی جشن مسرت کا ایک حصہ ہنسی مذاق بھی تھا جو رفتہ رفتہ ترقی کرکے اپریل فول کی شکل اختیار

کر گیا، بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس جشن مسرت کے دن لوگ ایک دوسرے کو تحفے دیا کرتے تھے ایک دن کسی نے تحفے کے نام پر کوئی مذاق کیا جو بالآخر دوسرے لوگوں میں بھی رواج پڑ گیا۔

برناٹیکا میں اس رسم کی ایک اور وجہ بیان کی گئی ہے کہ ۲۱/ مارچ سے موسم میں تبدیلیاں آنی شروع ہوتی ہیں، ان تبدیلیوں کو بعض لوگوں نے اس طرح تعبیر کیا کہ (معاذ اللہ) قدرت ہمارے ساتھ مذاق کر کے ہمیں بیوقوف بنا رہی ہے، لہٰذا لوگوں نے بھی اس زمانے میں ایک دوسرے کو بیوقوف بنانا شروع کر دیا۔ (برناٹیکا ص: ۲۹۶، ج:۱)

یہ بات اب بھی مبہم ہی ہے کہ قدرت کے اس نام نہاد ''مذاق'' کے نتیجے میں یہ رسم چلانے سے ''قدرت'' کی پیروی مقصود تھی، یا اس سے انتقام لینا منظور تھا؟

ایک تیسری وجہ انیسویں صدی عیسوی کی معروف انسائیکلو پیڈیا ''لاروس'' نے بیان کی ہیکہ اور اسی کو صحیح قرار دیا ہے، وہ وجہ یہ ہے کہ دراصل یہودیوں اور عیسائیوں کی بیان کردہ روایات کے مطابق یکم اپریل وہ تاریخ ہے جس میں رومیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بنایا گیا، موجودہ نام نہاد انجیلوں میں اس واقعے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں، لوقا کی انجیل کے الفاظ یہ ہیں:

''اور جو آدمی اسے (یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کو) گرفتار کئے ہوئے تھے اس کو ٹھٹے میں اڑاتے اور مارتے تھے اور اس کی آنکھیں بند کر کے اس کے منہ پر طمانچے مارتے تھے اور اس سے یہ کہہ کر پوچھتے تھے کہ نبوت (یعنی الہام) سے بتا کہ کس نے تجھ کو مارا؟ اور طعنے مار مار کر بہت سی اور باتیں اس کے خلاف کہیں''۔ (لوقا: ۲۲، ۶۳ تا ۶۵)

انجیلوں میں ہی یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کو یہودی سرداروں اور

فقیہوں کی عدالت عالیہ میں پیش کیا گیا، پھر وہ انہیں پیلاطیس کی عدالت میں لے گئے کہ ان کا فیصلہ وہاں ہوگا، پھر پیلاطیس نے انہیں ہیروڈیس کی عدالت میں بھیج دیا اور بالآخر ہیروڈیس نے دوبارہ فیصلے کے لئے ان کو پیلاطیس ہی کی عدالت میں بھیج دیا۔

لاروس کا کہنا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک عدالت سے دوسری عدالت میں بھیجنے کا مقصد بھی ان کے ساتھ مذاق کرنا اور انہیں تکلیف پہنچانا تھا اور چوں کہ یہ یکم اپریل کو پیش آیا تھا اس لئے اپریل فول کی رسم درحقیقت اسی شرمناک واقعے کی یادگار ہے۔ اپریل فول منانے کے نتیجے میں جس شخص کو بیوقوف بنایا جاتا ہے، اسے فرانسیسی زبان میں Poisson davril کہا جاتا ہے جس کا انگریزی ترجمہ April Fish یعنی اپریل کی مچھلی۔ (برنائیکا، ص:۴۹۶، ج:۱)

گویا جس شخص کو بیوقوف بنایا گیا ہے وہ پہلی مچھلی ہے جو اپریل کے آغاز میں شکار کی گئی لیکن لاروس نے اپنے مذکورہ بالا موقف کی تائید میں کہا ہے کہ Poisson کا لفظ جس کا ترجمہ ''مچھلی'' کیا گیا ہے درحقیقت اسی سے ملتے جلتے ایک اور فرانسیسی لفظ Poision کی بگڑی ہوئی شکل ہے جس کے معنی ''تکلیف پہنچانے'' اور ''عذاب دینے'' کے ہوتے ہیں، لہٰذا یہ رسم درحقیقت اس عذاب اور اذیت کی یاد دلانے کے لئے مقرر کی گئی ہے جو عیسائی روایات کے مطابق حضرت عیسیٰ کو پہنچائی گئی تھی۔

ایک اور فرانسیسی مصنف کا کہنا ہے کہ دراصل Poisson کا لفظ اپنی اصل شکل ہی پر ہے، لیکن یہ لفظ پانچ الفاظ کے ابتدائی حروف کو ملا کر ترتیب دیا گیا ہے جن کے معنی فرانسیسی زبان میں بالترتیب عیسیٰ، مسیح، اللہ، بیٹا اور فدیہ ہوتے ہیں۔

(اس تفصیل کے لئے دیکھئے فرید وجدی کی عربی انسائیکلوپیڈیا، دائرۃ معارف القرآن، ص:۲۱، ۲۲، ج:۱)

گویا اس مصنف کے نزدیک بھی اپریل فول کی اصل یہی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مذاق اڑانے اور انہیں تکلیف پہنچانے کی یادگار ہے۔

اگر یہ بات درست ہے (لاروس وغیرہ نے اسے بڑے وثوق کے ساتھ درست قرار دیا ہے اور اس کے شواہد پیش کئے ہیں) تو غالب گمان یہی ہے کہ یہ رسم یہودیوں نے جاری کی ہوگی اور اس کا منشاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تضحیک ہوگی، لیکن یہ بات حیرت ناک ہے کہ جو رسم یہودیوں نے (معاذ اللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہنسی اڑانے کے لئے جاری کی، اسے عیسائیوں نے کس طرح ٹھنڈے پیٹوں نہ صرف قبول کرلیا بلکہ خود بھی اسے منانے اور رواج دینے میں شریک ہوگئے، اس کی وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ عیسائی صاحبان اس رسم کی اصلیت سے واقف ہی نہ ہوں اور انہوں نے بے سوچے سمجھے اس پر عمل شروع کردیا ہو اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عیسائیوں کا مزاج ومذاق اس معاملے میں عجیب وغریب ہے، جس صلیب پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے خیال میں سولی دی گئی، بظاہر قاعدے سے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ ان کی نگاہ میں قابل نفرت ہوتی کہ اسکے ذریعے حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسی اذیت دی گئی۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ عیسائی حضرات نے اسے مقدس قرار دینا شروع کردیا اور آج وہ عیسائی مذہب میں تقدس کی سب سے بڑی علامت سمجھی جاتی ہے۔

لیکن مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات ضرور واضح ہوتی ہے کہ خواہ اپریل فول کی رسم وینس نامی دیوی کی طرف منسوب ہو یا اسے (معاذ اللہ) قدرت کے مذاق کا ردعمل کہا جائے، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مذاق اڑانے کی یادگار، ہر صورت میں اس رسم کا رشتہ کسی نہ کسی توہم پرستی یا کسی گستاخانہ نظریئے یا واقعے سے جڑا ہوا ہے اور مسلمانوں کے نقطۂ نظر سے یہ رسم مندرجہ ذیل بدترین گناہوں کا مجموعہ ہے۔

(۱) جھوٹ بولنا (۲) دھوکہ دینا (۳) ایک ایسے واقعہ کی یاد منانا جس کی اصل یا تو بت پرستی ہے یا توہم پرستی، یا پھر ایک پیغمبر کے ساتھ گستاخانہ مذاق۔

اب مسلمانوں کو خود فیصلہ کرنا چاہئے کہ آیا یہ رسم اس لائق ہے کہ اسے مسلمان معاشروں میں اپنا کر اسے فروغ دیا جائے؟

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارے ماحول میں اپریل فول منانے کا رواج بہت زیادہ نہیں لیکن اب بھی ہر سال کچھ نہ کچھ خبریں سننے میں آہی جاتی ہیں کہ بعض لوگوں نے اپریل فول منایا، جو لوگ بے سوچے سمجھے اس رسم میں شریک ہوتے ہیں وہ اگر سنجیدگی سے اس رسم کی حقیقت، اصلیت اور اس کے نتائج پر غور کریں گے تو انشاء اللہ اس سے پرہیز کی اہمیت تک ضرور پہنچ کر رہیں گے۔

مغرب کی اندھی تقلید کی وجہ سے بہت سی رسمیں مسلم معاشرہ میں رواج پا گئی ہیں۔ جیسے یوم محبت (Valantine Day) یوم پیدائش (Birth Day) شادی کی سالگرہ (Wedding Anniversary) وغیرہ انہیں میں سے ایک رسم 'اپریل فول' (April Fool) ہے، جو یکم اپریل کو منائی جاتی ہے، اس دن جھوٹ بول کر کسی کو دھوکہ دینا اور دھوکہ دے کر اسے بے وقوف بنانا نہ صرف جائز سمجھا جاتا ہے بلکہ اسے ایک قابل فخر کارنامہ تصور کیا جاتا ہے، جو شخص جتنی صفائی کے ساتھ جھوٹ بولتا ہے اور جتنا بڑا دھوکہ دیتا ہے وہ اتنا ہی قابل تعریف سمجھا جاتا ہے۔

اپریل فول کی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے اور اسلام نے جھوٹ کو کبھی گوارا نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''پس تم بتوں کی گندگی سے بچو اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرو''۔ (سورۃ الحج: ۲۲-۳۰)

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: 'کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ فرمایا: ''ہاں، ہوسکتا ہے۔'' پھر پوچھا گیا: 'کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟' فرمایا: نہیں''۔

(بیہقی باب فی حفظ اللسان: ۴/ ۲۰۷)

جھوٹ کی قباحت وشناعت اور اس کی اخروی سزا کا اندازہ صحیح بخاری (کتاب الجنائز: ۱۳۸۶) کی ایک طویل حدیث کے اس ٹکرے سے لگایا جاسکتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ بولنے والے کے انجام بد کی منظر کشی کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور ایک شخص اپنے ہاتھ میں لوہے کا آنکڑا لئے کھڑا ہے اور وہ اس آنکڑے کو بیٹھے ہوئے شخص کے کلّے میں ڈالتا ہے اور اسکو چیرتا ہے، یہاں تک کہ اس کی گدّی تک چیرتا چلا جاتا ہے، پھر وہ دوسرے کلّے کے ساتھ اسی طرح کرتا ہے (یعنی اس کو بھی گدّی تک چیرتا ہے) جب وہ کلّے اپنی اصلی حالت پر آجاتے ہیں تو پھر پہلے کی طرح وہی حرکت کرتا ہے''۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یکم اپریل کو ہنسی مذاق کے طور پر جھوٹ بولنا جائز ہے، حالانکہ اسلام نے ہنسی مذاق کے طور پر بھی جھوٹ بولنے سے منع کا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس آدمی کیلئے ہلاکت ہو جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولے، ہلاکت ہو اس کیلئے بربادی ہو اس کیلئے۔'' (جامع الترمذی، کتاب الزہد، ۲۳۱۵، سنن ابوداؤد، کتاب الادب، ۴۹۹۰)

ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندہ اس وقت تک کامل مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک وہ جھوٹ کو بالکل ترک نہ کردے خواہ ہنسی مذاق میں ہو''۔ (مسند احمد)

آدمی اپنے بھائی کو Fool (بیوقوف) بنانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے اور اس کا بھائی اس کی بات کو سچ مانتا ہے یہ بہت بڑی خیانت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات اس طرح کہو کہ وہ تمہیں سچا جان رہا ہو حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو''۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الادب، ۴۹۷۱)

اسی طرح آدمی اپنے بھائی کو Fool (بیوقوف) بنانے کیلئے مذاق کے طور پر ایسا کوئی خوفناک یا غمناک جھوٹ بول دیتا ہے جو اس کی ایذاء رسانی کا سبب بنتا ہے، یہ جائز نہیں ہے،

ایک مرتبہ چند حضرات صحابہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے، ان کا ایک ساتھی سو گیا، جس کیساتھ اس کی رسی تھی، اس کے ایک ساتھی نے مذاق کے طور پر اس کی رسی کو اٹھالیا، جب اس کی آنکھ کھلی اور دیکھا کہ رسی غائب ہے تو گھبرا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں ہے کہ کسی دوسرے مسلمان کو ڈرائے''۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الادب: ۵۰۰۴)

اپریل فول منانے میں بے دینوں کے ساتھ مشابہت بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے دین لوگوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **من تشبہ بقوم فھو منھم**۔ (سنن ابوداؤد، کتاب اللباس: ۴۰۳۱)

جو شخص کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا''۔

الغرض اپریل فول منانے میں کئی طرح کے گناہ ایک ساتھ جمع ہوتے ہیں۔ جھوٹ، دھوکہ، خیانت، اذیت رسانی، بے دینوں کے ساتھ مشابہت وغیرہ۔ لہٰذا شرعی نقطۂ نظر سے اپریل فول منانا اور اس میں حصہ لینا ناجائز و حرام ہے۔

یہ واضح رہے کہ اسلام کوئی خشک مذہب نہیں ہے اسلام نے بھی ہنسی مذاق اور خوش طبعی کی اجازت دی ہے، بشرطیکہ وہ مذاق جھوٹ، غلط، خلاف واقعہ یا دوسروں کے پریشانی کا سبب نہ ہو، خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں مزاح کے کئی نمونے موجود ہیں۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری مانگی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اونٹنی کا بچہ دے سکتا ہوں''۔ سائل نے عرض کیا: 'اونٹنی کے بچہ کا بھلا میں کیا کروں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر اونٹ اونٹنی ہی کا بچہ تو ہوتا ہے''۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الادب: ۴۹۹۸، جامع الترمذی، کتاب البر والصلۃ: ۱۹۹۱)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! دعا کیجئے کہ میں جنت میں چلی جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں کوئی بوڑھی نہیں جائے گی''۔

وہ عورت یہ سن کر رو پڑی اور جانے لگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا:

''اسے بتادو کہ وہ بڑھاپے کی حالت میں جنت میں نہ جائے گی، جوان ہو کر جائے گی۔''

(شمائل الترمذی، باب ماجاء فی صفت مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ص:۱۶)

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم بھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہنسی مذاق کرلیا کرتے تھے۔ حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں غزوہ تبوک کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا اور فرمایا: ''داخل ہوجاؤ'' وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: ''کیا میں پورا اندر داخل ہو جاؤں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں پورے ہی آجاؤ''۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الادب، ۵۰۰۰)

اسلام نے بے شک ہنسی مذاق کی اجازت دی ہے لیکن جھوٹ بہرصورت ناجائز ہے۔

یہ عجیب بات ہے کہ روزانہ سینکڑوں جھوٹ بول کر اور دھوکہ دے کر بھی بعض لوگوں کی سیری نہیں ہوتی اور اس کیلئے باضابطہ ایک دن مناتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ ہم بھی نادانستہ طور پر بے دینوں کی تقلید کر رہے ہیں اور اپنے سروں پر گناہوں کا بوجھ لاد رہے ہیں۔ خدا ہمیں اس سے بچنے کی توفیق دے آمین۔

چغل خور جنت میں نہیں جائے گا

چغل خوری بھی دراصل غیبت ہی کا ایک اعلیٰ درجہ ہے جس کے معنی فساد کی غرض سے کسی شخص کے راز کو دوسرے کے سامنے ظاہر کرنے کے آتے ہیں، قرآن کریم میں متعدد جگہ چغل خوروں پر لعنت کی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چغل خور کے بارے میں نہایت سخت وعیدیں ارشاد فرمائی ہیں: مشہور حدیث ہے۔ **لا یدخل الجنة نمام۔** (مسلم شریف: ۱/۷۰)

اسی طرح ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ تر قبر کا عذاب چغل خوری اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ (الترغیب والترہیب: ۳/ ۳۲۳)

اس لئے زبان کی حفاظت میں یہ بھی داخل ہے کہ ہم اسے چغلی کی گندگی میں ملوث ہونے سے محفوظ رکھیں۔

غیبت کرنے والا کتّا ہے

عام طور پر لوگوں کا یہ معمول ہے کہ اگر ان کے سامنے کسی شخص کی برائی کی جاتی ہے تو وہ یا تو کہنے والے کی ہاں ملاتے ہیں یا خاموش رہتے ہیں، حالانکہ یہ طریقہ شریعت کے مطابق نہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ’’**من اغتیب عنده اخوه المسلم فلم ینصره وهو یستطیع نصره ادرکه اثمه فی الدنیا والآخرة**‘‘ (الترغیب والترہیب: ۳/ ۳۳۴، عن انس رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: جس شخص کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ طاقت کے باوجود (اس کا دفاع نہ کرے) اس بھائی کی مدد نہ کرے تو اس شخص کو (اپنے مسلمان بھائی کی طرف سے دفاع نہ کرنے کا) وبال دنیا اور آخرت دونوں جگہ ہوگا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ غیبت سنکر خاموش رہنا بھی گناہ ہے، حتی الامکان اپنے مسلمان بھائی سے خوش گمان رہ کر اس کی طرف سے صفائی دینے کا اہتمام رکھنا چاہئے، یہ اہتمام رکھنا نہایت باعث اجر وثواب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنی وسعت کے مطابق مغتاب شخص کی طرف سے صفائی پیش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی مدد فرماتا ہے۔ (الترغیب: ۳/ ۳۳۵)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کی غیبت یا چغلی سنے تو اسے چھ باتوں کا التزام کرنا چاہئے:

(۱) چغل خور کی شکایت پر ہرگز یقین نہ کرے اس لئے کہ وہ خبر دینے والا شرعاً فاسق ہے۔
(۲) چغل خور کو اس کے غلط فعل پر متنبہ کرے اور اسے عار دلائے۔ (۳) چغل خور کے فعل کو دل سے برا سمجھے اور اس بنا پر اس سے ناپسندیدگی کا اظہار کرے۔ (۴) جس کی چغلی کی گئی ہے اس کی طرف سے بدگمان نہ ہو۔

(۵) چغل خور نے جو بات پہنچائی ہے اس کی کھود کرید اور تحقیق اور تفتیش میں نہ پڑے۔
(۶) چغل خور کے فعل کو کسی دوسرے سے بیان نہ کرے ورنہ خود چغلی کرنیوالے کے درجے میں آجائے گا۔ (احیاء العلوم: ۳/ ۹۴)

حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عذاب کی تین قسمیں ہیں ایک حصہ غیبت سے ہوتا ہے دوسرا حصہ چغلی کرنے سے اور تیسرا پیشاب سے نہ بچنے پر۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمان کے دین میں غیبت کا اثر آکلہ بیماری سے زیادہ خطرناک صورت میں رونما ہوتا ہے جس طرح مرض آکلہ پورے بدن انسانی کو گلا دیتا

ہے اسی طرح غیبت کا مرض دین کو چٹ کر جاتا ہے۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی شخص کی غیبت کی تو آپ نے فرمایا: خبردار! غیبت مت کرنا، یہ عمل ان لوگوں کی غذا ہے جو انسانوں کی صورت میں کتے ہیں، ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ میری غیبت کرتے ہیں، آپ نے جواب دیا کہ میری نظر میں تمہاری اتنی قدر نہیں کہ مفت میں اپنی نیکیاں تمہارے حوالے کر دوں۔

جس جگہ رحمتوں کی بارش تھی
اس جگہ آگ کی ہوائیں ہیں
دل یہ کہتا ہے مجھ سے اے صائمہ
سب یہ اعمال کی سزائیں ہیں

اے اللہ ہمیں زبان کی حفاظت کرنے والا اور زبان کو صحیح باتوں کے لئے استعمال کرنے والا بنائے۔ آمین ثم آمین!

بداخلاقی اور بے حیائی، سود خوری اور رشوت خوری کی وجہ سے ہے

آج کل رشوت ایک ایسی بلا اور وبا کی صورت اختیا کر گئی ہے الامان والحفیظ پوری دنیا میں ایک اندازہ کے مطابق ۸۰ ر سے لے کر نوے فیصد معاملات رشوت کی بنیاد پر ہوتے ہیں، حق والے کو حق کے لئے بھی رشوت اور ناحق کو بے جا حق کے لئے بھی رشوت عام ہے۔

لیکن پھر بھی لوگ اس کو شیر مادر سمجھ کر کھا رہے ہیں، ہر رشوت خور اور رشوت دینے والا خود کو مجبور سمجھتا ہے، رشوت دینے والے کے لئے تو صرف یہ بہانہ کافی ہے کہ مجبوری ہے کیا کریں؟ جب تک رشوت نہ دیں کام نہیں ہوتا، حالانکہ اکثر جگہوں میں رشوت دینے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی اور

رشوت لینے والے اپنی بے جا خواہشات بڑھا دیتے ہیں۔ علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''الرشوۃ بالکسر مایعطیه الشخص الحاکم وغیرہ لیحکم له او یحمله علی مایرید''۔

'' اپنے حق میں فیصلہ یا اپنی چاہت کے مطابق حاکم وغیرہ کو آمادہ کرنے کے لئے کچھ دینا''۔ (اسلامی معیشت، ص:۱۲۸)

رشوت کی چند صورتیں

☆ ناحق کارسازی کے لئے مال دینا۔

☆ کسی کا حق مارنے کے لئے مال دینا۔

☆ کسی پر ظلم کرنے کے لئے کچھ دینا۔

☆ اپنی متعین و معلوم ڈیوٹی پر لوگوں سے کچھ لینا، پھر ان کا کام کرنا۔

شرعاً حرام اور قانوناً ممنوع کاموں کے لئے دینا، مثلاً پولیس والے کسی قانونی مجرم سے کچھ لے کر چھوڑ دیں، کسی نے ٹریفک کے قانون کی خلاف ورزی کی، اس سے کچھ لے کر اس کو چھوڑ دیا، یا ڈرائیوروں سے ماہانہ بھتہ وصول کرتے ہیں اور وہ پھر پورا مہینہ قانون کی خلاف ورزیاں کرتے رہتے ہیں۔

کسی کی ضمناً حق تلفی کا احتمال ہو، تو وہاں بھی لینا حرام ہے، مثلاً کسی کے ہاتھ میں چند نوکریاں یا ٹھیکے ہیں، کسی سے کچھ لے کر نوکری یا ٹھیکہ دینا، یہ واجب کی ادائیگی میں خیانت ہے اور خیانت کا معاوضہ تو رشوت ہے۔

ہدیہ کب حرام ہو جاتا ہے

علماء نے لکھا ہے کسی کو عالم سمجھ کر ہدیہ دیا اور وہ جاہل تھا تو جاہل کیلئے یہ ہدیہ حرام ہے، یا کسی کو عالی نسب علوی یا سید سمجھ کر ہدیہ دیا اور وہ بے کار نسب والا تھا تو اس کیلئے یہ ہدیہ حرام ہے۔ ان

لوگوں کو سوچنا چاہئے، جو حقیقت میں جاہل ہیں اور خود کو علماء ظاہر کر کے ہدیہ وصول کرتے ہیں یا خود کو اصلی باصلاحیت مرشد ظاہر کرتے ہیں اور حقیقت میں ٹھگ پیر ہوتے ہیں۔اس طرح لوگوں سے ہدیہ بٹورتے ہیں، یہ سب حرام ہے لوگوں کی عادت ہے کہ وہ نیک علماء اور نیک مرشدین کو ہدیہ دیتے ہیں، اپنی وضع اور اوصاف میں دھوکہ دہی سے پرہیز ضروری ہے، اگر کوئی دھوکہ باز نہیں نہ مرشد ہے نہ عالم، کوئی اسکو عالم یا مرشد سمجھے بغیر ہدیہ دے رہا ہے تو جائز ہے۔

رشوت کے مال کا حکم

رشوت اجارہ محرمہ باطلہ ہے۔رشوت کا مال حرام اور غیر مملوک ہوتا ہے۔اس مال سے کئی گناہ لازم آتے ہیں۔

☆ رشوت کا گناہ۔

☆ مالک کی حق تلفی۔

☆ اس حرام مال سے مزید کمانا۔

☆ اگر رشوت کا مال کسی چیز کے عوض میں دیا تو وہ چیز بھی ناجائز ہوگی۔

☆ رشوت کا مال کسی کو بطور احسان یا ثواب یا بطور ہدیہ دینا بھی صحیح نہیں۔دوسرے کے لئے بھی وبال ہے۔

☆ رشوت کی کمائی کار خیر مسجد یا مدرسہ میں صرف صحیح نہیں۔

☆ اس مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

☆ میراث میں اس مال کو حاصل نہیں کرسکتا۔

جہاں تک ہوسکے یہ مال مالکوں کو واپس کردے یا منت سماجت سے معاف کروادے یا ان کو کوئی معاوضہ دے، بڑے بڑے مناصب اور عہدوں پر فائز لوگوں نے جو رشوتیں لی ہیں، اگر ان کے مالک معلوم ہیں تو ان کو واپس کردی جائیں۔ اگر مالکوں کی طرف لوٹانا مشکل ہو تو پھر بیت المال میں داخل کردیں، کیوں کہ ان لوگوں نے یہ رشوتیں اپنی ڈیوٹیوں کے عوض لی ہیں، جن میں یہ تمام مسلمانوں کی طرف سے اپنے عمل میں نائب تھے۔ بیت المال میں رشوت کا مال جمع ہوگیا تو گویا پھر مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا۔ (اسلامی معیشت: ص ۱۳۳-۱۳۵)

انسان کا دھوکہ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عمدہ مثال بیان فرمائی ہے کہ جب بھیڑ یعنی بکرے کے جسم پر بال زیادہ آتے ہیں تو ان بالوں کو اتارنے کے لئے اس کے چاروں پاؤں کو باندھ دیا جاتا ہے، تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ مجھے قصاب کے حوالہ کردیا گیا، مگر جب بال اتار کر اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں تو دھوکہ میں تھا، اس نے صرف میرے بال اتارنے کے لئے مجھے لٹایا تھا، میری کھال اور میرے گوشت کی اس کو ضرورت نہ تھی، پھر جب اس کے بال بڑھ جاتے ہیں تو اس کے پاؤں کو باندھا جاتا ہے تو یہی سمجھتا ہے کہ مجھے قصاب کے حوالہ کردیا گیا اور مجھے ذبح کردیا جائے گا لیکن جب اس کے بالوں کو اتار کر چھوڑ دیا جاتا ہے تو اس کے ذہن میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے کہ ہاتھ پیر جو باندھے جاتے ہیں وہ ذبح کرنے کے لئے نہیں بلکہ بالوں کو اتارنے کے لئے، لیکن آخری مرتبہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کو قصاب کے حوالہ کیا جاتا ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھتے ہیں تو یہی سمجھتا ہے کہ بالوں کو اُتارا جائے گا، حالانکہ اس کی گردن پر

چھری پھیر دی جاتی ہے اسی طرح انسان کا بھی حال ہے کہ ایک بار بیمار ہوتا ہے تو وہ یہ خیال کرتا ہے کہ شاید میرا انتقال ہو جائے گا لیکن جب تندرست ہو جاتا ہے افاقہ پا جاتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے، پھر اگر بیمار پڑتا ہے تو اسے اندیشہ ہوتا ہے موت کا، مگر جب افاقہ ہو جاتا ہے اور صحت لوٹ آتی ہے تو پھر مطمئن ہو جاتا ہے، اسی طرح پھر بیمار ہوتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں افاقہ پا جاؤں گا اور تندرست ہو جاؤں گا، حالانکہ اسی بیماری میں اسے موت آجاتی ہے اور اسے توبہ کی توفیق نہیں ہوتی۔ اللہ ہم سب کو سمجھ بوجھ عطا فرمائے۔

قنوتِ نازلہ کا حکم اور ادائیگی کا طریقہ

موجودہ زمانے میں قتل وغارت گری اتنی زیادہ عام ہو چکی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ارشاد روز روشن کی طرح واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **والذی نفسی بیدہ! لا تذھب الدنیا حتی یاتی علی الناس یوم لا یدری القاتل فیھم قتل، ولا المقتول فیم قتل۔** (رواہ مسلم، رقم الحدیث: ۲۹۰۸، ص: ۱۱۸۲، دار السلام)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ یہ دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ایک ایسا دن آجائے کہ قاتل کو یہ معلوم نہیں ہوگا کہ وہ کس وجہ سے قتل کر رہا ہے اور نہ ہی مقتول کو معلوم ہوگا کہ اسے کس جرم میں قتل کیا گیا؟“۔

اور پھر اسی پر بس نہیں یہ قتل وغارت اتنی بڑھی کہ اس کا رُخ ایک عالمی طاغوتی منصوبہ کے تحت باقاعدہ طور پر عامۃ الناس سے وارثان انبیاء، علماء اور طلبا کی طرف موڑ دیا گیا، اس میں

کوئی شک نہیں کہ یہ وارثان انبیاء تو شہادت جیسے مرتبہ عظمیٰ پر فائز ہونے والے ہیں، لیکن ان کے قتل کے منصوبے بنانے والے اور اس فعل بد میں شریک ہونے والوں کی بدبختی کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ان اہل اللہ کی دشمنی پر کمر بستہ ہیں۔

برہنہ سر اسلامی تہذیب کے خلاف ہے

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں میں دینی احکام اور اسلامی تہذیب کا احترام دن بہ دن کم ہوتا جارہا ہے، اس کے برخلاف مغربی تہذیب کو عام کرنے کی کوششیں چوطرف سے اور مختلف ذرائع سے عام ہوتی جارہی ہیں۔ نتیجتاً ایک ٹوپی ہی کیا سارا لباس بلکہ پوری معاشرت ہی اسلامی خصوصیات وامتیازات سے محروم ہوگئی ہے۔ یہ صورت حال افسوسناک ضرور ہے مگر تہذیبی تصادم اور مغرب کے ناحق دباؤ نیز عالم اسلام کی تہذیبی مغلوبیت کے مدنظر تعجب خیز بالکل نہیں ہے۔ تعجب صرف اس پر ہوتا ہے کہ بعض جدید وغیر معتبر افکار کے حاملین اور یورپ سے درآمدہ فیشنوں کو کلیین چٹ بلکہ اسلامک لیبل کس طرح دیدیتے ہیں؟ بیماری حد سے بڑھ جائے اور بدعملی قابو سے نکل جائے تو اسے صحت اور نیکی کا نام دے کر قبول کرلینا اور بڑھاوا دینا کسی عقل مند کے نزدیک صحیح نہیں ہوسکتا۔

برہنہ سر رہنے یا نماز پڑھنے کا چلن انگریزوں کی آمد سے پہلے مسلم معاشرہ میں کہیں نظر نہیں آتا، علماء وصلحاء تو سر ڈھانک کر رہتے ہی تھے، عام شرفاء بھی اسے تہذیب وشرافت کا لازمہ سمجھتے تھے۔

امام ابن جوزی تلبیس ابلیس میں فرماتے ہیں: ''سمجھ دار آدمی سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ سر کا کھلا رکھنا بری بات اور ناپسندیدہ حرکت ہے، کیونکہ اس میں ترک ادب اور شرافت کی خلاف ورزی پائی جاتی ہے''۔

شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں: ’’ننگے سر لوگوں میں گھومنا پھرنا (مسلمانوں کے لئے) مکروہ ہے‘‘۔ (بحوالہ فتاویٰ رحیمیہ: ۱۵۰/۸)

ہندوستانی مسلمانوں میں برہنہ سری انگریزوں کی آمد کے بعد اور عالم عرب میں مغربی ممالک سے تعلقات کے بعد وجود میں آئی ہے۔ لیکن یہ تقلید فرنگ شروع میں صرف دفتروں، کالجوں اور بازاروں تک محدود تھی، مذہبی مجلسوں میں اور مسجدوں میں لوگ اس طرح شرکت کو سخت معیوب سمجھتے اور اس سے احتراز کرتے تھے۔ گویا یہ پہلا مرحلہ تھا جب کہ مسلمانوں نے اسلامی تہذیب کو اسلامی سرگرمیوں کے ساتھ مخصوص کر کے انگریزی تہذیب کو زندگی کے بقیہ مرحلوں میں اختیار کر لیا تھا۔ پھر جب طبیعتیں اس اجنبی تہذیب سے مانوس ہوگئیں اور ایک نسل گذر گئی تو اگلی نسل کے لئے یہ جدید کلچر ہی پسندیدہ کلچر بن گیا اور سابقہ تہذیب اجنبی سی ہوگئی۔

اب جدید تعلیم یافتہ طبقے میں ٹوپی پہننا ایسا ہی معیوب ہو گیا ہے جیسے چند سال قبل ننگے سر رہنا معیوب تھا، یہ سب تہذیب جدید یا یہودیوں کی عالمی واحد تہذیب (یعنی گلوبلائزیشن) کی کوششوں کی دین ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا علمائے دین اور امت کے مصلحین کا کام بہرصورت اسلامی ثقافت اور تہذیب کا تحفظ کرنا اور قوم کے اندر اس کے شعور کو باقی رکھنے کی فکر کرتے رہنا ہے، چاہے قوم اس کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ ہر زمانہ میں ایسا ہی ہوتا رہا ہے بلکہ جب ایسا نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سخت پکڑ فرمائی، قرآن کریم میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں اس لئے بطور اتمام حجت کے یہ چند سطریں تحریر کی جا رہی ہیں۔

قرآن کریم میں خود نماز و عبادت کے لئے مکمل لباس اور کامل زینت اختیار کرنے کی ترغیب موجود ہے، سورۃ الاعراف میں ارشاد ربانی ہے: ’’یبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد‘‘ یہ اگر

چہ برہنہ بدن کعبۃ اللہ کا طواف کرنے والوں کو دی گئی ہدایت ہے مگر مفسرین کرام نے ''کل مسجد'' کے عموم سے یہی سمجھا ہے کہ اس میں نمازوں اور دیگر عبادات کے ادا کرنے اور مقدس مقامات پر جانے کے لئے بھی مکمل لباس اختیار کرنا داخل وشامل ہے۔ اور کل لباس میں جہاں کرتا پاجامہ داخل ہے وہیں ٹوپی یا عمامہ بھی شامل ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا برہنہ سر رہنا یا نماز پڑھانا ثابت نہیں ہے۔ مشہور حسن سلمان نے ''الدین الخالص'' سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت احرام کے علاوہ ننگے سر نماز پڑھانے کا کوئی ثبوت نہیں ہے اگر آپ نے پڑھائی ہوتی تو احادیث میں ضرور منقول ہوتا، اگر کسی کو اس کے ثبوت کا دعویٰ ہے تو دلیل اس کے ذمہ ہے۔ والحق احق ان یتبع۔ (القول المبین، ص، ۵۷)

متعدد روایتوں میں آپ کے سر مبارک کا عمامہ یا ٹوپی سے آراستہ ہونا مروی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سفید ٹوپی استعمال فرماتے تھے۔ (شعب الایان: ۱۳/۲۵۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ (جامع صغیر: ۲/۱۲۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی عمامے کے تحت بھی اور بغیر عمامے کے بھی استعمال فرماتے تھے۔ (جامع صغیر: ۲/۱۲۰)

حضرت ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک ٹوپی دے کر اس کے استعمال کی ہدایت دی تھی۔ (فتح الباری: ۱۰/۲۲۳)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مرض الوفات میں آخری خطبہ دینے کے لئے مسجد میں تشریف لائے تھے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک عمامہ یا سرخ پٹی سے ڈھکا ہوا تھا۔ (بخاری: ۱/۵۳۶)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین ٹوپیاں تھیں ایک کنٹوپ بھی تھی جسے سفر میں استعمال فرماتے تھے۔ (تخریج احادیث الاحیاء، ۶/۱۱۰)

ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تھے اس کے نیچے ٹوپی بھی پہنتے تھے، کبھی بغیر ٹوپی کے بھی عمامہ باندھتے تھے، کبھی بغیر عمامہ کے صرف ٹوپی بھی پہن لیتے تھے۔ (زادالمعاد: ۵۱)

یہی بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایتاً بھی منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹوپی استعمال فرماتے تھے عمامے کے ساتھ بھی بنا عمامے کے بھی۔ (جامع صغیر: ۲/۱۲۰)

یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اور عادت شریفہ تھی۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عام رواج بھی یہی تھا کیوں نہ ہوتا؟ وہ لوگ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا کے عاشق اور اس کے متبع تھے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محرم کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کون کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قمیص، شلوار، عمامہ اور ٹوپی نہ پہنے''۔ (بخاری: ۲/۴۴)

معلوم ہوا کہ ٹوپی کا پہننا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معاشرہ کی عام بات تھی، تب ہی تو آپ نے دوسرے لباس کے ساتھ اس کا بھی ذکر فرمایا۔ فلتان بن عاصم سے مروی ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کے لئے پہونچے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کپڑوں اور ٹوپیوں میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔ (مجمع الزوائد: ۲/۱۸۴)

اسی طرح ترمذی میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شہید کی فضیلت بیان کرتے ہوئے بتلا رہے تھے کہ اس کے بلند ترین مقام کو یوں سر اٹھا کر دیکھا جائے گا، جب آپ نے سر پیچھے کیا تو ٹوپی سر سے گر گئی۔ (ترمذی: ۳/۲۴۱)

اس کے علاوہ متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور تابعین عظام کے بارے میں روایات موجود ہیں کہ وہ ٹوپی کا استعمال فرمایا کرتے تھے۔ بخاری شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ ریشم کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھے گئے۔ (۲۷۰/۴)

اسی طرح ابواسحاق کے بارے میں ہے کہ انہوں نے نماز کی حالت میں ٹوپی نکال کے رکھی پھر اٹھا کے پہن لی۔ (۵۱۵/۱)

مصنف ابن ابی شیبہ میں تو متعدد احادیث موجود ہیں، مثلاً جلد دوم کتاب الصلوٰۃ میں حضرت شریح، اسود، عبداللہ ابن زید، سعید ابن جبیر، علقمہ، مسروق کے بارے میں اور جلد ۱۲ کتاب اللباس میں حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور ضحاک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ٹوپیوں کا استعمال کرنا منقول ہے۔ اسی طرح حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بخاری شریف میں مروی ہے کہ صحابہ کرام ٹوپیوں اور عمامے کی کوروں پر سجدہ کرلیا کرتے تھے۔ (بخاری: ۲۳۲/۱)

اس سے تو صحابہ کرام کا عموم استعمال صراحتاً معلوم ہوگیا۔ فتح الباری میں عبداللہ بن ابی بکر سے مروی ہے کہ قرآن کریم کے تمام قراء (صحابہ) کے پاس ٹوپیاں ہوا کرتی تھیں۔ (۳۵۴/۱۶)

اسی لئے ابن عربی فرماتے ہیں: ”ٹوپی انبیاء، صالحین واولیاء کے لباس میں داخل ہے۔ سر کی حفاظت کرتی ہے اور عمامہ کو جماتی ہے، جو کہ سنت ہے۔ البتہ سر سے چمٹی ہوئی ہو بلند نہ ہو، البتہ اگر آدمی بخارات دماغ کے خروج کی ضرورت محسوس کرے تو سوراخ دار بلند ٹوپی بھی پہن سکتا ہے۔“ (فیض القدر: ۲۹۹/۵)

فتح الباری کتاب الحج میں محرم کے لئے سر ڈھانکنے کے متعدد طریقے کا ذکر کر کے ان کے احکام بیان کئے گئے ہیں۔(۱۸۶/۵)

جس سے اتنا تو معلوم ہو ہی جاتا ہے کہ سر ڈھانکنا قدیم رواج ہے۔مذکورہ بالا احادیث وآثار جن میں بعض صحیح اور بعض ان کی مؤید ہیں یہ بتلا رہی ہیں کہ سر کو ڈھکنا یعنی ٹوپی یا عمامہ سے آراستہ رکھنا بالخصوص نماز کے اندر برہنہ سری سے بچنا اسلامی تہذیب کا حصہ اور مسنون لباس میں داخل وشامل ہے۔اس کے برخلاف ٹوپی نہ پہننے یا برہنہ سر رہنے کی ترغیب وفضیلت کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔نہ صحیح حدیثوں میں نہ ہی ضعیف روایتوں میں۔پس معلوم ہوا کہ موجودہ زمانے کا یہ فیشن اور سلفیوں کا چلایا ہوا چلن غیر اسلامی اور ناپسندیدہ ہے جس سے احتیاط کرنا ضروری ہے۔ جہاں تک ان لوگوں کا ان روایتوں سے استدلال کرنے کا تعلق ہے جن میں ایک اور دو کپڑوں میں نماز پڑھنے کا ذکر ہے۔وہ یا تو وقتی ضرورت پر محمول ہے یا بیان جواز کے لئے ہے ،ورنہ دوامی معمول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر ڈھانک کر رہنا ہی ہے۔ بالخصوص نمازوں میں تو کبھی ننگے سر امامت فرمائی ہی نہیں۔

اہل حدیث کے یہاں بھی ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے

شیخ ناصر الدین البانی ایک بڑے عالم گذرے ہیں ۔سلفی علماء اور عوام انہیں خاتمۃ المحدثین سمجھتے ہیں، چونکہ ننگے سر کا کلچر اسی طبقے سے عام ہو رہا ہے بلکہ باقاعدہ کیا جا رہا ہے ان کی چشم کشائی کے واسطے شیخ کی تحقیق ذیل میں نقل کی جا رہی ہے وہ فرماتے ہیں:

’’جہاں تک ہماری تحقیق کا تعلق ہے تو ہمارے نزدیک ننگے سر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔اس

لئے کہ نماز کا مکمل ہیئت اسلامی میں ادا کرنے کا پسندیدہ ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالیٰ اس بات کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اس کے لئے اپنے آپ کو سنوارا جائے، نیز ننگے سر رہنے کی عادت ڈال لینا، یا بازاروں میں ننگے سر گھومنا یا مقامات عبادت میں ننگے سر داخل ہونا سلف صالحین کے مبارک عرف میں ہیئت حسنہ کے خلاف اور غیر اسلامی تہذیب کا امتیاز ہے، جو کفار کے بلاد اسلامیہ میں داخل ہونے کے بعد شائع ہوا ہے، وہاں کے مسلمانوں نے بلا دلیل شرعی ان بری عادتوں کو قبول کر کے اس مسئلے میں اسی طرح بعض اور تہذیبی مسائل میں بھی اپنے بڑوں کی تقلید ترک کر دی ہے پس یہ نئی رسم اس لائق نہیں ہے کہ اسلام کے سابقہ عرب اور طریقے کے مقابل بن سکے اور نہ ہی اس رسم کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھنے کا جواز نکالا جا سکتا ہے''۔

اس کے بعد بعض علماء کے غلط استدلال کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''جہاں تک مصر کے بعض علماء کا حج کے دوران سر کھلے رکھنے اور اسی طرح نماز پڑھ لینے سے استدلال کا تعلق ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان کا قیاس قیاس مع الفارق ہونے کی وجہ سے فاسد ہے۔ اس لئے کہ اولاً تو وہ مناسک حج کے ساتھ خاص ہے اور شعار حج میں سے ہے اس کو عام نہیں کیا جا سکتا۔ اور اگر اس سے ہر حال میں سر کھلے رکھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت نکل سکتا ہے تو پھر وجوباً ماننا پڑے گا جوازاً نہیں، کیوں کہ احرام میں سر کھلا رکھنا واجب ہے، یعنی ننگے سر نماز پڑھنے کو واجب کہنا پڑے گا، جو کوئی نہیں کہتا۔ پس یہ ایسا الزام ہے کہ ان لوگوں کو اپنے قیاس فاسد سے رجوع کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، ہمیں امید ہے کہ یہ علماء اپنی غلطی سے رجوع کر لیں گے۔ (تمام المنة فی التعلیق علی فقہ السنة: ۶۵/۱۶۴)

نوٹ: ہم نے اس سلسلہ میں فقہائے کرام کے موافق اور فقہی احکام اس لئے نقل نہیں کئے کہ جس طبقے کو متوجہ کرنا مقصود ہے اس کی نظر میں اس کا کوئی مقام اور احترام نہیں ہے۔ ورنہ فقہاء کرام بلکہ غیر مقلدین کے معتبر و معتدل علمائے کرام کے فتاویٰ بھی اسی کی تائید کرتے ہیں۔

جہنم میں لے جانے والے گناہ

’بڑی خرابی ہے اُس شخص کی جو پیٹھ پیچھے دوسروں پر عیب لگانے والا، (اور) منہ پر طعنے دینے کا عادی ہو، جس نے مال اِکٹھا کیا ہو اور اُسے گنتا رہتا ہو۔ وہ سمجھتا ہے کہ اُس کا مال اُسے ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ ہرگز نہیں! اُس کو تو ایسی جگہ میں پھینکا جائے گا جو چورا چورا کرنے والی ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم وہ چورا چورا کرنے والی چیز کیا ہے؟ اللہ کی سلگائی ہوئی آگ، جو دلوں تک جا چڑھے گی۔ یقین جانو! وہ اُن پر بند کردی جائے گی، جبکہ وہ (آگ کے) لمبے چوڑے ستونوں میں (گھرے ہوئے) ہوں گے۔‘‘ (سورۃ ’’الھُمَزَۃ)

’’وَیْلٌ‘‘ کے معنی بربادی، بڑی خرابی اور عذاب کے ہیں، نیز جہنم کی ایک وادی کا نام بھی ’’وَیْل‘‘ ہے، یعنی جو حضرات تین گناہوں (غیبت، کرنے، طعنہ دینے اور ناحق مال جمع کرنے) میں مبتلا ہیں، انہیں جہنم کی ’’وَیْلٌ‘‘ نامی وادی میں ڈالا جائے گا۔ سورۃ الماعون میں مذکور ہے کہ نمازوں میں کوتاہی کرنے والوں کو بھی جہنم کی اسی وادی میں ڈالا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

’’ھُمَزَۃٌ‘‘ اور ’’لُمَزَۃٌ‘‘ مبالغہ کے صیغہ ہیں۔ ’’ھَمْزٌ‘‘ کے معنی اشارہ بازی کرنے کے اور ’’لَمْزٌ‘‘ کے معنی عیب لگانے یا طعنہ دینے کے ہیں۔ کسی شخص کا مذاق اُڑانا، کسی کا عیب نکالنا، کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا یعنی غیبت کرنا، اسی طرح کسی کو طعنہ دینا، کسی کو ذلیل کرنا اور برا بھلا کہنا، یہ

ساری شکلیں اس آیت کے تحت داخل ہیں اور یہ سب گناہِ کبیرہ ہیں، جن سے بچنا ہر شخص کے لیے ضروری ہے۔ ان گناہوں میں مبتلا ہونے والے اشخاص کو جہنم میں سخت عذاب دیا جائے گا، اگر موت سے قبل حقیقی توبہ نہیں کی۔

غرض یہ کہ اللہ کے بندوں میں بدترین لوگ وہ ہیں جو چغل خوری کرتے ہیں اور دوستوں و رشتہ داروں کے درمیان جھگڑا کراتے ہیں، شریفوں کی پگڑیاں اُچھالتے ہیں اور بے گناہ لوگوں کے عیب تلاش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات، آیت: ۱۱ میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اُڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ جن کا مذاق اُڑا رہے ہیں خود اُن سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ جن کا مذاق اُڑا رہی ہیں خود اُن سے بہتر ہوں۔ اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو، اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔ ایمان لانے کے بعد گناہ کرنا بہت بری بات ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں سے باز نہ آئیں تو وہ ظالم لوگ ہیں۔''

اس آیت میں ہمیں غیبت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے ارشادِ نبوی کی روشنی میں سمجھیں کہ غیبت کیا چیز ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے فرمایا:

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کی اس چیز کا ذکر کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہو۔ کہا گیا: اگر وہ چیزیں اس میں موجود ہوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ: اگر وہ چیز اس کے اندر ہو تو تم نے غیبت کی اور اگر نہ ہو تو وہ بہتان ہوگا۔'' (صحیح مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ غیبت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے

لوگوں کے سامنے کسی کی برائیوں اور کوتاہیوں کا ذکر کیا جائے جسے وہ برا سمجھے اور اگر اس کی طرف ایسی باتیں منسوب کی جائیں جو اس کے اندر موجود ہی نہیں ہیں تو وہ بہتان ہے۔ کسی مسلمان بھائی کی کسی کے سامنے برائی بیان کرنا یعنی غیبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے مردار بھائی کا گوشت کھانا۔ بھلا کون ایسا ہوگا جو اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے غیبت سے بچنے کا حکم دیا ہے اور اس سے نفرت دلائی ہے، ارشادِ باری ہے:

''تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی۔ (الحجرات:۱۲)

معراج کے سفر کے دوران حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جنت و دوزخ کے مشاہدہ کے ساتھ مختلف گناہگاروں کے احوال بھی دکھائے گئے، جن میں سے ایک گناہگار کے احوال پیش کرتا ہوں، تاکہ اس گناہ (غیبت) سے ہم خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچنے کی ترغیب دیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس رات مجھے معراج کرائی گئی، میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں (یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں) اور ان کی بے آبروئی کرنے میں پڑے رہتے ہیں۔'' (ابوداود)

الَّذِیْ جَمَعَ مَالاً وَّعَدَّدَہٗ۔ جو ناحق طریقہ سے مال حاصل کر کے گن گن کر رکھتا ہو۔ دیگر آیاتِ قرآنیہ واحادیثِ نبویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً مال کا جمع کرنا گناہ نہیں ہے، بلکہ مال اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے، جس کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی

دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔لیکن شریعتِ اسلامیہ نے ہر شخص کو مکلف بنایا ہے کہ وہ صرف جائز وحلال طریقہ سے ہی مال کمائے، کیونکہ کل قیامت کے دن ہر شخص کو مال کے متعلق اللہ تعالیٰ کو جواب دینا ہوگا کہ کہاں سے کمایا یعنی وسائل کیا تھے؟ اور کہاں خرچ کیا؟ یعنی مال سے متعلق حقوق العباد یا حقوق اللہ میں کوئی کوتاہی تو نہیں کی؟ غرض یہ کہ حصولِ مال کے لیے کوشش اور جستجو کرنا، نیز مستقبل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مال جمع کرنا مذموم نہیں ہے، اگر مال کو جائز وسائل سے حاصل کیا جا رہا ہے اور حقوق کی ادائیگی مکمل کی جا رہی ہے۔

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ۔ مال کی محبت میں وہ اس طرح منہمک ہو گیا کہ وہ آخرت کو بھول گیا، اور اس کے اعمال سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ میں ہمیشہ زندہ رہوں گا، حالانکہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے، سوائے اللہ کی ذات کے۔ حکومت اللہ ہی کی ہے، اور اُسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ انسان جہاں بھی ہوگا، ایک نہ ایک دن موت اُسے جا پکڑے گی، چاہے وہ مضبوط قلعوں میں ہی کیوں نہ رہ رہا ہو۔ ہر شخص کا مرنا یقینی ہے، لیکن موت کا وقت اور جگہ سوائے اللہ کی ذات کے کسی بشر کو معلوم نہیں، چنانچہ بعض بچپن میں، تو بعض عنفوانِ شباب میں اور بعض ادھیڑ عمر میں، جبکہ باقی بڑھاپے میں داعیِ اجل کو لبیک کہہ جاتے ہیں۔

بعض صحت مند تندرست نوجوان سواری پر سوار ہوتے ہیں، لیکن اُنہیں نہیں معلوم کہ وہ موت کی سواری پر سوار ہو چکے ہیں، لہٰذا ہمیں توبہ کر کے نیک اعمال کی طرف سبقت کرنی چاہیے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پانچ اُمور سے قبل پانچ اُمور سے فائدہ اُٹھایا جائے: بڑھاپا آنے سے قبل جوانی سے، مرنے سے قبل زندگی سے، کام آنے سے قبل خالی وقت سے، غربت آنے سے قبل مال سے، بیماری سے قبل صحت سے۔

كَلَّا لَيُنۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ۔ ہرگز نہیں! اُس کو تو ایسی جگہ میں پھینکا جائے گا جو چورا چورا کرنے والی ہے۔ ''**الْحُطَمَة**'' یہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے، یعنی چورا چورا کر دینے والی۔

یہ کیا چیز ہے؟ یہ سوال اس کی ہولناکی بیان کرنے کے لیے ہے کہ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے، بلکہ اس پوری کائنات کے پیدا کرنے والے کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے۔

بنی اسرائیل کے ایک عابد وزاہد کی پانچ سو سال کی عبادت کا عجیب واقعہ

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م 1403ھ/ 1983ء) فرماتے ہیں۔

حدیث پاک میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے بنی اسرائیل کے ایک عابد وزاہد شخص کا، اور یہ حدیث علّامہ جلال الدین سیُوطی رحمہ اللہ نے نقل کی ہے۔

بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابد وزاہد شخص تھا، رات دن اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ چونکہ صاحبِ عیال تھا، اس لئے کمانے کا بھی کچھ دھندا تھا، دُکان کی صورت میں تھوڑی سی تجارت تھی مگر اس کا دل اس سے اُلجھا تھا اور چاہتا تھا کہ یہ سب کچھ نہ ہو، بس ہر وقت عبادت میں ہی لگا رہوں مگر سوچتا کہ بیوی بچوں کا کیا کرے بہر حال ایک دن اسے جذبہ آیا اور ساری تجارت و دولت کو اس نے بیوی بچوں کے نام کیا اور خود فارغ ہو گیا اور سب سے رخصت ہو کر سمندر کے بیچ میں پہنچ گیا۔ وہاں ایک ٹیلہ تھا، اس میں ایک چھوٹی سی جھونپڑی باندھی کہ اب ہر وقت اس میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت میں مصروف رہوں گا (ان مذاہب میں رہبانیّت جائز تھی یعنی ساری دنیا کو آدمی چھوڑ چھاڑ کر ایک کونے میں جا بیٹھے، اسلام نے اس کی اجازت نہیں دی) یہ شخص اپنے مذہب کے مطابق جا کر بیٹھ گیا گویا اس نے بڑی بھاری عبادت کی چونکہ مخلص تھا اور صاحبِ دل تھا اس لئے سمندر کے بیچ والے ٹیلے پر جہاں کوئی جہاز کشتی وغیرہ نہ آ جا سکے۔

حق تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ایک میٹھا چشمہ جاری کر دیا اور اُسی ٹیلہ پر ایک انار کا درخت اُگا دیا اس عابد کا کام یہ تھا کہ روزانہ ایک انار کھالیا اور ایک کٹورہ پانی لیا اور چوبیس گھنٹے عبادت میں مصروف۔

دن رات اسی طرح گزرتے گئے اس کی عمر پانچ سو برس ہوئی اور یہ پانچ سو برس اسی شان سے گُزرے، اب اس کے انتقال کا وقت آیا اس نے حق تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے اللہ تیرا فضل تھا کہ تو نے مجھے عبادت میں لگایا، اب میری خواہش ہے کہ مجھے سجدے کی حالت میں موت دیجئے تا کہ میرا خاتمہ عبادت کے اُوپر ہو اور دوسری درخواست یہ ہے کہ سجدے کی حالت میں میرے بدن کو قیامت تک محفوظ رکھئے گا، نہ زمین کھائے اور نہ کیڑے مکوڑے کھائیں تا کہ قیامت تک میں تیرا عبادت گزار بندہ ہی سمجھا جاؤں حق تعالیٰ نے اس کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔

عین نماز کے اندر سجدے کی حالت میں انتقال ہوا اور اس کا بدن محفوظ ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ آج تک محفوظ ہے لیکن حق تعالیٰ نے اس ٹیلے کے اوپر بڑے بڑے گنجان درخت ایسے اگا دیئے ہیں کہ وہاں تک جاتے ہوئے ہیبت کھاتے ہیں اس لئے وہاں کوئی نہیں جاتا ہے، مگر بدن آج تک محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔ وہاں نہ کوئی جانور جاتا اور نہ کوئی انسان جاتا ہے۔ اسی حالت میں حق تعالیٰ کے سامنے اس کی پیشی ہوگی، حق تعالی ارشاد فرمائیں گے کہ اے بندے میں نے اپنے فضل وکرم سے تجھے بخشا اور تجھے بڑے مقامات دیئے جنت میں جا، آرام کر، وہ بندہ عرض کرے گا کہ اے اللہ میں نے تو ساری عمر تیری عبادت میں گزاری پھر بھی تیرے فضل سے جنت میں جاؤں گا؟ میں تو اپنی عبادت کے بدلے جنت میں جا رہا ہوں، اللہ فرمائیں گے کہ نہیں ہم اپنے فضل سے جنت میں بھیج رہے ہیں وہ پھر کہے گا کہ

نہیں اے اللہ پھر میری عبادت کس کام آئے گی میں تو اپنی عبادت کے بدلے جنت میں جا رہا ہوں، اللہ حکم دیں گے اسے جہنم کے قریب لے جا کر کھڑا کر دو، جہنم میں داخل نہ کرنا اسے اتنی دور رکھو کہ جہنم کا راستہ وہاں سے پانچ سو برس کا ہو ملائکہ اسے لے جائیں گے اور لے جا کر کھڑا کر دیں گے جہنم کی طرف سے ایک گرم ہوا اور آگ کی لپٹ آئے گی اس کی وجہ سے وہ سر سے پاؤں تک خشک ہو جائے گا اور اس کی زبان پر کانٹے کھڑے ہو جائیں گے اور پیاس پیاس چلانا شروع کر دے گا اس وقت غیبی ہاتھ ظاہر ہو گا جس میں ٹھنڈے پانی کا کٹورا ہو گا، یہ عابد دوڑے گا اور کہے گا کہ اے خدا کے بندے یہ پانی مجھے دے دے میں بالکل مرنے کے حال میں ہوں- آواز آئے گی کہ پانی کا کٹورا تو تجھے ملے گا لیکن اس پانی کے کٹورے کی قیمت ہے مفت نہیں ملے گا۔ وہ پوچھے گا اس کی کیا قیمت ہے؟

کہا جائے گا اس کی قیمت خالص پانچ سو سال کی عبادت ہے وہ اگر کوئی پیش کر دے تو یہ پانی کا کٹورا اسے مل جائے گا۔

وہ عابد کہے گا کہ میرے پاس ہے پانچ سو برس کی عبادت۔

وہ عبادت دے کر پانی کا کٹورا لے لے گا، پانی پی کر کچھ جان میں جان آئے گی۔

حق تعالیٰ فرمائیں گے اسے واپس لاؤ پھر اس کی پیشی ہو گی حق تعالیٰ دریافت فرمائیں گے کہ اے بندہ تیری پانچ سو سال کی عبادت کے صلے میں تو تم آزاد ہو گئے پانچ سو برس کی عبادت کے بدلہ ایک کٹورا پانی لے لیا اور یہ قیمت تو نے خود تجویز کی لہٰذا اب تو برابر سرابر ہو گیا تیری عبادت کا صلہ تجھے مل گیا۔

اب وہ جو تو نے لاکھوں دانے انار کے کھائے اس ایک ایک دانے کا حساب دے اس کے

بدلے میں کتنی نمازیں پڑھی ہیں؟ کتنے سجدے کئے ہیں اور وہ جو ہزاروں کٹورے پانی کے پیئے ہیں ایک ایک قطرے کا حساب دے اُس پانی کے بدلہ کتنی عبادات کی ہیں؟ اور وہ جو ٹھنڈا سانس لیتا، جس سے زندگی قائم تھی، ایک ایک سانس کا حساب دے کہ اُس کے بدلہ کیا عبادات لیکر آیا ہے؟ اور وہ جو تیری آنکھوں میں ہم نے روشنی دی تھی تو تاحدِ نگاہ ایک ایک چیز کو دیکھتا تھا ایک ایک تارِ نگاہ کا حساب دے اس کے بدلے کتنی نیکیاں لایا ہے؟ پانچ سو برس کی عبادت کا صلہ تو ایک کٹورا پانی ہو گیا اب جو دوسری نعمتیں استعمال کی ہیں، ان کا حساب دے یہ عابد پتھرا جائے گا اور کہے گا کہ بیشک اے اللہ نجات آپ ہی کے فضل سے ہو گی کسی کا عمل کسی کو بھی نجات نہیں دلائے گا حقیقت یہ ہے کہ اگر لاکھوں برس عبادت کرے گا تو وہ بھی ذریعہ نجات نہیں بن سکے گی جب تک کہ فضلِ خداوندی نہ ہو۔ (جواہر پارے جلد اوّل ص 29 / بحوالہ فضائلِ تقویٰ ص 31)

بڑے بڑے گناہوں میں سے 100 بڑے گناہ

کبیرہ گناہوں کی تعریف:

ہر وہ گناہ جس کو قرآن، حدیث یا اجماع امت نے کبیرہ گناہ قرار دیا ہو، یا جس گناہ کو عظیم قرار دیتے ہوئے اس پر سخت سزا سنائی گئی ہو۔ یا اس پر کوئی حد مقرر کی گئی ہو یا گناہ کے مرتکب پر لعنت کی گئی ہو یا جنت کے حرام ہونے کا حکم لگایا گیا ہو۔

کبیرہ گناہوں سے اجتناب کی فضیلت:

فرمان الٰہی ہے (ترجمہ) اگر تم کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرو گے تو ہم تمہارے (صغیرہ) گناہوں کو معاف کر دیں گے اور تم کو باعزت مقام (جنت) میں داخل کریں گے۔ (نساء 4 / آیت 31)

مزید فرمایا (ترجمہ): اچھے کام کرنے والوں کو اچھی جزا دی جائے گی وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں سے دور رہتے ہیں اور فحاشی سے اجتناب کرتے ہیں سوائے لغزشوں کے۔ بے شک تیرا رب بڑی مغفرت والا ہے۔ (النجم/آیت ۳۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں، جمعہ سے جمعہ تک، رمضان سے رمضان تک (یہ تمام اعمال) صغیرہ گناہوں کو مٹاتے رہتے ہیں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

ذیل میں فرامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں کبیرہ گناہوں کو پڑھیے

(۱) شرک باللہ۔

(۲) ترکِ نماز۔

کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کی خبر نہ دوں، وہ ہے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (بخاری)

کفر اور بندے کے درمیان فرق نماز کا چھوڑ دینا ہے۔ (مسلم)

(۳) والدین کی نافرمانی۔

(۴) ناحق قتل کرنا۔

(۵) جھوٹی گواہی۔

کیا میں تمہیں بڑے کبیرہ گناہوں کی خبر نہ دوں؟ وہ ہیں شرک باللہ، والدین کی نافرمانی، جھوٹی گواہی اور کسی انسان کا قتل کرنا۔ (مسلم)

(۶) والدین پر لعنت بھیجنا: بے شک کبیرہ گناہوں میں ایک بڑا گناہ اپنے والدین پر لعنت بھیجنا ہے۔ آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا: ---کوئی اپنے والدین پر کیسے لعنت بھیجتا ہے؟

آپ علیہ السلام نے فرمایا: ایک شخص کسی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور اس کی ماں کو برا کہتا ہے۔ (بخاری، مسلم)

(۷ تا ۱۱) سات ہلاک خیز گناہ سات بڑے گناہوں سے بچو۔ (۱) شرک (۲) جادوگری (۳) قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) مال یتیم کو ہڑپ کر جانا (۶) میدان جہاد سے فرار ہونا (۷) مومن اور معصوم عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بخاری، مسلم)

(۱۲) ایمان نہ لانا: جنت میں مومن کے علاوہ کوئی نہیں جائے گا۔ (مسلم)

(۱۳) پڑوسی کو ایذا دینا۔ جس شخص کے پڑوسی اس کی برائیوں سے محفوظ نہ ہوں وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مسلم)

(۱۴) متکبر: جن کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ (مسلم)

(۱۵) چغل خور: جنت میں چغل خور نہیں جائے گا۔ (مسلم)

قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بدترین شخص وہ ہوگا جو دو چہرے والا ہوگا۔ یعنی ایک جگہ ایک بات کرتا ہے تو دوسرے لوگوں کے نزدیک بالکل دوسری بات کرتا ہوگا۔ منافق بھی اسی کو کہا جاتا ہے۔ (مسلم)

(۱۶) خودکشی کرنے والا: جس شخص نے زہر پی کر خودکشی کر لی، تو قیامت کے دن وہ ہمیشہ جہنم میں زہر پیتا رہے گا۔ (بخاری، مسلم)

(۱۷) رشتوں کو توڑنے والا: جنت میں قطع رحمی کرنے والا داخل نہ ہوگا، یعنی رشتوں ناتوں کو توڑنے والا۔ (مسلم)

(۱۸) حرام رزق کھانا: جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام رزق سے نشوونما پاتا ہے۔ (مسند احمد، ابن حبان)

(۱۹ تا ۲۳) احسان جتلانے والا، ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا، جادو پر یقین رکھنے والا، جادوگر کاہن، اور تقدیر کو جھٹلانے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (مسند احمد)

(۲۴) قرض ادا نہ کرنا: مقروض جب فوت ہوجاتا تو آپ علیہ السلام نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے، جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جاتا، اور شہید کے متعلق آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ قرض کے سوا باقی تمام گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مسلم)

(۲۵، ۲۶) مردوں کی مشابہت والیاں اور بے غیرت مرد: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں کی طرف نہ نظرِ رحمت سے دیکھے گا اور نہ ہی انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ (مسلم)

(۱) ماں باپ کا نافرمان، (۲) مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتیں (۳) بے غیرت مرد۔

(۲۷) بوڑھا زانی۔

(۲۸) جھوٹا حکمران۔

(۲۹) متکبر فقیر۔

مسند بزار میں ہے کہ یہ تینوں افراد جنت میں داخل بھی نہ ہونگے۔

(۳۰) غیر مسلم ذمی کو قتل کرنا: جس شخص نے ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پاسکے گا۔ بے شک جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت تک پائی جاتی ہے۔ ذمی سے غیر مسلم مراد ہے جو مسلمانوں کے ملک میں رہتا ہو۔ (بخاری)

(۳۱) اپنی رعایا کو دھوکا دینے والا حکمران: کسی شخص کو اللہ تعالیٰ عوام کا نگران بنادے اور اس کی موت کے وقت وہ اپنی عوام کو دھوکا دیتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کردیتا ہے۔ (بخاری)

(۳۲) بداخلاق: جنت میں متکبر اور بداخلاق داخل نہ ہو سکے گا۔ (ابوداؤد)

(۳۳) عوام کو مارنے والا۔

(۳۴) عریاں عورتیں۔

جہنمیوں کی دو ایسی اقسام ہیں جو میں نے اب تک دنیا میں نہیں دیکھی، ایک وہ لوگ جن کے پاس کوڑے ہونگے اور وہ لوگوں کو بلا وجہ مارا کریں گے، دوسری وہ عورتیں جو لباس پہن کر بھی عریاں رہتی ہونگی، لوگوں کو مائل کرنے والی، خود بھی مائل ہونے والی، ان کے سر کے ایسے بال ہونگے جیسے بختی اونٹنی کے کوہان۔ یہ جنت میں نہیں جائیں گی، اس کی خوشبو بھی نہ ملے گی، جب کہ جنت کی خوشبو دور دور تک جاتی ہے۔ (مسلم)

(۳۵) پیشاب کے چھینٹے: دو افراد کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے اور وہ کسی بڑے گناہ میں نہیں بلکہ ان میں سے ایک پیشاب کے چھینٹوں سے بچتا نہ تھا اور دوسرا بے حد چغل خور تھا۔ یعنی لوگوں میں ان گناہوں کو بڑا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ (بخاری)

(۳۶) جھوٹی قسم: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے۔ (بخاری)

(۳۷) جھوٹ بولنا: منافق کی تین نشانیوں میں ایک جھوٹ بولنا بھی ہے۔ (مسلم)

(۳۸) زنا کرنا: فرمانِ الٰہی ہے (ترجمہ) زنا کے قریب بھی مت جاؤ، بے شک یہ برا راستہ اور فحش کام ہے۔ (اسراء۱۶/۳۲)

(۳۹) ہم جنس پرستی: فرمانِ الٰہی ہے (ترجمہ) تم یہ بڑا فحش (اغلام بازی) کام کرتے ہو۔ جو تم سے پہلے کسی نے نہ کیا۔ (اعراف/۸۰)

(۴۰) سود خوری: سود کھانے والے، کھلانے والے، سود کا حساب کتاب کرنے والا اور سودی کاروبار کے گواہوں پر لعنت ہو، یہ سب برابر گناہ میں شریک ہیں۔ (مسلم)

(۴۱) زکوٰۃ ادا نہ کرنا: جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تو اس شخص کا مال جہنم کا انگارہ ہوگا جس کے ذریعہ اس کی پیشانی، منہ اور کمر کو داغا جائے گا اور قیامت کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہے۔ (مسلم۔احمد)

(۴۲) جھوٹا خواب بیان کرنا: جس شخص نے جھوٹا خواب بیان کیا تو اس کو قیامت کے دن جو کے دانے دو ٹکڑے کر کے جوڑنے کا حکم دیا جائے گا اور وہ اس کو کبھی نہ جوڑ پائے گا (یعنی اس کو ایسے کام پر مجبور کیا جائے گا جو وہ کر نہیں سکتا نتیجتاً وہ عذاب پائے گا)۔ (مسلم)

(۴۳) جاسوسی کرنا: جس شخص نے کسی قوم کی باتوں کو کان لگا کر سنا اور وہ قوم اس بات کو ناپسند کرتی ہو تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں پگھلا ہوا سیسا ڈالا جائے گا۔ یعنی گرم سیسے کی دھات سے عذاب دیا گائے گا۔ (مسلم)

(۴۴) جان داروں کی تصویر کشی کرنا: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مصوّروں کو سخت عذاب دیگا، یعنی جانداروں کی تصاویر اور مجسمے بنانے والے۔ (مسلم)

(۴۵ تا ۴۶) حلالہ کرنا اور کرانا: اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے اور کروانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

(۴۷) کسی کا کھانا ضائع کرنا: آدمی کے گناہ گار ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ کسی شخص کا کھانا ضائع کردے اور وہ بھوکا ہو۔ (مسلم)

(۴۸) رشوت: رشوت دینے اور لینے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

(۵۰) میت پر نوحہ کرنا: دو چیزیں لوگوں میں ایسی ہیں جو کہ کفر ہیں، حسب ونسب میں طعنہ زنی کرنا اور میت پر نوحہ خوانی کرنا۔ (مسلم)

(۵۱)مسلمانوں سے خروج: جو شخص مسلمانوں کی جماعت سے ایک بالشت بھر نکل گیا تو اس نے گویا اسلام کا طوق اپنے گلے سے اتار پھینکا اور جس شخص نے جاہلیت کی دعوت دی تو وہ جہنم کا ایندھن بنے گا اگرچہ وہ نماز و روزہ رکھتا ہو۔ (ترمذی)

(۵۲)جوابازی کرنا: فرمان الٰہی ہے (ترجمہ) (اے نبی علیہ السلام) یہ آپ سے شراب اور جوا کے بارے میں پوچھتے ہیں بتائیے کہ اس میں بڑا گناہ ہے۔ (بقرہ ۲/آیت ۲۱۹)

(۵۳)مسلمان کو گالی دینا اور قتل کرنا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔ (بخاری)

(۵۴) نبی پر جھوٹ بولنا: جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ گھڑا، تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔ (بخاری)

(۵۵) چوری: اللہ کی لعنت اس چور پر جو انڈہ چراتا ہے پھر اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ (مسلم)

(۵۶)جان دار کو مارنا: اللہ کی لعنت اس پر جو جاندار کو نشانہ بناتا ہے۔ (مسلم)

(۵۷)بدعتی کو پناہ دینا: اللہ کی لعنت ہے بدعتی کو پناہ دینے والے پر۔ (مسلم)

(۵۸) غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا: اللہ کی لعنت ہے غیر اللہ کے لئے ذبح کرنے والے پر۔ (مسلم)

(۵۹ تا ۶۰) کسی غیر کو اپنا باپ یا مالک بنانا: جس شخص نے اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کو اپنا باپ بنانے کا دعویٰ کیا اور کسی غلام نے اپنے مالک کو چھوڑ کر دوسرے کو مالک کہا تو اس پر اللہ تعالی، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (بخاری)

(۶۱) چہرے کو داغنا: رسول اللہ علیہ السلام نے ایک گدھے کے چہرے کو داغا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ جس نے گرم لوہے سے اس کو داغا ہے اس پر لعنت ہو۔ (مسلم)

(۶۲) زمین کی حد بندی: جس شخص نے زمین کی حد بندی کو بدلا (ناجائز قبضہ کیا) اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مسلم)

(۶۳ غیبت کرنا: فرمان الٰہی ہے (ترجمہ) کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرو گے۔ (حجرات/آیت ۲۱)

(۶۴) شراب کے شراکت دار: رسول اللہ علیہ السلام نے شراب کی وجہ سے 10 افراد پر لعنت فرمائی، شراب بنانے والا، بنوانے والا، پینے والا، اٹھانے والا، منگوانے والا، پلانے والا، بیچنے والا، کمائی کھانے والا، جس کیلئے خریدی جائے اور خریدنے والا۔ (ترمذی)

(۶۵) چہرے پر نقش و نگار کرنا: چہرے کی جلد کو گودنے اور نقش و نگار بنانے والیوں پر لعنت ہو۔ (بخاری)

(۶۶) بال اکھیڑنا: چہرے کے (بال اکھیڑنے) اور حسن کیلئے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں پر لعنت ہو۔ (بخاری)

(۶۸) مصنوعی بال لگانا: مصنوعی بال لگانے اور لگوانے والیوں پر لعنت ہو۔ (بخاری)

(۶۹) عورتوں کی مشابہت: عورتوں اور مردوں میں سے ایک دوسرے کی مشابہت کرنے والوں پر لعنت ہو۔ (بخاری)

(۷۰) قبروں کو سجدہ کرنا: یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا تھا۔ (بخاری)

(۷۱) پانی سے انکار: جو شخص کسی مسافر کو پانی پلانے سے انکار کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عذابِ دردناک دیگا۔ (مسلم)

(۷۲)قسم کھانے والا تاجر: جھوٹی قسمیں کھانے والا تاجر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب میں گرفتار ہوگا اور اللہ اسے نظرِ رحمت سے بھی نہ دیکھے گا۔(مسلم)

(۷۳) بیعت توڑنے والا: جو شخص بیعت دنیاداری کیلئے توڑ دے تو قیامت کے دن وہ بھی عذاب سے دوچار ہوگا۔(مسلم)

(۷۴) تہبند لٹکانا: تکبر کی بنا پر ازار، شلوار کو لٹکانا قیامت کے دن عذاب کا موجب ہوگا۔(مسلم)

(۷۵)روزہ چھوڑنا: رخصت کے بغیر جان بوجھ کر روزہ چھوڑنا اتنا بڑا گناہ ہے کہ پھر ساری زندگی کے روزے کفارہ نہیں بن سکتے۔(احمد)

(۷۶)راہ زنی کرنا: جس شخص نے ہمارے اوپر اسلحہ اٹھایا پھر وہ ہم میں سے نہ ہوگا۔(بخاری)

(۷۷)ارکان اسلام کا ترک کرنا: اسلام کے پانچ ارکان ہیں۔توحید، نماز، زکوٰۃ، حج اور روزہ رکھنا (بخاری) یعنی ان میں سے اگر کسی ایک پر ایمان نہ لایا جائے اور طاقت کے باوجود عمل نہ کیا جائے تو مسلمان نہیں رہے گا۔

(۷۸)خیانت: ایک چادر کی خیانت کرنے والے کو میں نے جہنم میں دیکھا۔(مسلم)

(۷۹) غیر فطری تعلق: وہ شخص ملعون ہے جو اپنی بیوی سے غیر فطری طریقہ سے جماع کرتا ہے۔(یعنی اس کے مقعد میں جماع کرے۔(ابوداود)

(۸۰)ظلم: ظلم کرنے سے ڈرو بے شک دنیا میں ظلم کرنا قیامت کے دن اندھیرے کو بڑھاتا ہے۔(رواہ بخاری)

یعنی جتنا ظلم دنیا میں کرے گا روز قیامت اتنے اندھیرے میں رہے گا۔

(۸۱) لوہے کیساتھ اشارہ کرنا: کسی نے اپنے ساتھی کو لوہے کے ہتھیار سے اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں۔ (بخاری)

(۸۲) بیت اللہ میں زیادتی کرنا: حرم میں الحاد (ظلم، زیادتی) کرنا اللہ کے نزدیک بدترین ہے۔ (بخاری)

(۸۳) ملاوٹ۔

(۸۴) ریاکاری۔

ملاوٹ کرنے والا ہم میں سے نہیں، ریاکاری کرنے والے کو اللہ قیامت کے دن مشہور کردے گا یعنی اس کی رسوائی کی جائے گی۔ (مسلم)

(۸۵) جادوگر کے پاس جانا: جو شخص جادوگر کے پاس صرف جائے گا تو اللہ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کریگا۔ (مسلم)

(۸۶) سونے کے برتن: سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے والے کے پیٹ میں جہنم کی آگ ہوگی۔ (مسلم)

(۸۷) ریشم اور سونا پہننا: سونے اور چاندی اور ریشم کے برتن استعمال کرنا مسلمان مردوں کے لئے ناجائز ہے کافر دنیا میں اور مسلمان آخرت میں استعمال کریں گے۔ (بخاری)

(۸۸) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالی دینا: میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی مت دو، انصار صحابہ رضی اللہ عنہم سے منافق بغض کرتا ہے۔ (بخاری)

(۸۹) نمازی کے آڑے آنا: نمازی کے آگے سے گذرنے والا اگر یہ جان لے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے، تو وہ چالیس برس کھڑا رہنا بہتر سمجھتا۔ (بخاری)

(۹۰) بھگوڑا غلام: مالک سے فرار ہونے والا غلام کفر کرتا ہے حتیٰ کہ وہ واپس لوٹ آئے۔ (مسلم)

(۹۱) گمراہی کی دعوت: جو گمراہی کی دعوت دے تو عمل کرنے والوں کا گناہ بھی داعی پر ہوگا مزید یہ کہ پیروکاروں کے گناہ میں کمی نہیں آئے گی۔ (مسلم)

(۹۲) ہم بستری کے راز: اللہ کے نزدیک بدترین وہ میاں بیوی ہیں جو اپنے ازدواجی تعلقات کے راز کو افشاء کریں۔ (مسلم)

(۹۳، ۹۴) مدینہ میں بدعت اور بدعتی کو پناہ دینا: مدینہ حرمت وعزت والی جگہ ہے جو شخص یہاں بدعت رائج کرے یا بدعتی کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (بخاری)

(۹۵) مسلمان کا ذمّہ: کسی نے مسلمان کا دیا ہوا ذمّہ (معاہدہ) توڑا تو اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (بخاری)

(۹۶) اللہ پر قسم کھانا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں کو نہیں بخشوں گا تو میں فلاں شخص کو بخش دوں گا اور قسم والے کو پکڑ لوں گا۔ (مسلم۔حدیث قدسی)

(۹۷) جمعہ کی نماز چھوڑنا: لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں وگرنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا اور ان کو غافل بنا دے گا۔ (مسلم)

(۹۸،۹۹) عورتوں کا کثرت سے لعن طعن کرنا اور شوہر کی نافرمانی کرنا: اے عورتو! صدقہ کرو بے شک میں نے اکثر اہل جہنم عورتوں کو دیکھا ہے۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا تم کثرت سے لعنت کرتی ہے اور شوہروں کی نافرمانی کرتی ہو۔ (بخاری)

(۱۰۰) شوہر کی ناراضگی: جب کوئی شوہر اپنی بیوی کو بستر پر بلائے اور وہ انکار کرے اور شوہر ناراضگی میں رات گذار دے تو اس عورت پر فرشتوں کی لعنت صبح تک جاری رہتی ہے۔ (بخاری)

☆☆☆☆☆

سحر، ساحرین، جنات اور شیاطین سے نجات کا مجرب نسخہ

سلسلہ کے تمام حضرات اس مضمون کو بار بار پڑھ کر حرزِ جان بنالیں اور پورا پورا استفادہ کریں۔

﴿حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نہایت قیمتی ملفوظات﴾

﴿جنات کیسے بھاگتے ہیں؟﴾

فرمایا: سالک طریقت کی پیشانی کے نور سے مومن جنات گرویدہ و دیگر جنات وشیاطین بھاگ جاتے ہیں، یہ نور ازلی ہوتا ہے، ہر پریشانی میں موجود ہوتا ہے، لیکن مستور ہوتا ہے، نفس کی کدورت کی جھلی اس نور کو محجوب کئے ہوتی ہے۔

نفس جب کدورت سے پاک ہوتا ہے تو یہ نور منور ہو جاتا ہے، جگمگا اٹھتا ہے، ورنہ کسی اور طرح یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا، بھاویں سوسو حیلے کرو، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال جنات وشیاطین کو جلا دیتا ہے، کوئی بھی تاب نہیں لاسکتا۔

﴿قرآن شریف شیطان کو کیسے جلاتا ہے﴾

فرمایا: سالک جب قرآن شریف کی تلاوت میں محو ہوتا ہے قرآن مجید کے نور کے جلال سے ہمزات شیاطین لاغر نحیف اور بے بس ہو کر توبہ توبہ کرنے لگتے ہیں، قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال شیطان کو جلا دیتا ہے، تلاوت قرآن، نماز، ذکر ان تینوں میں ہر مرض سے کلی شفاء ہے، ان تینوں کی کثرت مساوی ہو یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

شیطان سے بچنے کا ہتھیار

فرمایا: دیکھئے بیت اللہ، اللہ تعالیٰ کا گھر ہے ابرہہ نے چاہا تھا کہ اس گھر کے اوپر قبضہ جمائے، اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو مسلط کردیا، انہوں نے کنکریاں مار مار کر اس کے پورے لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بنادیا، بالکل اسی طرح انسان کا دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، اگر شیطان اس کی طرف قدم بڑھانا چاہے تو آپ لا الہ الا اللہ کی ضربوں سے اور اللہ اللہ کے الفاظ سے اس کے اوپر پتھروں کی بوچھاڑ کیجئے، پھر دیکھئے کہ اللہ آپ کو شیطان سے محفوظ فرمالیں گے اور قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ۔

(سورہ الاعراف، آیت:201)

ترجمہ: بلاشبہ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال بھی ان کو چھوتا ہے تو وہ اللہ کا ذکر کر لیتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حضرت مولانا) **محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی**

خلیفہ ومجاز بیعت

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حضرت حاذق الامت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹیؒ

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلالا آبادیؒ

خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ : سلسلۂ چشتیہ منظومہ: حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

سلاسل اربعہ کے مشائخ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ مشائخ کا شجرہ انفرادی اور اجتماعی طور پر پڑھنے سے مصائب دور، مسائل حل اور مقاصد پورے ہوتے ہیں، اسلئے باجازت شیخ اس کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے
اوردر ود و نعت ختم الانبیا ءکیو ا سطے
اور سب اصحاب وآل مجتبی کے واسطے
رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے واسطے
بالخصوص ان اولیائے باصفاکے واسطے
مولوی اشرف علی شمس الھدی کے واسطے
حاجی امداداللہ ذوالعطاکے واسطے
حاجی عبدالرحیم اہل غزاکے واسطے

شیخ عبدالباری شہ بے ریا کے واسطے
شاہ عبدالہادی پیر ہدے کے واسطے
شاہ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے
شہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے
شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے
بوسعید اسد اہل ورا کے واسطے
نشہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے
شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے
عبد قدوس شہ صدق وصفا کیواسطے
اے خدا شیخ محمد راہنما کے واسطے
شیخ احمد عارفِ صاحب عطاء کیواسطے
احمد عبدالحق شہ ملکِ بقا کیواسطے
شہ جلال الدین کبیراولیاء کے واسطے
شیخ شمس الدین ترک باضیا کیواسطے
شیخ علاالدین صابر بارضا کیواسطے
شہ فریدالدین شکرگنج بقا کے واسطے
خواجہ قطب الدین مقتول دلا کیواسطے
شہ معین الدین حبیب کبریا ء کے واسطے
خواجہ عثمان با شرم وحیا کے واسطے
خواجۂ مودود چشتی پارسا کے واسطے
شاہ بویوسف شہ شاہ وگدا کیواسطے
بومحمد محترم شاہِ وِلا کے واسطے

احمد ابدال چشتی باسخا کے وا سطے
شیخ ابو اسحاق شامی خوش اداکیواسطے
خواجہ ممشاد علوی بوالعلا کیواسطے
بوہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیواسطے
شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کیواسطے
شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کیواسطے
شیخ حسن بصری امام اولیاء کیواسطے
ہادی عالم علی شیر خدا کیواسطے
سرورعالم محمد مصطفے کے واسطے
یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے
یاحق اپنے عاشقان باوفا کیو اسطے
یارب اپنے رحم واحسان وعطا کیواسطے
کررہائی کا سبب اس مبتلا کیو اسطے
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کیواسطے
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کیو اسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست وپا کیواسطے
بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیواسطے
اپنے لطف ورحمت بے انتہا کیواسطے

☆☆☆☆

معمولات

صبح و شام

معمولات اور ان کی تعداد کم ہوں یا زیادہ مشائخ اپنے مریدین ومتوسلین کو ان کے حسب احوال ارشاد فرماتے ہیں۔ راقم السطور مندرجہ ذیل طریقے پر سالکین طریقت وعاشقان حق کی رہنمائی کا ادنیٰ فریضہ انجام دیتا ہے۔

﴿طبقۂ اولیٰ﴾

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حکیم الامتؒ کے بعض ذاتی معمولات یہ تھے۔ تہجد کے بعد آپ اس طرح معمولات کو شروع فرماتے:

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِي بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ ____ 3، بار

أَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ إِلَيْهِ ____ 100 بار

درود شریف۔ ____ 100 بار

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ۔ ____ 200 بار

إِلَّا اللهُ۔ ____ 400, بار

أَللهُ اللهُ۔ ____ 600, بار

أَللهُ۔ ____ 100 بار

تلاوت کلام پاک کم از کم ایک پارہ مع سورۂ یٰسین شریف۔

مناجات مقبول حضرت حکیم الامتؒ۔ ایک منزل

شام کے معمولات

استغفار۔ ________________ 100، بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ________________ 100، بار

درود شریف۔ ________________ 100، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

طبقۂ ثانیہ صبح کے معمولات

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِي عَنْ غَيْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِي بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ ______ 3، بار

اَسْتَغْفِرُ اللهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْه ______ 100، بار

درود شریف۔ ________________ 100، بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ________________ 100، بار

اَللّٰہُ اللہ۔ ________________ 100، بار

اللہ۔ ________________ 100، بار

کم از کم سورۂ یسین شریف کی تلاوت، زیادہ سے زیادہ تلاوت کی کوئی حد نہیں۔

مناجات مقبول حکیم الامتؒ ہر روز۔ ________________ ایک منزل

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

شام کے معمولات

استغفار۔ ________________ 100، بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ ________________ 100، بار

درود شریف۔ ________________ 100، بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

طبقۂ اولیٰ کیلئے حسب طاقت صبح میں

سورۂ اخلاص۔ ________________ 100،بار

تیسرا کلمہ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر۔ ____ 100،بار

طبقۂ اخیر کیلئے

صبح کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ________________ 33،بار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ ________ 33،بار

أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ ____ 33،بار

قرآن شریف کی تلاوت کم از کم دس آیتیں۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

شام کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ________________ 33،بار

استغفار۔ ________________ 33،بار

درود شریف۔ ________________ 33،بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

عشاء کی نماز کے بعد وتر سے قبل دو یا چار رکعت تہجد ہر طبقہ کیلئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

{مؤلف کا تعارف}

نام : محمد علاء الدین قاسمی ابن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب۔

ولادت و پیدائش : مقام و پوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا گھنشیام پور، ضلع
دربھنگہ بہار (انڈیا)

ابتدائی تعلیم :

ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔

عربی اول : جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)

عربی دوم، سوم : مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)

اعلیٰ تعلیم : عربی چہارم تا دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند (یوپی)

فراغت : سنہ ۱۹۹۱ء

بعد فراغت مصروفیات

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر۔

حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں:

فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری۔

موجودہ مصروفیات :

خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔

مؤلف کی مشہور کتابیں

۱۔ رمضان المبارک سے محرم الحرام تک۔

۲۔ اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے۔

۳۔ نکاح اور طلاق۔

۴۔ حج گائیڈ۔

۵۔ چالیس حدیثیں۔

۶۔ جادو ٹونا، اور کہانت کا حکم۔

۷۔ دس عظیم صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات۔

۸۔ وعظ وادب کا خزانہ۔

۹۔ عظمت قرآن۔

۱۰۔ مسائل حاضرہ۔

۱۱۔ قربانی کے ضروری مسائل۔

۱۲۔ اصلاح کا تیر بہدف نسخہ۔

۱۳۔ چراغ اصلاح۔

۱۴۔ تکبر ایک وبال ہے۔

۱۵۔ تنقید ایک بُری عادت ہے۔

۱۶۔ جنت کے حسین محلات اور لذیذ و نفیس نعمتیں۔

۱۷۔ تراویح کا پیسہ لینا جائز نہیں۔

۱۸۔ رمضان المبارک کو نفع بخش اور مقبول بنانے کے صحیح طریقے۔

۱۹۔قیامت کی آخری علامتیں۔

۲۰ تصوف کی اہمیت وضرورت۔

۲۱۔غیبت ایک گندہ عمل ہے۔

۲۲ ۔اصلاح کے اہم نسخے۔

۲۴۔اخلاص اوراخلاق۔

۲۵۔اصلاحی واقعات جلد،اوّل۔

۲۶۔اصلاحی واقعات جلددوم۔

۲۷۔اصلاحی واقعات جلدسوم۔

۲۸۔دعاءکاصحیح طریقہ۔

۲۹۔اصلاح کامبارک سفر۔ ۹۰

۳۰۔قربانی کی شرعی حیثیت۔

۳۱۔پنج وقتہ نمازاوران کےضروری مسائل۔

۳۲۔محرم الحرام تاریخ وشریعت کےآئینے میں۔

۳۳۔عہدہ ومنصب کاحریص،رسوائی اوروبال کاطالب ہے۔

۳۴۔روح اورنفس کےاوصاف احوال اورانجام۔

۳۵۔اتحادواتفاق کےبغیرآپ کی جماعت کافیل ہوناطےہے۔

۳۶۔علماءکرام اصلاح کی روحانی چھاؤں میں۔

۳۷۔مزارات اولیاءکرامؒ اوران کےفیوض وبرکات برحق ہیں۔

۳۸۔اصلاحی واقعات جلدچہارم۔

۳۹۔رجب المرجب اورشعبان المعظم پرایک تحقیقی مطالعہ۔

۴۰۔عورت کا حجاب خدا کا حکم ہے۔

۴۱۔بچے اور بچیوں کا تعلیمی وتربیتی نصاب۔

۴۲۔رمضان المبارک کیسے گذاریں۔

۴۳۔اسلام میں حقوق ومعاملات کی نزاکت واہمیت۔

۴۴۔عذاب قبراوراوال برزخ ودوزخ۔

۴۵۔اصلاح کے قیمتی موتی۔

۴۶۔اصلاح وتزکیہ کے پراثر ارشادات۔

۴۷۔گناہوں سے نجات جلد سے جلد پالیجئے۔

★★★★★★★★

بیعت سے آدمی پاک صاف ہوجاتا ہے

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں میرا بیعت ہونے کو بہت جی چاہتا تھا، مگر ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ اگر بیعت ہونے کے بعد بھی گناہ ہوتے رہے تو بیعت ہونے سے کیا فائدہ؟ اس لئے پہلے حضرت میرے ناپاک ہاتھوں کو اس قابل کردیں کہ حضور کے پاک ہاتھوں میں دے سکوں، احقر کی عرض مذکور پر تمثیلاً فرمایا کہ: ایک دریا تھا اس کے پاس ایک ناپاک اور میلا کچیلا آدمی آیا اس دریا نے کہا کہ آ تو میرے پاس آجا۔ اس نے کہا کہ میری بھلا کیا مجال ہے میں تیرے پاس آسکوں تو بالکل صاف وشفاف، میں بالکل نجس، پلید، ناپاک، دریا نے جواب دیا تو تو اس حالت میں میرے پاس آنے نہیں پاتا اور بغیر میرے پاس آئے اور میرے اندر نہائے پاک ہو نہیں سکتا، تو بس ہمیشہ کیلئے دوری ہی رہی، ارے بھائی پاک ہونے کی تدبیر بھی تو یہی ہے کہ بس آنکھیں بند کرکے بلا پس وپیش میرے اندر کود پڑ بس، پھر فوراً ہی میرے اندر سے ایک ایسی موج اٹھے گی جو تیرے سر پر ہوکر گذر جائے گی اور آن کی آن میں تیری ساری نجاستوں کو دھوکر تجھے سر سے پاؤں تک بالکل صاف کردے گی۔ (اشرف السوانح، ج/2، صفحہ/51)

نوٹ:

اس مضمون کو طباعت کے وقت بیک فرنٹ پر ڈالیں